

# مذکرہ نبیل

۱۴۰۸ھ

مشہاد اعلیٰ حضرت  
محمد الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا غاضقاوری بریلوی  
جسٹس اعلیٰ عدالت بریلوی

(۱)

## نسوانِ حیاتِ نعتیہ اشعار

پہر مثنوی مایہ ناز و منفرد کتاب

(۲)

مکتبہ دارالعلوم دیوبند



# تذکرہ جمیل

۱۴۰۸ھ

حضرت علامہ مولانا شاہ محمد خالد رضا خاں صاحب قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

## سوانح حیات

اور اعتقاد اشعار پر مبنی مایہ ناز مکتبہ و کتاب

(مترجم)

حضرت علامہ مولانا محمد رفیع صاحب قادری رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایڈیٹر بریلوی رضوی سوسائٹی بریلوی

ترجمہ

مترجم

حضرت علامہ مولانا مفتی گلشن علی خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ادیب شہر شمس الحسن حضرت شمس بریلوی

نظر ثانی

صدر العلماء حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ مفتی محمد حسین رضا خاں صاحب قبلہ

شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم بریلوی شریف

مبصر

مولانا قاری الحاج محمد عرفان الحق قادری

جائع مسجد بہار شریعت بہار آباد کراچی

Ph: 021-34219324, Cell: 0321-3531822

www.barkatulmadina.com

Email: barkatulmadina@gmail.com

مکتبہ برکات المدینہ

## جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	تذکرہ جمیل
نکاح	:	حضرت مولانا محمد امجد علی خواجہ صاحب مدنی قاری رضوی
سن اشاعت	:	شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ستمبر ۲۰۱۲ء
صفحات	:	296
تعداد	:	1200
قیمت	:	250/- روپے
ناشر	:	مکتبہ برکات المدینہ، جامع مسجد بہار شریعت، بہادر آباد، کراچی
فون	:	0321-3531922 0213-4219324

Website: www.barkatulmadina.com E-mail: barkatulmadina@gmail.com

### ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انوار بازار، کراچی۔ فون: 021-32212011  
 مکتبہ خورشید، پرائیویٹ سٹریٹ، کراچی۔ فون: 021-34926110  
 مکتبہ درپہ، پرائیویٹ سٹریٹ، کراچی۔ فون: 021-34944672  
 جیلانی پبلشرز، لیفٹانر، کراچی۔ فون: 021-34911580  
 مکتبہ رضویہ، آرام پور، کراچی۔ فون: 021-32627897  
 شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور۔ فون: 042-37246006  
 زاویہ پبلشرز، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37248657  
 مکتبہ جمال، کرم، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37324948  
 مکتبہ نور، رضویہ، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37313885  
 فرید بک سنٹر، داروہ بازار، لاہور۔ فون: 042-37224899  
 کتب خانہ امام احمد رضا، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 0313-8222336  
 مکتبہ بہار شریعت، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 0322-4304109  
 سراپا سٹیشن، پبلکیشنز، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37116771  
 دارالعلوم، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37247702  
 مکتبہ اعلیٰ حضرت، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37247301  
 پروگرام، دور بار، مارکیٹ، لاہور۔ فون: 042-37352795  
 ادارہ احسان، مصلیٰ، چوک دارالسلام، گورنمنٹ، لاہور۔ فون: 055-4217886  
 مکتبہ نور، دارالہد، لاہور۔ فون: 061-6560699

شاہ حامد رضا شیوہ زین  
 ذکر اس کا ہے اب جی جی چین  
 نام تھا اس کا حامد و محمود تھا  
 ذات تھی اس کی تنہا گمراہ



# ایک پیکر

۴	تعارف
۱۰	تذکرہ جمیل کی توثیق جلیل
۲۹	جلد آرائیاں
۴۶	حسن انساب
۵۸	سدا سے باز گشت
۸۰	تذکرہ جمیل کی ہوا یا قی سندی
۹۳	بریلی کہاں ہے؟
۹۵	سراپائے کمال
۸۶	حیات عالی قدر حضرت امام احمد رضا کی نظر میں
۸۹	تاریخی پس منظر
۹۳	مازند کاظم علیاں تحصیلدار اسی مجسٹریٹ
۹۵	قدوة الاولیاء صلوات اللہ علیہ مولانا رضا علی خاں
۹۵	خاتم المتقین مولانا نعیمی علی خاں
۱۰۰	امام احمد رضا کی سوانح زندگی کافی انہیں کی زبان
۱۰۳	شہید محبت کی دنیا سے رحلت
۱۰۶	شہید مصلح
۱۰۷	عبد طفلی
۱۰۸	تعلیم و تربیت
۱۱۱	دست تربیت
۱۱۲	خانہ دین رضا کی مدت فتویٰ نویسی
۱۱۹	جائے و بار حق و ہدایت میں حجۃ الاسلام کی شرکت
۱۲۱	عابد رضا نائب امام احمد رضا

۱۲۲	حج و زیارت
۱۲۵	امام احمد رضا کی معیت و خدمت میں عابد رضا
۱۲۹	قضا و وقت کا فیصلہ
۱۲۹	سرعت تحریر
۱۳۳	تمہید رسالہ الاجازۃ المتنبیۃ لعلمائے ہکۃ والحدیث
۱۵۰	الدولۃ المکیہ کا شاہکار اردو ترجمہ
۱۵۲	تقریر منظم کا منظوم ترجمہ
۱۵۹	کفل النقیبۃ لعلمائے فی احکام قرطاس الدوام
۱۶۰	الولد ستر لایس
۱۶۹	تاریخ گوئی
۱۷۳	وظیفہ روز و شب
۱۷۶	عجبت الاسلام بانی منظر اسلام
۱۸۰	حجۃ الاسلام منظر اسلام میں بحیثیت محدث بریلوی اور محد المدین
۱۸۱	دارالعلوم منظر اسلام کا شاہکار اجلاس
۱۸۲	مشاہیر خلفاء
۱۸۳	تصنیفات
۱۸۸	استاد
۱۸۸	قتل مفادہ عالیہ امام بریلوی قدس سرہ بنام مولوی اشرف علی تھانوی
۱۹۳	کیس ہزار سودا
۱۹۴	اسے تماشا گاہ عالم روئے تو
۱۹۸	لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ
۱۹۹	مناظرہ میں علماء و مشائخ اہلسنت کا ہجوم
۲۰۱	”مرادین پارہ ۱۰ ان نہیں“
۲۰۳	ملت بیضا کے لئے خون کا ندانہ
۲۰۳	شجرہ نسب
۲۰۵	غیرۃ اکبر کی ولادت باسعادت
۲۰۹	دارالعلوم منظر اسلام ماہنامہ علی حضرت بریلی اپنے پس منظر میں



نمبرۃ الصغریٰ ولادت با سعادت

نمبرۃ اکبر عتہ الاسلام

مولانا ضیاء الدین احمد قادری

معاصر

مولانا حبیب الرحمن خاں شیرانی

مولانا شاہ عبدالباری فرنگی علی گاہ

مولانا محمد الہی مظفر گڑھی

مولانا شاہ عبدالسلام چلیپوری

مولانا عبد علی اعظمی

مولانا عبدالاحد محدث پبلی بھٹی

تلاذہ

احوال پاکیزہ کرم مفتی اعظم

علامہ شمسین رضا خاں بریلوی

حضرت مولانا تقدس علی خاں

مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلوی

محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سرور احمد

نائب العزیز کی رحلت

حضرت عتہ الاسلام کے سلاسل طریقت

حضرت عتہ الاسلام کا شجرہ طریقت

مرشد گرامی

چار یار

بنیاد پاک عتہ الاسلام

نذرانہ عقیدت بارگاہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس اللہ سرہ از مصنف

## تعالیٰ فارسی

از مولانا محمد شہاب الدین رضوی بھٹی

ماہوار علمی مجلہ ان کے نام

### ولادت

سیاح عالم حضرت علامہ مولانا اسحاق الشاہ محمد ابراہیم خوشتر رضوی بن محمد صدیق مرحوم علیہ الرحمۃ  
امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے وصال پر سلاسل ۲۲ صفحہ مظفر ۳۳۴۱ء کے ۸ سالہ ماہ  
چھ دن بعد ۲۹ شوال ۱۴۲۸ھ بروز ہفتہ ۳۲ دسمبر ۱۹۰۷ء بمقام چوبیس پرگنہ کے ریلوے جنکشن بمبئی میں پیدا ہوئے

### تعلیم و تربیت

علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر رضوی کی تعلیم کا آغاز مشہور بریلوی دور کشاپ شہر جمال پور  
منطقہ مونگیر سے ہوا۔ ابتدائی تعلیم اردو و فارسی حساب و کتاب کے علاوہ حفظ قرآن مجید کی  
تکمیل یہیں مافظ نصیر الدین سے کی۔ علامہ خوشتر کے زندگی کی صرف دس بہاریں گذری تھیں کہ حفظ  
قرآن و تجوید کی سعادت لازوال سے مالامال ہو گئے۔

علامہ محمد ابراہیم خوشتر مولانا احسان علی رضوی مظفر پوری کی محبت اور ان کی سرپرستی میں  
بریلی شریف آگئے اور یہاں پرواز العلوم مظفر اسلام، دارالعلوم مظفر اسلام بریلی میں تعلیمی وابستگی  
اختیار کی۔ حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، نحو، صرف و غیر علوم و فنون میں کمال حاصل کیا۔  
مولانا غلام نیر دانی رضوی اعظمی کے ایما پر آپ جامعہ رضویہ مظفر اسلام فیصل آباد پہنچے  
اور وہاں محدث اعظم پاکستان مولانا سرور احمد رضوی کی خدمت میں حاضر ہو کر خصوصیت کے ساتھ  
کتب حدیث کا دورہ کیا اور مظفر اسلام فیصل آباد سے سند فراغت حاصل فرمائی۔

### اساتذہ کرام

علامہ خوشتر رضوی کے اساتذہ میں دو آفتاب و آفتاب و آفتاب زمانہ ہیں جنکا چرچہ آج عالم میں  
ہو رہا ہے۔ جو علم و فضل، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور میدان اقامت میں کامل و اکمل ہیں۔

۱۔ شہزادہ اکبر اعلیٰ حضرت عتہ الاسلام مولانا مفتی محمد عبدالرضا قادری بریلوی۔

۲۔ تاجدار اہلسنت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا نوری بریلوی۔

۳۔ ادیب عصر الہدائی مولانا ابراہیم رضوی تھری دیراہنامہ یادگار رضا بریلی



- ۳۔ بحر العلوم حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین رضوی مولوی گری
- ۵۔ محدث اعظم بریلی علامہ مولانا ابوالاعلیٰ محمد احسان علی رضوی مظفر پوری
- ۶۔ نمبر ۱۰۰ علامہ مفتی مفسر اعظم خد مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی بریلوی
- ۷۔ محدث اعظم پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سرور احمد رضوی بانی جامعہ رضویہ مظفر اسلام فیصل آباد
- ۸۔ استاذ العلماء مولانا مفتی تقی محمد علی رضا رضوی بریلوی شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ پیر جوگہ
- ۹۔ حضرت علامہ مولانا علامہ نیر الدین رضوی اعظمی سابق مدرس دارالعلوم مظفر اسلام بریلی
- ۱۰۔ اویس شہیر شترجم کتب متعدد علامہ شمس الحسن شمس بریلوی مقیم کراچی

### درس و تدریس

علامہ ابراہیم خوشترجم ۱۹۵۲ء میں بریلی شریف سے فیصل آباد پہنچے اور تدریسی زندگی کا آغاز گوجرانوالہ ضلع راولپنڈی سے کیا۔ پھر ساہیوال میں ۱۹۶۲ء تک قیام پذیر رہے ان شہروں میں خطابت و امامت کے ساتھ دارالعلوم رحمانیہ گوجرانوالہ، جامعہ شریعہ رضویہ ساہیوال کے اہتمام اور درس و تدریس کی خدمت بھی متعلق رہی۔

علامہ خوشترجم ۱۹۶۳ء میں خطیب کی حیثیت سے کولہو (سیلون) تشریف لے گئے یہاں پر صرف چند ہی ماہ میں خانقاہی مقدمات کا دروازہ کھل گیا۔ یہاں پر بھی تدریسی سلسلہ شروع کیا۔ اپنے حلقہ ذکر و فکر کا غلاف بلند کیا۔ اور بہت سے افراد کو سلسلہ رضویہ میں داخل فرمایا۔

### بیعت و خلافت

علامہ محمد ابراہیم خوشترجم بڑی خوبیوں کے حامل ہیں۔ کہنے محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سرور احمد رضوی کی معیت میں پہلا حج کیا۔ کراچی کے زمانہ قیام میں حکیم الاسلام مولانا حسین رضا رضوی بریلوی کی صحبت و خدمت حاصل رہی۔ مدینہ طیبہ میں قطب مدینہ مولانا سید الدین احمد مدنی رضوی کی خدمت میں ۵ دن حاضر رہ کر ضعیف باطن اور اجازت بیعت سے مالا مال ہوئے۔ کولہو (سیلون) سے واپسی پر بریلی شریف کی خانہ گری سے شرفیاب ہوئے اور حضور مفتی اعظم مولانا مفتی رضا انوری بریلوی قدس سرہ نے اپنی اجازت و خلافت سراپا کر امت عطا فرمائی اور سند خلافت پر ولادت لکھ کر نشان منزل بھی دیدیا اور اپنا دیوان ساہیوال بخش بھی علامہ خوشترجم کو عطا فرمایا۔

علامہ خوشترجم کو جلال اسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا بریلوی نے بھی اجازت عطا فرمائی اور قیام کراچی کے دوران مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا بریلوی نے بھی آپ کو سلسلہ قادریہ رضویہ حاد میں اجازت سے سرفراز فرمایا۔

### عالمی سکیر و سیاحت

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشترجم رضوی ۱۹۶۳ء میں کولہو اور ۱۹۶۵ء کو مارشس سرجوہا اور نیپال کی حیثیت سے مقیم رہے۔ جامعہ پورٹ لوئس مسجد (افریقہ) میں امامت و خطابت کے ذریعہ رشد و ہدایت، تبلیغ و اشاعت کا شاندار آغاز کیا۔ امام احمد رضا بریلوی کے نام کا تعارف اور کام کی ہمہ گیر اشاعت آپ کی زندگی کا متعدد ذریعہ ہے۔

۱۹۶۶ء میں مارشس سے مع اہل و عیال حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اور آپ کو مشرق وسطیٰ کی سیاحت کا موقع پیشہ آیا۔ ۱۹۷۲ء میں کراچی پھر ۱۹۷۳ء میں کولہو سیلون پہنچے اور اس سال تیسری بار حج و زیارت کا موقع ملا۔ شام عراق کے مزارات کی زیارت کرتے ہوئے شہنشاہ بغداد فرحان پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہوئے۔ بعد ازاں مارشس کی طرف کوچ کیا۔ قضا و قدر کے فیصلے کے مطابق پھر پاکستان تشریف لائے۔ اور یہاں سے ۱۹۷۵ء میں برطانیہ کا تبلیغی سفر اختیار کیا۔ اور اس طرح مسلک امام احمد رضا بریلوی کا یورپ تک پہنچا۔ علامہ خوشترجم کی بدلت یورپ کے ہر ملک میں اس قادیان رضوی، ایم ایم احمد رضا کی دعوت ملی۔

علامہ ابراہیم خوشترجم نے ۱۹۹۰ء/۱۴۱۱ھ میں پیرس کا تبلیغی سفر فرمایا اور یہاں پر چوتھے والے گیارہویں اور محرم کے بدوگرہوں میں شرکت کی اور امام احمد رضا بریلوی کا پیغام سنایا۔ علامہ خوشترجم اس وقت انچسٹر برطانیہ میں قیام گزیر ہیں اور مسلک اہلسنت کا اچھوڑ کر دنیا میں کر رہے ہیں

### شعرو شاعری

حضرت علامہ محمد ابراہیم خوشترجم شعری کے میدان میں بھی ایک اہم مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے شعر گوئی، ناچ و گانہ، علم و فن، مفتی اعظم قدس سرہ سے سیکھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں وہ چاشنی پائی جاتی ہے جو دوسرے شعراء کے مقابلے میں درجہ اتم کا درجہ رکھتی ہے۔ "تخلیص خوشترجم" اختصار کیا۔ مفتی اعظم کے دصال برہملاں پر ۲۰۲ھ میں "سباق مفتی اعظم ہند" (۱۹۸۱ء) کے عنوان سے ایک تاریخی منقبت کہی جو ۵ ہزار شعرا پر مشتمل مجموعہ کے طور پر پیشہ شعرا و علمائے اسلام سے کیا تا کو کون کیا مقتدا مہاتار دا۔ مقتدا کرتے تھے جس کی اقتدا کیا تا دا۔ خوبصورت خوبصورت خوش تقابا تا دا۔ خوبی خوں کا جو معیار تھا جا تا دا۔ احمد نوری نے دیکھ جس کی ولات کی خبر اس بشارت کی خبر کا بیت دا جا تا دا۔ جس نے دیکھی تھی دعا خوشترجم کو خوشترجم آہ وہ خوشترجم خوشترجم دا جا تا دا



# تذکرہ جمیل کی توثیق حلیہ

ادب منہجہ کثرت علامہ شمس الحسن صاحب شمس بریلوی گرامر

افراد کی داستانہائے حیات ہوں یا انفرادی سوانح عمریاں، ان کی نگارش کا طریقہ کار ضعیف پاک و ہند میں موجودہ صدی ہجری میں شروع ہوا۔ اس سے قبل عربی مؤرخین ہی کے اس طریقے کو اپنایا جاتا تھا اور طبقات ہی کی ہیئت اور نوعیت میں کتب سوانح مرتب کی جاتی تھیں طبقات کے سلسلے میں یہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ کوئی ایسا فن نہیں ہے جس پر ان مؤرخین حضرات نے کتب طبقات مرتب نہ کی ہوں۔

تاریخ لوگیت کے بعد بھی وہ منفی انشاء ہے جو انشا پر وازی کی دوسری اصناف سے کامیاب اور مقبول رہی ہے۔ یہ تاریخ نگاری ہی کی ایک نوع خاص ہے۔ طبقات نگاری کا بنیادی اور مرکزی نقطہ فن اسرار الرجال ہے۔ دوسرے علوم کی طرح علم "اسرار الرجال" پر بھی ہمارے اسلاف کرام نے جن کا تعلق عرب و عجم اور اورائے ہند و پاک سے تھا ایک گرافٹ سرایا اپنی یادگار چھوڑا ہے۔ اور آج بھی یہ سرایہ ہماری دسترس میں ہے۔ اور جب تک اس حدیث باقی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک باقی رہے گا، یہ فن بھی زندہ رہے گا کہ دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ فن اسرار الرجال کا یہ سرایہ اور اس موضوع پر مرتب ہونے والی تالیفات راویان حدیث مبارکہ کے بہت ہی فقرا و عیال پر مشتمل ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ لاکھوں راویان حدیث میں سے ہر ایک کے لئے اگر دو یا چار سطریں قصص کردی جائیں تو ان سطور کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہوگی۔ اور ان کے لئے لاکھوں صفحات درکار ہوں گے جن کا انصرام انشاءت ممکن نہیں ہے۔ پس ہر ایک راوی کے لئے ایک دو سطور کو کافی سمجھا گیا۔ جس میں ان کا اسم گرامی مع کنیت (اگر کنیت ہے) مقام ولادت و مقام وفات اور بحیثیت راوی ان کے سرایہ اقطاب کو بیان کر دیا گیا ہے۔

تدوین حدیث کا سلسلہ چوتھی صدی ہجری کے اوائل سے ختم ہو گیا۔ قرآن ہمارے مقابل میں حدیث مبارکہ کی صحت اور اس کے دیگر خصوصیات روایت کے اظہار کے لئے فن اسرار الرجال پر کتب تالیف ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ کتب اسرار الرجال کی تالیف تدوین کے بعد طبقات پر بھی کتب کی تالیف کا کام شروع ہو گیا۔ چوتھی صدی ہجری سے آٹھویں صدی ہجری کے درمیان طبقات پر جو کتابیں تالیف ہوئیں ان میں یہ کتابیں بہت معتبر سمجھی جاتی ہیں۔ واضح ہو کہ یہ کتب طبقات عمومی پر نہیں ہیں بلکہ طبقات المؤمنین پر ہیں۔

- ① علامہ شیخ ابوالولید یوسف بن عبدالعزیز دباغ م ۳۴۵ھ طبقات المؤمنین
- ② علامہ حافظ ابن الجوزی م ۷۴۵ھ
- ③ علامہ محدث ابن وقیع العید م ۲۴۵ھ
- ④ علامہ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد المعروف بہ علامہ ذہبی م ۷۴۵ھ
- ⑤ علامہ تقی الدین محمد بن ابی فہد ملکی م ۸۱۵ھ

پانچویں صدی ہجری ہی میں طبقات نگاری ایک مستقل موضوع نگارش بن گیا تھا۔ اور اس قدر تیزی سے اس موضوع پر کتب تالیف کی گئیں کہ اگر صرف اس موضوع طبقات ہی پر نگارشات کو شمار کیا جائے تو ان کتابوں سے اسلامی ادب کا ایسا وسیع سرایہ مرتب ہو جائے گا کہ کوئی دوسری زبان اس کا جواب پیش نہیں کر سکے گی۔

طبقات صحابہ کرام پر تالیف ہونے والی کتب میں طبقات ابن السعد کو اولیت کا شرف حاصل ہے کہ یہ تیسری صدی ہجری کی تالیف ہے۔ طبقات ابن سعد کے بعد الاستیعاب ہے جس کے مصنف امام ابو عمر یوسف بن عبدالبر اندلسی ہیں۔ یہ پانچویں صدی کے اوائل میں مرتب ہوئی۔ طبقات ابن سعد کی طرح "الاستیعاب" میں طبقات صحابہ پر مشہور متعدد کتاب ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں طبقات صحابہ پر مرتب ہونے والی مشہور کتاب "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ" ہے۔ جو علامہ ابن اثیر خیری م ۷۴۵ھ کی ایک مقبول اور مستند تصنیف ہے۔ آج بھی اس کا ترجمہ (اردو) دستیاب ہے۔ مصر میں اصل کتاب شائع ہو چکی ہے۔ "اسد الغابہ" کے بعد علامہ ابن جریر عسقلانی کی



ان صاحب فی تمیز اصحاب ہے۔ جو نوین صدی ہجری کے اواخر میں تالیف ہوئی۔ اور آٹھ منیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

جب اصحاب فکر و نظر نے دیکھا کہ اصحاب کرام کے حالات پر (گوں فقہری صحیح بہت کچھ لکھا جا چکا ہے تو انھوں نے حضرات تابعین تبع تابعین کے احوال کو موضوع نگارش بنایا۔ اس موضوع پر مرتب ہونے والے طبقات میں ان طبقات نے زیادہ شہرت حاصل کی۔

- ① علاء الدین ابوالفتح م ۶۳۳ طبقات یا تاریخ بغداد
- ② علاء حافظ ابوالقاسم ابن عساکر المشوہ ابن عساکر م ۵۴۵ طبقات یا تاریخ دمشق
- ③ امام ہاشم بن عبد اللہ یافعی م ۵۵۰ مرآۃ الجنان
- ④ امام احمد المطلبی م ۵۶۰ تاریخ حلب
- ⑤ علاء عبد الحمی بن الحما و جنبلی م ۵۹۰ شذرات الذهب

(آٹھ منیم جلدوں پر مشتمل ہے)

شذرات الذهب دنیا کے علم و ادب کی مشہور کتاب ہے۔ اور بعد کے مصنفین کے لئے ایک اہم ماخذ ہے۔ یہ کتاب ہزار سالہ علم و فضل اور اکابریت کا تذکرہ ہے

علاء قاضی احمد بن فلکان م ۵۵۰ وفيات الاعیان

یہ کتاب حضرات تابعین رضی اللہ عنہم کے احوال و تذکرے سے شروع کی گئی ہے اور ساتویں صدی ہجری کے وسط تک ملت اسلامیہ میں جو اکابر علماء و صلحاء اور ادیب گذرے تھے ان کے سوانح اور تراجم تحریر کئے ہیں۔ طبقات اور سوانح میں یہ بہت ہی معتبر کتاب ہے۔ اب تک طبقات پر جو کتابیں تالیف ہوئیں وہ کسی ایک صدی سے فصوص نہیں ہیں۔ اب مصنفین اور مؤلفین نے اس عہد میں ایک نئی راہ نکالی اور کئی ایک مصنف نے کسی ایک صدی کے اکابر، ادباء، فضلاء کے احوال کو اپنی تالیف میں منضبط کیا۔ اس سے ایک اہم فائدہ یہ ہوا کہ ہزاروں اسماء کو منضبط کرنے والی طبقات کی تالیف میں احوال بہت ہی اختصار سے قلمبند کئے جاتے تھے اب ایک صدی کے ادباء و فضلاء کی تحقیق نے قدرے تفصیل کی گنجائش پیدا کر دی۔

ان طبقات قرطبہ و یاقون و اربطقات، کا آغاز آٹھویں صدی ہجری کے اکابر و ادباء و صلحاء سے کیا گیا۔ اور

- ① علاء حافظ ابن جریر عثمانی نے کتاب کو "الدرة الکامنه فی اعیان الکائنات الثمان" سے موسوم کیا۔ یہ آٹھویں صدی ہجری کے اکابر و اعیان پر مشتمل ہے۔ چار منیم جلدوں پر تمام ہوتی ہے۔
- ② علاء حافظ محمد بن عبد الرحمن بن سواد م ۵۹۰ "الغزوات فی اعیان القرن الثامن" کے نام سے موسوم ہے۔ نصف صدی ہجری کے علماء و فضلاء اور اکابر کے احوال پر مشتمل ہے بارہ جلدوں پر مشتمل ہے۔
- ③ علاء حافظ نجم الدین دمشقی م ۶۶۱ "الکوکب السائر فی اعیان الکاۃ العاشرہ"
- ④ علاء محمد بن یحییٰ دمشقی م ۶۸۱ "خلاصۃ الاثر فی اعیان الکاۃ عشر" بارہ جلدوں پر مشتمل ہے
- ⑤ علاء النبی المرادی دمشقی م ۶۸۰ "سلک الذی فی اعیان القرن الثانی عشر"
- ⑥ علاء شیخ عبدالرزاق البیطار دمشقی م ۱۲۳۵ "طیۃ البشر فی اعیان القرن الثالث عشر"
- ⑦ علاء راعب طبایح م ۱۳۰۰ اعلام النبلاء

اعلام النبلاء نے قبول عام کی سند حاصل کی، طلبہ کے ان اکابر مصنفین اور اکابر علماء کے احوال پر مشتمل ہے جن کا تعلق تیرہویں صدی ہجری اور وسط قرن چہارم ہجری سے تھا۔ جو مملکت شام سے تعلق رکھتے تھے۔ تیرہویں صدی ہجری کے اعیان و اکابر پر ایک اور مشہور کتاب شائع ہوئی جس کے مصنف

- ⑧ علاء شیخ جمیل شامی دمشقی م ۱۳۰۵ ہیں۔ کتاب کا نام "روض البشر فی اعیان القرن الثانی عشر" ہے۔

- ⑨ علاء محمود شکر علی آلوسی م ۱۳۲۴ المسک الاوفی

یہ طبقات پر بہت مشہور کتاب ہے۔ تیرہویں صدی اور چودھویں صدی کے اواخر تک جو اکابر علماء بغداد میں گذرے ہیں ان کے سوانح اور احوال پر مشتمل ہے۔

مصر و شام و عراق و حجاز کے اکابر علماء اور مصنفین کے احوال بھی بعض کتب تالیف ہوئیں ان میں مصر کے مشہور ادیب جرجی زیدان کی کتاب طبقات پر شہر مشاہیر المشرق "بہت پسند گئی



یہ طبقات مذکور ہیں کسی ایک طبقے کیلئے نقص نہیں ہے۔ ان طبقات میں اکابر ملت، علمائے کرام، ادباء، صوفیاء اور زہاد حضرات سب ہی شامل تھے جنہوں نے اپنے اپنے عصر میں شہرت کے منازل طے کئے۔ اس لئے ان طبقات کے ادبی اصلاحی طبقات الرجال سے الگ ہو جاتے ہیں احوال اکابر مصنفین پر شعبہ ادب یا صنف وار طبقات کا دائرہ چونکہ بہت وسیع ہے۔ اس کو ایک کتاب میں جمع کر دینا محال ہے۔ اس لئے صاحبان تصنیف ذالیف نے ایک ایک فن اور ایک ایک علم کے ارباب فضل و کمال کے احوال کے جمع کرنے پر قلم اٹھایا چنانچہ طبقات الادباء، طبقات الفاضلہ و قدیمین کرام کا تذکرہ، طبقات المستشرقین، طبقات الفقہاء، طبقات الشافعیہ، طبقات الحنفیہ، طبقات الخنفیہ، طبقات الصوفیہ، یہ کتابیں تصنیف کی گئیں۔ یہاں اتنا موقوفہ نہیں کریں ان تمام طبقات کا آپ سے تعارف کراؤں۔

اس برصغیر پاک و ہند میں ان کتب طبقات سے متاثر ہو کر آٹھویں صدی ہجری میں امیر نور کرانی دم مست نے "سیر الاولیاء" مرتب کی۔ جس میں بعض اکابر خاندان چشتیہ کا تذکرہ ہے۔ سیر الاولیاء کے بعد برصغیر پاک و ہند کے مشہور صوفی شیخ جمال کا تذکرہ "سیر العارنین" ہے یہ دسویں صدی ہجری میں مرتب ہوا آٹھویں صدی ہجری کے مشہور محدث علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "انہد الاخیار" مرتب فرمایا۔ یہ مشائخ ہند (صوفیائے ہند) کا ایک جامع تذکرہ ہے اور آج بھی اصل متن فارسی اور اردو میں دستیاب ہے۔ جس طرح سیر العارنین میں خاندان اولیاء یعنی چشتیہ اور سہروردیہ کا ایک منتخب تذکرہ ہے۔ اسی طرح علاؤ الدین نقی نقطہ نظر سے عہد جاگیر میں یں لکھا جانے والا ایک تذکرہ "حلیۃ الاولیاء" ہے۔ یہ تذکرہ سندھ کے مشائخ سے فصوص ہے حدیث الاولیاء کا متن فارسی ہے۔ عہد جاگیر میں کا ایک اور تذکرہ صوفیہ یا طبقات مشائخ گھڑا ابراہیم ہے۔ جس کے مولف شیخ غوثی مشاوری ہیں۔ لیکن یہ تذکرہ مستند حالات پر مبنی نہیں ہے اس وجہ سے مقبول نہیں ہوا ہے۔ اس کا اصل متن نایاب ہے۔ صرف ترجمہ گھڑا ابراہیم کے نام سے ملتا ہے۔

گھڑا ابراہیم کے بعد "حضرت قدس" ایک قابل ذکر تذکرہ ہے۔ مشائخ نقشبندیہ کا

ایک مستند اور معتبر تذکرہ ہے۔ جس کو ہم "طبقات مشائخ نقشبندیہ" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یہ تذکرہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے ایک مرید خاص مولانا بدر الدین احمد سرہندی نے مرتب کیا ہے۔

شاعر جہانی عہد میں طبقات مشائخ پر دو تذکرے قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں تذکرے شاعرانہ مظلوم و مقول دار اشکوہ کے خاتمہ حقیقت نگار کا اثر ہیں۔ "نسب الاولیاء" حضرت میاں میر اور ان کے خلفاء کے حالات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا "سفینۃ الاولیاء" ہے جس کا سال تصنیف ۱۲۳۰ھ ہے۔

سفینۃ الاولیاء میں ۱۱ بزرگان دین و ملت یعنی ارباب طریقت کا ذکر ہے۔ لیکن اختصار کے ساتھ دونوں تذکروں کی زبان فارسی ہے۔ ایران اور برصغیر پاک و ہند سے یہ اشعار اور ان کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں صوفیاء کرام کے ان فخریہ تذکروں کے علاوہ شاہی سرپرستی میں طبقات الامراء بھی مرتب ہوئے۔ طبقات الامراء میں "ذخیرۃ القوامین" و "ورثۃ جہانی" کا ایک گرافت "تذکرۃ الامراء" ہے۔ زبدۃ القامات اور حضرات قدس بھی خاندان نقشبندیہ کے طبع تذکرے ہیں۔ جن کا تعلق گیارہویں صدی ہجری سے ہے۔ ان دو میں "زبدۃ القامات" کی حیثیت تو ایک سوانح عمری کی ہے۔ البتہ "حضرات قدس" اکابر و مشائخ سلسلہ نقشبندیہ کا معتبر تذکرہ ہے۔ بارہویں صدی ہجری میں "آثر الکرام" سید آزاد بلگرامی کے قلم سے ایک گرافت تذکرہ ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کی حیثیت ایک علاقائی تذکرہ کی ہے کہ اس میں علماء و صلحائے بلگرام کا ذکر ہے۔ لیکن حقیقتاً اس میں برصغیر پاک و ہند کے بہت سے علمائے کرام اور مشائخ عظام کا ذکر آگیا ہے۔ اور اس کی حیثیت ایک عمومی تذکرہ کی ہو گئی ہے۔ "آثر الکرام" اپنے فاسن کے باعث بہت مقبول ہوا۔ اور اس کی قبولیت نے اس برصغیر میں اصحاب فکر اور ارباب باب علم کو تذکرہ نگاری کی راہ پر سرگرم رفتار بنا دیا۔ چنانچہ "آثر الکرام" کے بعد برصغیر پاک و ہند میں متعدد تذکرے بحیثیت طبقات کئے گئے۔

تیرہویں صدی کے ادوار اور چودہویں صدی میں طبقات پر لکھی جانے والی کتب یا تذکروں



میں محکم غلام سرور لاہوری کا تذکرہ خزینۃ الاصنیاء جسکی زبان فارسی ہے، تذکرہ علمائے ہند یا تذکرہ  
رحمن علی (متن کی زبان فارسی ہے) "فوائد الہیہ" از علامہ عبدالحی لکھنوی (فرنگی علی) اور عدائق  
الحنفیہ از علامہ فقیر محمد جلیلی یادگار۔ تذکرے یا کتب طبقات ہیں۔ "عدائق الحنفیہ" کی اشاعت  
۱۳۱۳ھ کے بعد ایک اور مسودہ تذکرہ "نزهت الخواطر" جو آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے اور جسکی ساتویں  
اور آٹھویں جلد کسی قدر ضخیم ہے شائع ہوا۔ نزهت الخواطر کے سلسلہ میں شمس بریلوی آئندہ اوراق  
میں کچھ تفصیل پیش کرے گا۔ یہاں مختصر فوائد الہیہ، تذکرہ رحمن علی اور عدائق حنفیہ کے سلسلہ  
میں کچھ عرض کر دیں گا۔

فوائد الہیہ :- فاضل نبیل علامہ عبدالحی فرنگی علی (لکھنوی) کی تصانیف متعددہ میں  
ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ آپ نے یہ کتاب طبقات الشافعیہ اور جواہر الحنفیہ کے بیچ واسطوں پر مرتب  
کی ہے لیکن علماء وفقہائے احناف کے مقابلہ میں اس میں علمائے شوافع کے تراجم زیادہ ہیں۔  
متن کی زبان عربی ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک حصہ "طرب الاثمل" کے نام سے شامل ہے جس میں  
۲۹۹ حضرات کا تذکرہ بہت ہی اختصار کے ساتھ ہے۔ بہر حال فوائد الہیہ اپنی افادیت کے اعتبار سے  
ایک قابل قدر کوشش ہے۔ کتاب کا اختتام بروز شنبہ ۱۲ صفر المظفر ۱۲۹۲ھ کو ہوا مقدمہ میں  
یہ مراعت نہیں ہے کہ اس کا آغاز تک کیا تھا۔

حدائق الحنفیہ :- فوائد الہیہ کے مکمل ۱۲۹۳ھ اس کے تین سال بعد پنجاب کے  
ایک فاضل نبیل مولوی فقیر محمد جلیلی نے طبقات پر ایک عظیم کام سرانجام دیا۔ اب تک جغذیر  
پاک و ہند میں طبقات پر لکھی جانے والی کتابوں کا متن عربی زبان میں یا فارسی زبان میں ہوتا تھا۔ مولانا  
فقیر محمد جلیلی نے "عدائق الحنفیہ" اردو زبان میں تحریر فرمائی اور اس میں امام عظیم ابوحنیفہ رضی اللہ  
عنه سے تیرہویں صدی ہجری کے اواخر تک جس قدر مشاہیر فقہائے احناف گذرے تھے، ان  
سب حضرات کے تراجم ان کی تصانیف و تالیفات کی تفصیل کے ساتھ معرض تحریر میں لائے۔ ان  
خارج عدائق الحنفیہ فقہائے احناف پر ایک گراں قدر کتاب طبقات ہے۔ فاضل نبیل نے ان  
تمام علماء وفقہائے احناف پاک و ہند و ازلے پاک و ہند کے تراجم پیش کر دیئے ہیں جو تیرہویں کی

کے اختتام تک بقید حیات تھے۔ چودہویں صدی کے افاضل وفقہاء کے ذکر سے یہ کتاب خالی  
مصاب کتاب نے سلسلہ میں داعی اجل کو لبیک کہا، اس لئے یہ اختتام ناممکن تھا۔

تذکرہ علمائے ہند یا تذکرہ رحمن علی | چودہویں صدی ہجری میں "فوائد الہیہ" اور  
عدائق الحنفیہ کے بعد طبقات علمائے  
ہند پر یہ تذکرہ بہت ہی جامع ہے۔ اس میں ۶۴۱ اُن علمائے کرام کے تراجم ہیں جن کا تصنیف  
برصغیر پاک و ہند سے رہا ہے۔ اگرچہ بعض ارباب علم و فضل کے تراجم نظر انداز ہو گئے ہیں  
شاید مولوی رحمن علی مرحوم کی ان کے احوال تک رسائی نہ ہو سکی۔

ان ۶۴۱ علماء میں شخصیت نگار یا صاحب ترجمہ کسی فن یا موضوع سے متعلق نہیں ہے۔ بلکہ  
اس برصغیر پاک و ہند میں جس شخصیت کو بحیثیت عالم یا ناہیچا یا جاتا تھا اور وہ اپنے علم و فضل  
کے باعث مشہور تھا اس کا ذکر طبقات علمائے ہند میں کیا گیا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ کوئی  
مشہور محدث ہو یا فقیہ ہو۔ تذکرہ رحمن علی میں تراجم کی ترتیب قرن وار نہیں ہے۔ بلکہ تراجم کو فقیر حروف  
الہجہ بیان کیا گیا۔ فاضل نبیل فقیہ بے حدیل امام احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ کے حالات شرح و بسط  
کیا گئے ہیں اور ان کی ان کی متعدد تصانیف کا ذکر کیا ہے جن تک فاضل مولف کی رسائی ہو سکی  
ہے کل تصانیف مذکور نہیں ہیں کہ امام رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف و تالیفات کا سلسلہ ۱۳۳۳ھ تک  
جاری رہا جبکہ آپ کا سال وفات ۱۳۴۲ھ ہے

تذکرہ علمائے ہند ۱۳۳۰ھ میں مکمل ہوا اور مطبع نو لکھنور (لکھنؤ) سے ۱۳۳۱ھ میں پہلی بار  
شائع ہوا۔ تذکرہ علمائے ہند کی تکمیل سے قبل تاریخ شعرائے اردو کے مصنف یعنی صاحب "گل  
عکیم عبدالحی ندوی نے علمائے احناف کا ایک تذکرہ لکھنا شروع کیا۔ جو تین سال کی محنت و شغف کے  
بعد آٹھ جلدوں میں مکمل ہوا (ساتویں اور آٹھویں جلد ضخیم ہے۔ باقی جلدیں اوسط ضخامت کی ہیں)،  
مقدمہ میں اس تذکرہ یعنی نزهت الخواطر کے مصنف کے فرزند مولوی ابوالحسن ندوی (جو خود بھی متعدد  
کتب کے مصنف ہیں)

اس طرح "نزهت الخواطر" کا تعارف کراتے ہیں۔



## نَزْهَةُ الْخَوَاطِرِ

”قد كانت ساعة سعيدة لأحيون تقو السيرة عبد الحمى به فخر  
(الدين الحسيني) ولادته سنة ١٢٤٥ ووفاته سنة ١٣٢٨ في فجر  
الثلاثاء الرابع عشر الهجري ان يؤلف كتاباً في تراجم علماء  
العهد وأعيانها من القرن الاسلامي الاول حين دخل  
فيها الاسلام الى قرن الرابع عشر الذي يعيش فيها“

### بعض

چودھویں صدی کے آغاز کی وہ کیسی ساعت سیّدہ تھی جبکہ سیّد عبد الحمی ابن عمر الدین الحسنی (ولادت  
۱۲۴۵ھ و وفات ۱۳۲۸ھ) نے یہ لکھا کہ ایک ایسی کتاب مرتب کریں جس میں ہندوستان میں  
اسلام کے آغاز سے چودھویں صدی ہجری تک (جس میں وہ بقید میات تھے) کے علماء و اکابر  
ملت کے حالات (تراجم) پیش کئے جاتیں۔

اس عظیم کتاب (نزہۃ الخواطر) کی تکمیل میں سیّد عبد الحمی ندوی نے تیس سال کی  
لمبیل مدت صرف کی، بہت کم ایسی کتابیں ہیں جن کی تالیف و ترتیب میں اتنا وقت صرف کیا گیا  
ہوگا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشاہیر علماء و فقہاء اور اعیان ملت کے صحیح حالات و سوانح  
کے حصول میں ان کو کس قدر سعی و یلین کرنا پڑی۔ چنانچہ مقدمہ نگار سیّد ابوالحسن ندوی اس ضمن  
میں تحریر کرتے ہیں کہ۔

”اشتغل بهذا التأليف مثلاً مئتين سنة“

لیکن افسوس کہ اس تالیف کے اکثر تراجم (یعنی بعض علمائے کرام کے احوال کے بیان میں) انھوں  
نے سرشتہ اعتدال و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ اور یہ عمل ان شخصیات کے ساتھ انھوں نے

لے نزہۃ الخواطر کی جلد اول ساتویں صدی ہجری کے علماء کے حالات سے شروع ہوتی ہے۔ جو کہ پہلی صدی ہجری  
جیسا کہ مولوی ابوالحسن ندوی نے کہا ہے۔

روا رکھا ہے کہ جو ان کے مسلک ندویت یا دیوبندیت کے خلاف تھے۔ چنانچہ نابغہ روزگار فقیر  
و محدث بے نظیر علامہ شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے احوال کی نگارش میں ان کے علم و فضل  
اور ان کے گزارد و سیرت کو خوب دل کھول کر مسخ کیا ہے۔ مدتوں تک کسی نے اس طرف توجہ نہیں  
کی۔ قیام پاکستان کے بعد جب کراچی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا قائم ہوا اور اس ادارے کے  
تحت ”معارف رضا“ کا اجرا ہوا اس میں بعض حقیقتیں نے ان کے اس بعض و تعصب کا پردہ  
پاک کیا۔ حالانکہ اس سے قبل تذکرہ علمائے ہند (مولد مولانا رحمان علی) شائع ہو چکا تھا۔ اور  
انھوں نے اپنی اس تالیف میں اس سے استفادہ بھی کیا۔ لیکن امام احمد رضا قدس سرہ کے ترجمین  
انصاف نہ کر سکے۔

حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے ۱۳۲۳ھ میں وصال فرمایا اس وقت تک کسی عقیدت  
کیش اور حقیقت نگار ادیب اور مصنف نے اس طرف توجہ نہیں کی کہ ”تأثر الکرام“ از علامہ آزاد  
بلگرامی کی طرح علمائے یورپی یا علمائے روسیہ کا تذکرہ شائع کیا جاتے۔ اور علم و عرفان کے  
آسمان کے ان آفتاب و ماہتاب کے تراجم صحیح طور پر قلمبند کئے جاتیں۔ جنکی جلالت علمی کا شہر صرف  
ہند ہی میں نہیں بلکہ عرب و عجم تک پھیلا ہوا ہے۔ خصوصاً علم فقہ و حدیث، علم ہیئت و ہندسہ،  
علم جغرافیہ و تفسیر کے بے عدیل و بے مثیل فاضل علامہ شاہ احمد رضا خاں اور ان کے معاصرین و تلامذہ  
سے دنیا کو روشناس کرایا جاتے۔ حالانکہ چودھویں صدی کے اواخر میں اردو زبان ترقی کے مدارج  
طے کر چکی تھی۔ اور ہر قسم کے علم و فن اور موضوع پر اردو زبان میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری و  
ساری تھا۔ اردو زبان میں متعدد تذکرے کئے گئے۔ مثلاً صباح الدین احمد نے ہزم صوفیہ لکھی جس نے  
بڑی مقبولیت حاصل کی۔ یہ طبقات مجتہدین ہند پر ایک ایسی اور کامیاب کوشش ہے۔ اس کے بعد  
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر فلیق احمد نظامی نے ”تاریخ مشائخ چشت“ لکھ کر شہرہ آفاق  
کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ پروفیسر امجد الدین شارب صاحب تذکرہ اولیاء ہند و پاک، مرتب کیا  
اور مقبول خاص و عام ہوا (اس تذکرے کو انھوں نے حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ سے  
شروع کے دیوہ شریف کے مشہور عظیم منی حضرت وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے خیر کیا،)



اس تذکرے سے قبل انہوں نے دلی کے باقیس خواجہ کے نام سے ایک طبقات صوفیہ مرتب کیا تھا۔

انفردی سوانح عمریوں میں مولانا شبلی نعمانی، النعمانی، المامون، الغافق، وغیرہ لکھ کر اپنے معلم و فضل کا لوہا منوا چکے تھے۔ آپ کے عظیم شاگرد مولانا سلیمان ندوی نے "سیرۃ عائشہ" (رضی اللہ عنہا) لکھی جو بہت پسند کی گئی۔ مولانا شبلی کے ایک معاصر مولانا حالی نے بھی اس راہ میں قدم اٹھایا اور اپنی سوانح عمریوں حیات جاوید (سوانح سرسید احمد خاں)، حیات سعدی، یادگار غالب وغیرہ کو لکھ کر خوب نام پیدا کیا۔

ناسیاسی ہو گئی اگر اس تذکرے پہلو تھی کی جائے کہ امام احمد رضا قدس اللہ سرہ کی ضخیم سوانح عمری جس کی نگارش کا فخر حضرت مولانا طہر الدین صاحب بہاری کو حاصل ہے اور "حیات علیہ" کے نام سے اسکی جلد اول مدت ہفتی شائع ہو چکی ہے۔ یہ جلد چار سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے لیکن خواجہ تاشان رضوی کی بے حسی کا یہ عالم کہ اب تک "حیات علیہ" کی باقی ماندہ جلدیں شائع نہیں ہو سکی ہیں۔ خیر! یہ تو ایک عجلہ معترضہ تھا جو میرے قلم سے ہمیشہ اس سلسلے میں دکھتا رہتا ہے۔

الحمد للہ! اگرچہ اسے کراچی میں "ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" کا قیام ہوا۔ اور ہر سال علیہ رحمۃ اللہ علیہ کے معلم و فضل کے بعض گوشوں پر ارباب نقد و نظر اپنی تحقیق اور کاوش فکر کے نتائج پیش کرتے رہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ اب تک یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ہر سال "معارف رضا" کے اجراء کے موقع پر بعض تحقیقاتی کتابچے بھی اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کے ہارے میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں ان کا ذکر نہیں کروں گا۔ "معارف رضا" کے کسی سانچے سے اب ان مقالات تک پہنچ سکتے ہیں۔

علیہ حضرت فقیہ بے عدیل و بے ثنیل محدث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے مسلم و فضل کی تابانیوں سے پاک و ہند ہی نہیں بلکہ عرب و عجم کو بھی تابناک بنایا تھا۔ آپ کے کمال علمی کا شہ علیہ حضرت نور اللہ مرقدہ کے مریدان خاصہ و عام نے بجا و نہایت ہی تیزی سے شکرگوں ہیں تھے۔ علیہ حضرت کا آپ بہت اہم تھے۔

شہرہ چھاؤنگ عالم میں تھا۔ پھر یہ کس طرح قیاس کیا جاسکتا ہے کہ خود مولانا و علیہ حضرت اللہ علیہ آپ کے علمی کمالات سے بہرہ ور نہ ہوں اور آپ کے جانشینان گرامی مرتبت جن سے میری مراد پیر اکبر حضرت مفتی محمد حجت الاسلام مولانا حامد رضا خاں اور پیر اصغر حضرت مفتی اعظم مولانا معصومی رضا خاں رحمہما اللہ تعالیٰ علیہم نے اپنے معلم و فضل کی جہولیاں اپنے والد گرامی مرتبت کے کمالات علمی کے شذات و بہت نہ سمجھیں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں صاحبزادگان گرامی مرتبت اس معدن علم و فضل کی خدمت بابرکت میں ہر وقت شرف حضور سے شرف ہوتے رہتے تھے۔ علیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دونوں صاحبزادگان کو اپنی نوازش علمی سے سرازیر فرماتے رہتے چنانچہ علیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان دونوں بزرگوں نے علیہ حضرت کی تصانیف کی اشاعت اور ترویج میں حتی الوسع سعی فرمائی اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے نام نامی کو اپنی علمی صلاحیتوں سے کام لے کر شہرت و دام کی بلندیوں تک پہنچاتے رہے۔ مگر حیف صد حیف کہ جس طرح علیہ حضرت شاہ احمد رضا قادری رحمۃ اللہ علیہ کے علمی کمالات نمودار و صلاحیتیں، کاوش و فکر و نظر اور تحقیق علم و فن بدلوں تک منظر عام پر نہ آ سکے۔ اسی طرح حضرت حجت الاسلام اور حضرت مفتی اعظم رحمہما اللہ تعالیٰ کے علمی کمالات پر وہ غما میں ہے۔

میں حقیقت سے دو گردانی نہیں کروں گا کہ اس سلسلے میں ایک بڑی کاوش پاک و ہند کے سیاسی حالات تھے۔ ہند کے مختلف صوبوں خصوصاً اتر پردیش میں کانگریسی حکومت کے قیام نے مسلمانوں کی زندگی کو بہت ہی تلخ بنا دیا تھا۔ ایک تو مسلمانوں کی عمومی مالی حالت ہی کمزور تھی۔ ملازمتوں اور تجارت پر ہندو چھاپے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کے لئے روزگار کا حصول ایک بہت ہی اہم مسئلہ تھا۔ زمیندار پیشہ مسلمان کچھ پر سکون حالت میں تھے۔ تو ان کی بربادی اور ذہنی اضطراب کی صورت ہند اکثریت نے یوں نکالی کہ زمین داری کو یک لخت ختم کر دیا۔ اور ۲۰ سال کی مدت میں ادا ہونے والا معمولی سے معاوضے کی اسناد ان کے حوالے کر دی گئیں۔ اس پر آشوب حالات میں ایسا ذہنی سکون کہاں میسر تھا کہ اصحاب فکر و فطس قلم آزماتے اور اپنے بزرگوں کے حالات قلمبند کرتے۔ پھر یہ کہ المیہ و مہاجرت، پر امن حیثیت مسلم



صرف کانگریسوں کی پریشانی نہیں تھی بلکہ تادیبیت اور دیوبندیت کی یورشیں اس پر مستزاد تھیں۔ چند سال اس دور ابتلا میں کسی نہ کسی طرح الجہنت و جہنم نے بسر کئے کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان نے مسلمانوں کی اقلیت والے صوبوں میں ایک قیامت منغری برپا کر دی۔ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں گھرانے تباہ و برباد ہو گئے۔ اس تباہ کاری میں کسے اتنا ہوش تھا کہ اپنے بزرگان دین و ملت کی راستا نبھاتے حیات کو معرض تحریک میں لائے۔

ملا سوداگران میں جہاں آفتاب رضویت کی نورانیوں سے نگاہیں ہر وقت نیرو رہتی تھیں اور عقیدت مندوں کی آمد و شد سے ایک سیلے کا مال رہتا تھا۔ وہاں تھے ایک مردِ جاہد یعنی مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی اور مسلمان کا قیام نہیں تھا۔ بدست منظر اسلام بھی کسی نہ کسی طرح اس گردشِ ایام میں اپنے سالانہ دورِ عملی کو پورا کر رہا تھا۔ حقیقت میں ان اسباب و علل نے اور کچھ ہمسایہ تن آسانی اور عدم دلچسپی نے خانوادہ الام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ان علمی کارناموں کو پیش نہیں کیا۔ جو حضرت حمزہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب اور مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب رحمہما اللہ کی یادگار رکھے جاسکتے ہیں۔

الحمد للہ بڑی مسرت اور شادمانی کا مقام ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے چچہ، فیض سے سیراب ہونے والی ایک سرشار و باخود و خیر و ہستی یعنی الحاج خانقاہ قادری دہلوی مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری سربراہ امور مذہبیہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، ایشیہ، بانی و سربراہ سنی صوفیہ سوسائٹی انٹرنیشنل سید اللہ الباری، جو صرف اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ کے شیعہ نہیں بلکہ خانوادہ رضویہ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں اور اس خانوادہ کے خلیفہ اذون و جاز ہیں، افریقہ ایشیہ اور مائیمپٹریس فروغ رضویت کے لئے شب و روز کوشاں ہیں۔ اور جن کی ان ماسعی کی یادگار مارشیں میں سنی رضوی اکاڈمی، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنی رضوی عید گاہ، قادری رضوی مرکز مسجد، نیز ڈربن جنوبی افریقہ میں دارالعلوم منظر اسلام، سنی رضوی مرکز دیگر مقامات میں سنی رضوی سٹیٹوٹنٹیشنل قیام جو ان کا ایک انفرادی کارنامہ ہے اور خواجہ تاشان رضویت اس پر جتنا فخر کریں وہ کم ہے کہ بیرونِ آبک و ہند میں رضویت کی بلند نشانیوں اور یادگاروں کوئی دوسرا قائم نہ کر سکا

اور اللہ تعالیٰ آپ کی عمر و زاد کرے اور فروغ رضویت کی توفیق مزید از ان فرمائے) اور وہاں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے شہزادہ اکبر یعنی حضرت حمزہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی جامع اور مبسوط سوانح حیات کی نگارش کو اپنا مقصد حیات بنایا۔ اور حضرت مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کے تار و پود کو سنوارا اور آراستہ کیا۔ جن کا سرشتہ امتداد زمانہ کے استخوان جگہ جگہ سے گم تھا۔

میں خود ستمبر ۱۹۴۷ء سے ۱۹۴۸ء تک دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ رہا ہوں اور اس چھ سال کی مدت میں حضرت حمزہ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرائض اور کرم مجہدوں فرمائے ان کو میں کہیں فراموش نہیں کر سکتا۔ حضرت حمزہ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی سادہ مزاجی، شہرت سے گریز کا مشاہدہ میں نے خود کیا ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کے انتظامیہ امور خاموشی کے ساتھ انجام دینا اور پھر علمی خدمات میں خاموشی انہماک آپ کا وسیلہ تھا۔ تاشان و مدحت آپ کو پسند نہیں تھی۔ مریدان سے صرف وقتی روابط تھے۔ آپ نے کبھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی کہ اپنے اوقاتِ یومیہ اور مصروفیاتِ شبانہ روز کو ضبط تحریر میں لائیں۔ تصنیف الیف کا کام بھی نہایت خاموشی سے انجام دیتے تھے۔ چند نچر میں نے آپ کی زبان سے یہ نہیں سنا کہ آپ الدولہ الملکیہ کا ترجمہ تحریر فرما رہے ہیں۔ ایسی خاموش زندگی کے احوال کو معرض تحریر میں لانا ایک بہت ہی مشکل کام ہے۔ حضرت خوشتر صدیقی جہاں پوری نے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حضرت حمزہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سوانح حیات مرتب کرنے میں کس قدر کاوش کی ہوگی۔ اور سوانحی مواد کہاں کہاں سے حاصل کیا ہوگا۔

حضرت علامہ مولانا ابراہیم خوشتر صدیقی کی تعلیمی زندگی دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ ہے۔ آپ کا علمی شعور اسی دارالعلوم میں پروران چڑھا۔ اعلیٰ تعلیم و سنگا سے فعلیات کا شرف حاصل کیا۔ لیکن یہ زمانہ تھا کہ دارالعلوم سے میری وابستگی ختم ہو چکی تھی اور میں یوپی کی مشہور درس گاہ اسلامیہ انٹر کالج سے وابستہ تھا۔ حضرت خوشتر صدیقی جمال پوری کے شب و روز دارالعلوم منظر اسلام کی علمی صحبتوں اور ان کے اساتذہ کرام کی قربتوں میں بسر ہوتے تھے۔ اس لئے



آپ کے ذہنی مافی پر اس دور کے بہت سے نقش مرثم تھے۔ ان ہی فتوشی میں سے اکثر غفرواتے جمال کو اپنے تذکرہ جمیل میں پیش کر دیا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت عجبۃ الاسلام شاہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر جمیل کے بہت سے پہلو ایسے تھے جن سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ خصوصاً آپ کی پاکیزہ عسلی زندگی آپ کی یومیہ معروضات، آپ کی شاعری آپ کی زندگی کے دو پہلو ہیں جن کا انہماک میں نے آپ کی زبان سے کبھی نہیں سنا کہ اس میں خود ستائی کا پہلو تھا۔ اور حضرت مولانا خود ستائی سے بہت نفرت تھے۔ یقیناً جناب مولانا خوشتر جمال پوری کو اس سنگلاخ سے گزرنے میں بڑی وقت پیش رفت ہوگی۔ مگر آفریں ہے آپ کی ہمت کو کہ آپ نے وابستگان خانہ زادہ رضا سے یہ تمام معلومات فراہم کیں۔ اور ان کو خواجہ ناشانی رضویت کے لئے جمع کر دیا۔ خانوادہ رضا کے وابستگان سے مراد حضرت مولانا قدس علی خاں صاحب، پھر مولانا حسین رضا خاں صاحب علیہما الرحمہ اور دوسرے اکابر خاندان ہیں جو اب ہم میں موجود نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب مولانا ابراہیم خوشتر صاحب نے اپنے آئندہ کلام سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا ہے۔ خصوصاً مولانا منشی ابراہیم صدیقی مرحوم، مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری، مولانا سرور علی خاں صاحب مرحوم اور مولوی سرور احمد صاحب مرحوم و مغفور سے جو حقائق سنے تھے ان کو ذہن میں محفوظ رکھا اور ان کو صفحات تذکرہ جمیل پر منتقل کر دیا۔

ان تمام دشواریوں کے باوجود فاضل تولف نے سوانح حیات کے لوازم کو تمام و کمال پورا کیا ہے۔ اور صاحب ترجمہ کے تمام مراحل زندگی کو معروض بیان میں لاتے ہیں۔ البتہ وہ باتوں کی کمی میں نے محسوس کی۔ ایک تو حضرت عجبۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری پر نقد و تبصرہ سے آپ نے گریز کیا۔ اور دوسرے آپ کی تعریف پر ناقذانہ نظر نہیں ڈالی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ دونوں باتیں ایک عقیدت گیش مرید یا صفا اور شاگرد رشید کے حدود و ادب سے تجاوز کرنے والی تھیں۔ اس لئے آپ نے اس راہ میں قدم نہیں اٹھایا۔

تذکرہ جمیل کا اسلوب بیان نہایت دلکش اور دلچسپ ہے، زبان اور بیان میں شہید کی نہیں ہے جو کہ کہا ہے وہ نہایت سادگی اور پکاری کے ساتھ کہا ہے۔ خوشتر نے اس تذکرہ جمیل میں اپنے گرامر تہ

استاد حضرت مولانا سرور احمد صاحب علیہ الرحمہ کا تذکرہ شامل کر کے ایک اہم خدمت انجام دی ہے۔ "تذکرہ جمیل" میں ایک عنوان "چار یار" بھی ہے اس کے تحت حضرت عجبۃ الاسلام کے مفوض و وابستگان دامن الفت و رافت کا بیان ہے اور سرسرخاقت پرستی ہے۔ اس ضمن میں اس ناگوارہ شمس بریلوی کا بھی ذکر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج بھی جب میں حضرت عجبۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی اس محبت و عنایت اور حد سے فزونی شفقت کو یاد کرتا ہوں جس نے مجھے آپ کے حضور میں بیابک سخن بنا دیا تھا تو اشکبار ہوجاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مزار اقدس پر اپنی رحمتوں کی بارش فرمائے۔ اور ان کے سلسلہ کو زنجی دنیا تک قائم و دائم رکھے۔ والسلام

ناچیز  
شمس بریلوی

سابق مسدود شیعہ فارسی، دارالعلوم مظفر اسلام

بریلی



# جلوہ آرائیان

## ۱ مصنفات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱) الصادق اربانی علی اسراف القادیانی ————— ۱۹  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۲) حاشیہ کنز المصلى مصنفہ مولانا سید پرورش علی سہوانی ————— ۳۰  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۳) اجلی انوار الرضا ————— ۳۳  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۴) ترجمہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ النبییہ ————— ۳۴

## ۲ تصدیقات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۵) لمعة الضی فی اعفاء اللحنی مصنفہ امام احمد رضا۔ اس رسالہ کی تصدیق سے حجۃ الاسلام کی عربی ادب پر مہارت نامک بھی تصدیق ہوئی ہے اور امام احمد رضا کا تخلص سابقہ ذکا کا علم بھی ہوتا ہے۔ ————— ۳۵  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۶) السورۃ العقاب علی المسیح الکذاب مصنفہ امام احمد رضا ————— ۳۷

## ۳ جوابات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۷) تفسیر شریف مولانا محمد مزار احمد کے مکتوب جواب بن السور ————— ۳۰

## ۴ شدات

- امام احمد رضا ۸) سندہ جانشینی مرتبہ عنایت محمد خاں غوری فیروز پوری ————— ۴۱  
امام احمد رضا ۹) سندہ شہداء دارالعلوم منظر اسلام تنظیم تحریک الاسلامیت دارالعلوم ————— ۴۹  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۰) سندہ غلام بنام مولانا سید ریاض الحسن صاحب جوہر پوری ————— ۵۰

## ۵ مکتوبات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۱) بنام مولوی وزارت رسول حامد بنارس ————— ۵۱  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۲) بنام مولوی وزارت رسول حامد بنارس ————— ۵۲  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۳) بنام مولانا سرور احمد صدر حجیت خدام الرضا بیدی ————— ۵۳  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۴) دعا نامہ بنام مولوی وزارت رسول حامد بنارس ————— ۵۴

## ۶ وظائف و عملیات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۵) حلقہ قادریہ شریفہ، شاہ محمد حبیب قادری رضوی میرٹھی کے غلامت نامہ میں مع دستخط تحریر فرمایا ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۳ء ————— ۵۵  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۶) اختصاص حزب البحر، اشارات و ضرائع و اجابت حزب البحر، انقسام حزب البحر مع طریقہ عمل اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا ————— ۵۷  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۷) دلائل انحراف کائنات مملوکہ اور اس پر آپ کی تحریر ————— ۶۱  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۸) بنام وزارت رسول حامد وظیفہ چارگون کل شیخی مع طریقہ عمل ————— ۶۲  
حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۱۹) بنام وزارت رسول حامد، کریماکم ربہ ما رحم مع طریقہ عمل ————— ۶۳

## ۷ منظومات

- حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا ۲۰) اجلال الیقین بتقدس سید المرسلین مصنفہ خلیفہ علیہ الخیرت مولانا محمد



- برہان الحق جیلو کی برقراری منظم ————— (۶۱)
- حجۃ الاسلام لانا حامداً (۶۱) تاریخ وصلہ، حضرت مولانا محمد طہ اللہ فاروقی نقشبندی مجددی
- رام پوری کے وصال پر منظم تعزیت ————— (۶۲)
- حجۃ الاسلام لانا حامداً (۶۲) ماہنامہ شریعت، فیروز پور، زیر سرپرستی مولانا محمد سعید علی فیروز
- پوری عادی پر منظم تصدیق ————— (۶۳)
- حجۃ الاسلام لانا حامداً (۶۳) امام احمدیہ کے عربی شعروہر ایک رباعی کا اضافہ ————— (۶۴)

## ۸ رسالہ جات

- رسالہ اخلاقی (۶۵) رسالہ اخلاقی تحقیق، تحفہ ضعیفہ پیشہ عظیم آباد میں حجۃ الاسلام
- کے مضامین شائع ہوتے تھے ————— (۶۶)
- موتہ محمد بن عبد اللہ بن علی فریدی (۶۷) دربار حق و ہدایت، پیشہ عظیم آباد میں امام احمد رضا کی معیت
- میں حجۃ الاسلام کی شرکت اور آپ کے خلائق امام احمد رضا اور
- مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے عربی اور فارسی میں
- و عائبہ اشعار ————— (۶۸)
- ماہنامہ یادگار رضا ————— (۶۹)
- ترغیب الصلوٰۃ و الجماعۃ، مرتبہ مولانا عبد الغفر بن صدیقی شری ————— (۷۰)

## ۹ نوادرات

- حاجی مولوی محمد امجد علی (۷۱) اسم محمد اور قصیدہ بردہ کے شعر و شاعری آپ کی نادر النال ہر (۷۱)
- حجۃ الاسلام لانا حامداً (۷۲) مولانا امجد علی رضوی سوانہ شریف خاندان عالیہ رضویہ سرپرست دارالعلوم
- اسلامی جامعہ رضائے مصطفیٰ، آجکا کراچی فیضانِ اسلامیہ، جامعہ رضویہ ————— (۷۳)

مذکورہ بالا ۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵ کے حادی تبرکات کیلئے جناب و جاہت رسول قادری ابن

حاجی مولوی وزارت رسول عادی مرحوم کا راقم الحروف ممنون ہے۔





## فتاویٰ عالم ربانی بر مخرقات قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
اساتذہ

مسئلہ از سرساده ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علی خاں کلارک پالیس ۱۵/۱  
راختان مبارک شاہ -

قبلہ کعبہ مہذوبہ اہل کذاب مذہب کے معرض خدمت کما س تہذیب سرساده میں  
ایک شخص جو اپنے آپ کو نائب علی بن مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا شیعہ بتاتا ہے  
وہاں ہے چھوٹا اس کے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون مذکورین تحریر کرتا ہے کہ ایک  
دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے مگر  
میں خلافت والامین پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے شرف  
پور ہوگا اور صورت تاخیر کے کسی مسلمان کو ایمان چھوٹا کر دینا چاہیے اور اپنے کارکنان کو ادب  
تعمیر پر ہے۔

ایک مدت سے حضرت جیسے علیہ السلام کی وفات و حیات میں جو گنگوہی ہوتی ہے  
اور ہمیں دو گروہ ہیں ایک دو گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک دو گروہ ہے  
جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی طرف سے کتابیں شائع ہو چکی ہیں اب میں  
آپ کی خدمت میں اس امر کو کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے  
بس اس بار میں ایک مسئلہ قطعیہ اللہ لائے اور صریحہ اللہ لائے یا کوئی حدیث مرفوعہ

الحمد لله الذي خلق عبداً و ابناً امته عيسى بن مريم رسول الله  
بكله منه وجعله في النبوة مبعوثاً رسول ياتي من بعدك اسمه  
اسمى وفي الحق من كل الذين ايماناً امته ناساً عنه صلى الله عليه  
عليه و عليه و على سائر انبيائه و كل محبوب لديه و عليه يجمع الى يوم القيمة  
امين امين يا رب العالمين قال النقيب محمد باقر عو مجاهد رضا القادري  
الديوبندي حقراً لله تعالى له و اولاده من ساجد الخيا كل مؤمن و مؤمنة

## اجواب الہم ہدایۃ الحق والصواب

بارہاں سلیم تنظیم شدہ قلمی عن شر و الفساد میں حفظ ناموس و حفظ جان و حفظ  
جسم و حفظ مال میں سب یوں و کافر پیشہ ساقی و سرگرم رہتے ہیں آتش عرو میں گو  
یاو کے اپنے وقت عزیز کا ایک حصہ اپنے حظ دین میں صرف کیجیے کہ یہ سب  
سے اہم ہے یعنی گوش پوش یا چنگی شمشیر لے لے اور انھیں میرا عقل و انصاف  
میں کوئی فرق نہ تاقی کی تمیز کیجیے فضل الی عزوجل سے امید والی ہے کہ وہ کم  
میں صریح حق علی فرمائی اور شب ضلالت کی ظلمت و حیران ہو کر اذیت لگی رہا انھیں  
اگر برسر انصاف آئے تو ہمارے در و در تک تو جہالت الہی راہ حق پر ثابت قدم ہو جائیگا  
وہ اللہ تعالیٰ میں پیش اس جواب چند مقدمات نافذ کرنا چاہیں گے جو نہ تواسے  
حق و انج ہو اور صواب الحق و اللہ للعد و بہ نسبتہا

مقدمہ اول

مسئلہ اول میں پہلے میں ایک تامل کرنا چاہوں گی جتنا ہوں جو خود قرآن مجید



(جو حق تعالیٰ کی مقررہ مثال و نمونہ)



نیمت فی جلد چہینے

الحمد لله یہ رسالہ پر نقشہ افاضل خاندان صاحب مولانا  
مولوی محمد حامد رضا خاں سید الرحمن صاحب قرائش جناب  
سید صاحب والا صاحب مولوی سید محمد علی صاحب سہوانی  
حفظہ اللہ ان مطبع اہل سنت و جماعت واقع بریلی میں، درمفرست ہے  
کو طبع ہوا

والسلام

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

بسم الله الرحمن الرحیم

## اجتالی تواریخ

جناب مولانا مولوی کاظمی حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ  
جبریل گرامی جناب مولوی انوار اللہ خاں صاحب سہوانی  
صورت کوئی نہ نہ القول لا ظہر کی مضمون پر مشتمل ہے  
علا علی حضرت امام اہل سنت مجدد المائۃ الحاضرہ والماضی  
کا مکتوبہ عالیہ علیہ السلام صاحب مولانا مولانا مولانا  
اور ان کے مکتوبہ گف ہما۔ مولانا مولانا مولانا مولانا  
بریلی میں مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا

نور سی کتب خانہ بازار وانا صاحب لکھنؤ

مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا مولانا











ایسی ہی جی المیہ تھی جس کا منشور عن حضراتہ الامیرین المیہ کو لہر  
 لاجسائے ملنے سے نہ لاشہا تضر بہ و تجسس کلیم مر فانی تنفس  
 الوضائے فاما امان هذا فی المجر من امانک بالمقتول و لیکن  
 انما الله وانا اليه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم  
 مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوسے و دیت اس کے  
 تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام نہ آئے اور اس مذہب المؤمن  
 سے کوئی کی تو د و تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر نہ ہو کر گیا  
 یا دار الحرب کو چلا گیا تو باطل ہو جائیں گے فی الذل المختار و بطل مند  
 انما قاما بحد الملة و هي خمس النكاح والذبيحة والصيد  
 و اشهاد امة و الارث و يتوقف منه انما قاما بحد المساقاة  
 وهو المفاوضة او ولاية متعدية وهو التصرف على ولد  
 الصفي و ان اسلم نذرة و ان هلك اوله في بلد العرب و حكم  
 بلقاء اهل امة مختصر انسان الله انتب است على الامان و  
 حسنة الله و نعم الوكيل و عليه التكاليف و لا حول ولا قوة  
 الا بالله العلی العظيم و صلى الله تعالی علی سیدنا و مولانا  
 آله و صحبه اجمعین آمین و الله تعالی اعلم

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ السلام  
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
 علیہ السلام

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(أما بعد الجهد لأجله والسلاة على أهلها)  
 عمرى لقد أجاد فيها إجاب وإجاب وأصاب. فأنتقم الصواب  
 ومنزل القلم عن الثياب. وأزاح الأرتياب. وقد مدح على  
 السليم الكذاب. وصحب عليه سوط عذاب. فخصت الذي  
 كفى وإرتاب. فأنهزم الأخراب. وفرت الأوثاب. وحققت  
 عليهم كلمة العقاب. فالدون في النار وبئس المآب. إلا  
 من تاب وتاب. ورجع وأتاب. كان المولى الوهاب. وآب  
 على من تاب فقل طوبى أو يذ لا تحت الثياب. وسيفه  
 في الجزاب. فما كان عاقبة الذين ظلموا إلا في آفات أب  
 خلقه ذر المجيب رزقه الله الزيادة وجميل الثواب. وأزاح  
 عنده وحسن المآب. وهذا الشجر شامخ في الدين  
 لم يزل يفتح تحت المائدة الماضرة. ذوالعجة القاهرة. صاحب  
 القوة القدسية عالم أهل السنة النبوية والجماعة الشنية  
 السميعة العريفة الغطوطم القطرير والدون واستاذ  
 ومجاهد ملاذى. مولانا ومولى لكل حضرة احمد وشيخان  
 الذين يلوى من ظلمهم الغافل. مدعى الأيمان والديانة. وأما  
 العبد الضعيف الزايع محمد المعروف بخامد وضرب كذا  
 له الله. نجاء حبيبته الخامد المحفوظ عليه أفضل التوبة  
 الثناء.



وَمِنْ خَلْقِ خَلْقٍ قَادِرٌ  
مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ

محمد بن الدين  
١٣٢٩



نقص المدح حسن  
خان



۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

[illegible]

محمد جانی شنی حضور پر نور شیخ الانام حجة الاسلام امام الوقت حضرت عظیم البرکت  
جلیل المشرکة آقا سے نعمت سلطان العلماء و المحققین تاج العرفاء و الکاملین رئیس  
الافتاء و الحدیث قبلہ عالم الحاج المفتی القاری الشاہ مولانا مولوی محمد حامد صاحب  
القادی النوری البریلوی مت اللہ علیہ بطول بقائہ تریب مد علیہ قدسیہ قادریہ رضویہ  
بریلوی شریف

مکرمہ نقالی ہم کج بازوں اور فحشوں کا پتہ دینا شروع کر دیا۔ شیخ طریقت افاقے نعمت ہوئے  
رحمت و حجة اللہ فی الارضین۔ سنانہ وواحدین امام العلماء المتبحرین شیخ الاسلام والمسلمین  
حضور پرفورسیدنا حجة الاسلام علامہ الحاج مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قادری  
لوری و علم ظلم العالی تجاہد نقشبین عاقلانہ قادریہ قدسیہ رضویہ بریلی کی سند عالی خلفائے  
مسئلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ قادیانہ رضویہ کیلئے بالخصوص اور باران طریقت کے لئے بطور تبرک  
رائے افادہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ اس سند مبارک کے مطالعہ سے عظمت  
قلبہ مجتہدہ دریں غوثِ زمان امام المسیح فاضل بریلوی قدس سرہ کے حزن انتخاب کا جہاں  
پتہ چلتا ہے، وہاں حضور پرفورسیدنا حجة الاسلام علامہ بریلوی مدظلہ زریب سجادہ رضویہ کی فیت  
شان و جلالت مکان مہر نیمروزہ و ماہ عظیم ماہ کی طرح عالم آشکارہ ہوتی ہے۔ سبحان اللہ اس  
غنیہ سند اجازت اور یشال مثالی خلافت کا کیا کہنا۔ کیوں نہ ہو یہ امام المسیح قدس سرہ  
کے چاشنین و حلقہ اعظم کی مثال خلافت ہے۔ امام المسیح علیہ الرحمۃ کا یہ حرمِ مدح و تحیات و  
اتباع شریعت و عہدِ انبیا علیہ السلام اسی امام جلیل کے تحت جگہ نور بصرتیہ و وہ



ان کے نفاذِ علمیہ سے خود واقف تھے، حضرت زبیبؒ تیار وہ مصنف تھے تمام درسیات معتدل و  
متنزل، تفسیر، حدیث و فقہ و اصول و علوم و فنون۔ حضور پر نور محمد و بن و ملتِ عظمت  
قدس سرہ سے حاصل کیے پڑھنے پڑھانے کے وقت کے حاشی کتب درسیات خیالی، توضیح،  
تلمیح۔ ہدیہ آخرین، تفسیر معیناوی و تصحیح کاغذی، موجود ہیں۔ درس کے وقت بعض سوالات خود  
حضور پر نور اعظم حضرت قدس سرہ کو ایسے پسند آئے کہ کمال اللہ اعز لکھ کر سوال اور اپنا جواب  
قلیبند فرما دیتے، حرمین طہین میں بھی اعظم حضرت قدس سرہ کی ہر کتاب کی کاشف حاصل رہا۔ مستخرج  
حرمین و طہین سے مکالمات عربی زبان میں فرماتے۔ اور دہلیہ سے مناظرات مسائل و بیانیہ، حید  
کا میاب رہتے۔ تصدیقات حاکم الخیرین اور الدولۃ المکیہ میں بڑا معتدل۔ وہ تمام فداات دینی  
کو جو اعظم حضرت قدس سرہ کے موابہ میں حرمین شریفین میں سر انجام دیں ان کو حضور انور سے زبرد  
سرا۔ مدینہ طیبہ کے حید عالم جناب مولانا عبدالقادر طرابلسی شامی سے جو مکالمہ اس کا موقوفات  
میں خود تذکرہ فرمایا۔ مکہ منورہ میں شیخ العلماء محمد سعید البصیل اور مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا سید  
برزنجی کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔ اکابر علماء و مشائخ نے مسندیں عطا فرمائیں، حضرت مولانا  
خلیل خروکی مرحوم نے سند فقہ حنفی عطا فرمائی جو علامہ سید سلیمان بن علی صوفی و واسطی سے  
حاصل تھی۔ یہ تمام منادات حضرت کے پاس اب تک محفوظ ہیں، حضرت اندس کے تلامذہ حضرت کو  
خود اعظم حضرت قبلہ قدس سرہ نے منادات عطا فرمائیں۔ دارالعلوم اہل سنت اسلام بریلی کے درجہ  
اعلیٰ میں شیخ الحدیث اور عبد المدینین کی جگہ کام کیا۔ اعظم حضرت ان تمام مورسے خود واقف تھے۔  
حضرت اقدس جو اسلام کی علمی بلادت پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالنا اس مختصر مضمون میں ناممکن ہے۔  
مگر غرض یہ چند واقعات اور حقائق کہنا ہوں، حضرت مولانا عیاد الدین صاحب سبیل جیتی حاضر آستانہ ہونے اور  
انہوں نے اپنے ایک رسالہ کی جو انہوں نے علم غیب میں بھی تھا حضرت اقدس سے تقریظ لکھنے کی فرمائش  
کی حضرت نے اپنی سیدہ قطرہ رحمۃ اللہ ان کے سامنے عربی زبان میں ایک کتبہ تحریر فرمادی، حضور پر نور اعظم  
کے زمانہ میں یہ رسالہ مولانا صاحب ہی گیا۔ رسالہ میں مکہ الدولۃ المکیہ اور کفیل الفقہ العظام جو اعظم حضرت جنوری  
کے زمانہ میں

نے سفر حجاز مقدس میں سوالات مشائخ حرمین طہین پر تحریر فرمائے ان کی طاعت کے وقت حضور پر نور  
اعظم حضرت قدس سرہ نے حضرت اقدس حجت الاسلام سے ارشاد فرمایا کہ چاہیں آپ کیسے تمہیں کیجئے جگہ باقی ہے۔  
کاپی نویس کو مضمون جلد و بناسے اسکی تہذیب فرما لکھ دی جائے کہ جگہ خالی نہ رہے حضرت اقدس نے امیولت  
حضور پر نور اعظم حضرت کے ارشاد کے موافق تہذیب لکھ کر دیکر دی جسے حضور پر نور اعظم حضرت نے پسند فرمایا اور  
مناہیل فرمائی اور سالہا سال کہیں اسکی انداز کا اذن فرمایا۔ یونہی رسالہ کفیل الفقہ العظام کی تہذیب بھی حضرت  
اقدس نے فی البدیہہ تحریر فرمائی اور بارگاہ حضور پر نور سے اس سے شرف قبول پایا اور پھر رسالہ ہولی۔ ان  
تہذیبوں کے فراہم خود اعظم حضرت نے اپنی زبان فصیح و بلیغ سے فرمائے۔ یہ تہذیبیں ادبیت کا ایک بے مثل  
نمونہ۔ درحقیقت کا ایک نادر شاہکار ہیں، کتب تاریخ کوئی میں بھی حضرت اقدس کو کمال حاصل ہے، چربہ  
مادہ تاریخ کا نایاب اس زمانہ میں حضرت اقدس کے خصوصیات سے ہے، بکثرت تاریخ کے مادہ اور سے چند وہ  
اترے جو حضرت اقدس نے چربہ فرمائے اور جو میرے علم میں ہیں اس موقع پر پیش کرتا ہوں، سچو بکشن بریلی  
جب بکثرت تیار ہوئی اور اسکی تاریخ کیلئے بعض ماب کی حضرت اقدس سے فرمائش ہوئی تو حضرت اقدس نے  
عربی میں جو قطعہ تاریخ فرمایا وہ حسب ذیل ہے۔ انما ابجر المساجد من ہامن بالالہ و لا اخری

من بناہ نبی اللہ اللہ، حیث در بیتہ الماروا۔ شکر اللہ معنی قید، عمر حامد، رضا استغنی رضا  
کے کتبہ کی بنا کا لا شکر و انتع آمونہ فابہ بکل رضا، قلت سبحنہ لا الہ الا علی، حبیبی اکتس علی تقوی  
حضرت اقدس حجت الاسلام نے حضور پر نور اعظم حضرت کے دھال شریف پر جو تاریخیں فرمائیں وہ یہ ہیں کہ  
نور شجر الخرفاء  
نور اللہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین - امام دولة السنة الحاج احمد رضا رحمتہ اللہ علیہ  
الصادق اور نبوی القادری الہ برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم ادبیات تحت قیادت لایہ قہر غوری  
ساح شیخ اکل فی کل زمانہ راز رازی مستند دبیر مری، مولوی و موزی قرآن و زمان ماوری  
الغرض حضور پر نور سرکار حجت الاسلام مدظلہ کے تمام علمی کارنامے، حضرت قدس سرہ سے فرمائش کیے جانے والے







واصلح لی فی ذریعتی انی ثبت الیک وانتم المسلمین والحمد لله رب العالمین وقد ثبتت فی امری استغفار  
واجلس احمد علی مسند اسلام فی اقدم رجل وأخر آخری علما منی بان الامر بالثبوت احی  
فانی احب سعة الی بکرمی واستمید بالله من سنة حمیری وقصر فاستخیرت الی وامشیت  
ناسا صا دقین فی حبی فاشار الی ما تری لی آخر هذه الحجّة وتاب ذلک برؤیا رأیته فی  
هذا الشجر اکثر لیر ذی الحجّ فما هو الا ان شرح الله لک صدری وارجان یتکون فیہ انشاء  
رشد امری وحسبنا الله ونعم الوکیل وعلیہم علی رسولہ صلی الله تعالی علیہم اجمعین  
وقد کنت اجزت ولدی کما تحسن حمرون المعشر بالملوی ساند رجا انک سلمه الرحمن عن  
طوارق الحد ثمان ونوازع الشیطان وجعله خیر خلف لسله الصالحین ووقعه مدّة عمر لحاجة  
الدین ونکایة المصلدین والله ولی ذلک وخیر ما لک والحمد لله رب العالمین یجمع السلاسل  
والعلوم ولا ذکر ولا شغال کلا واد بکلا اعمال وساکر ما وصلت الی اجازته من مشاخی  
الاجلاء والکافضال وكان ذلک باصر شفیقه نور الکاملین سلافة الواصلین سیدنا  
السید الشاه المصطفی احمد النوری میاں صاحب المادری قدس سرہ النوری کالاتی ام کلثوم  
علی الرحمن جعلته ولی عهدی وارث السجادة القادرية من بعدی واجلسه علی مسند  
اسلامی وولیته امر وفانی واسأل ربی وهو حبیب متضرع الیه بهذا المحجیب الکریم علیہ ولی  
الله افضل الصلاة والتسليم ثم خطب الی الکاکم - تأییدنا الغوث الاعظم ان یورثه لما یحب  
ویرضاه ویب - دعوتی ومعناه وبعیله احلاد تزلزل وانقرته خیل من الاله امین یا  
حبیب المساکلین امین والحمد لله رب العالمین وصلى الله تعالی وبارک وسلم علی هذا المحجیب  
الارحمی والشفیع المجتبی والله وحجبه وابنه وحزبه صلوة تحل العقدة وتحل المدد وتفرج الکعب  
وترفع الرقب وتشرح الصدور وتبصر الامور والحمد لله العزیز العفو وکان ذلک یوم عرس منی  
وسندی ومولای برشدی وکنزى وذخری لیومی وغدی سیدنا السید الشاه ال رسول  
الاحمدی رضی الله تعالی عنه بالرحمن السریضی امین امین والحمد لله رب العالمین ما فی الحج

الحرام یوم الخمیس ۲۳ من جمادی الثانی الفیس صلی الله تعالی علیہ وسلم قاله ضمنه تحفه  
بقلم احد کلاب ادب القادی عبداللطیف احمد رضا الحمدی السننی العفی القادری عریضی  
عقل الله له ما جرى منه وما یأتی وحقق الامر واصلم علیه امین امین والحمد لله رب العالمین

### ترجمہ

ماری غویاں اللہ عزوجل کیلئے جو دن کا دنہا گاہوں کی تحفہ والا جیوں کا پرورش غم کا لکڑی کا ہے۔  
اور جسے بہتر و اور کامل تر سلام سب دلوں سے زیادہ ہائے نیکیوں کے دست کر تولا، لوش کر تولا، لکڑی کر تولا  
اور ان کے آل صحاب اور ان کے صاحبزادے اور ان کے گروہ پر شمار تولا، اسرار و تندر و طوارق و غروب۔  
بدنہ وقت یقیناً ہمارے تبارک تعالیٰ ہی زندہ ہے جسے موت نہیں اور اس کے پاس ہر شے کیلئے لیکن فنا ضروری  
ہے تو پاک ہے وہ جس نے اپنے بندوں کو موت سے طلب کیا اور جس نے سے تضرع ہوا اور اس پر چلتے ہیں سب کو فنا ہے اور  
باقی ہے تہائے صلی ذات عفت اور بزرگی والا ہیں دیکھ راہوں اپنے آداب عمر کو کو غروب کے قریب بیٹھا اور اس کا  
کون کا اعلان کر دیا۔ اور ہائے لئے کافی ہے الشہدہ شہرہ کم بنابو اللہ ہیں ای سے آگاہا ہوں اس کے حبیب کریم کا  
وہاں سے اس کے اس کے بزرگوار ہائے حضور تحوت اعظم کے صدر سے میرا اللہ تعالیٰ در و در سلام بھیجے مصطفیٰ  
صی اللہ علیہ وسلم پر پھر ان پر ہر قدر ضروری کے ساتھ روشن مشقت اور بہت دشواریاں وین پر کرت الے کاموں اور  
نوریں مکے بنائے تو میرا کام بنایا ہے اور کثرت میں بھی سلمان اٹھا اور اسے لاجویرت قریش کے لائق  
ایمہ العیبرہ رہا بھی تو نبی سے کہیں شکر کوں تیرے احسان کو جو تو نے مجھ پر دیکھا اب پرکے اور یہ کہیں وہ بھلا  
کام کوں پرکے پسندائے اور میری ذہن کی اصلاح فرما میں تیری قربت پر جوار کرتا ہوں اور اس حالت میں کہ میں  
مسلمانوں میں سے ہوں، اور ماری غویاں میں پروردگار عالم کیلئے مجھے اپنی پائنتی ارک کیا ہے بزرگوں کی مسند پر  
بٹائے کام باقی رہا۔ ایں میں میں رہی کرتا رہا جان کر کہ اسید بگلی زیادہ بہتر ہے کہ کوہ حقیقت میں حضرات  
ابو بکر صر نبی اللہ تعالیٰ عنہا کی مشیت کو میری کواں سے پار کرتا ہوں اور اس بناء آگاہا ہوں اللہ سے قیصر  
کسری کی روش سے تو میں نے اپنے رب کریم سے کسٹھا رکھا اور اپنے بچے نفس کو بابت مشورہ چا آؤ انہوں نے  
مجھے اس طعن اشارہ کیا جو اس مسند کے آفریں دیکھو گے اور کی تائید ہے اس خواہے ہوئی جو میں نے اس داؤد کی ہر ہا















یہ دعا نامہ ہو روز روز اوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخواند۔

۴  
بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب مہرورد روز اوست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کہدے کہ منعم ہوں اور دعا قبول ہوں بخون آم مزین محمد داود غفرلہ کے خط سے  
معلوم ہوا کہ خدا کی رحمت جگر نور ہے نہ دایم قزاقی و یا جگر کو راس کے  
مسدود ہوا تو لاغر و چلے نہیں اور لوگ دانہ اور بادام کی دلدلی اور  
دلی کی کھجور کھیں تو منق اور ورم طاری اور نفم البدل عکاسے اور لاو  
دلی کا پھل ہوتی ہے اور جو بچے کا بہت صدمہ ہوتا ہے مگر صبر و شکر  
کرنے سے کہ وہ صبر و شکر کی نسبتی قسمی شفاعت کے اور کفری پر راضی  
رہنا چاہئے کہ نہ خود کی امانت کو ہر صفت میں صبر و خدا کا اور  
وہ خدا کی گودوں سے بہتر گودوں میں کھلی ہے اور اپنی راضیوں  
اور صفت کی نعمتوں سے سرور دے نہیں اس پر دلگیر ہونا نہ چاہئے  
جنوع فرج سے اجر کا کویے جانا نہ کھائے اور درود صفت پانا نہ  
ہرگز بے صبری نہ کرنا چاہئے دنیا فانی اور پریشانی کی آئی جانی ہے  
نولا باقی باقی فانی ہے پہول تو دو دن بہار جانفرا افلا کے کہ  
حیرت دان شیخوں پر ہے جو ان کھار دے آئے  
واللہ اعلم  
واللہ یقین میرا کہ دوسرے صبر و شکر لانی فرقت کو  
سلام و دعا۔

۵  
حلقہ قادریہ  
۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

۱  
۲  
۳  
۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰







































## وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ

یہ رسالہ علامہ سید احمد رضا دہلوانی کی رحمت اللہ علیہ کی سادہ اور  
موجز ہو اس میں نماز پڑھنے کی تفصیلات اور اس کے ترک پر  
اور نماز باجماعت کی اہمیت قرآن و احادیث و اقوال کے  
دلائل سے بوجہ حسن بیان کی گئی ہے۔

## تَرْغِيبُ الصَّلَاةِ وَالْجَمَاعَةِ

مترجمہ  
جناب مولوی عبدالعزیز صاحب نقی میرٹھی زید محمد  
پسر پڑوسی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مولانا مولوی محمد عارف رضا خان

صاحب بدایہ و امت برکات  
پانچواں بنام مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب  
عامی ضوی خاص مطبعہ الخلفہ کتب سسرہ

مطبعہ الخلفہ کتب سسرہ واقعہ اشاعت الیہ

بَرَزُوا فِي جَنَّاتٍ يَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ





## حسن انتساب

بات مہینوں کی نہیں سالوں کی ہے۔ تقاضے پر تقاضا ہوتا رہا۔ وہ بھی  
مدینۃ الرسول سے دعاؤں کے ساتھ۔ نہایت نرم شفقت سمجھنے لہجے  
میں۔ کبھی پیروگوٹھ، کراچی اور لاہور سے تحریر فرمایا۔ "حضرت جلالہ اسلام کی  
سوانح کی بڑی کمی ہے۔ یہ کام آپ ہی کر ڈالیں"۔ کبھی یوں ہمت افزائی  
فرمائی۔ "اس کام کیلئے آپ نہایت موزوں ہیں"۔ وقت کب کسی  
کا ساتھ دیتا ہے! گذشتہ چھ لکھا گیا۔ میری مصروفیات کتنی ہی ہیں۔  
آخر یہ گوشت پوست کا آدمی کب تک معذرت کرتا۔ اور وہ بھی کس سے، جس کا  
مقصد زندگی ہی بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہر سال کی  
حاضری ہے۔ آخر اس کی دعائیں کب تک نہ کام کریں! دل نے فیصلہ  
کیا اور اس کا فیصلہ بروقت تھا۔ اچانک ایک دن ہاتھوں میں  
جبیش ہوئی اور تسلیم "چل مرے خامہ بسم اللہ" نکلتا ہوا چل پڑا۔ یہ کچھ  
دفعات کیسے ہو گیا؟

بات صرف عقیدت کی نہیں، حقیقت کی بھی ہے۔ کہ یہ سب کچھ  
جسکی دعاؤں، تمنائوں، غنائوں سے ہو رہا ہے، کیوں نہیں اسی قدیم العمامہ شیخ  
الحدیث والتفسیر جامد راشد پیر جو گوٹھ فیروز پور سندھ الحاج الزائر مولانا  
نقد کس علی قادری رضوی تلمیذ امام احمد رضا قدس سرہ و ماؤن و محباز

لے مولانا قدس علی خان۔ جن سرداروں کی خاں جن حکیم بادی علی خان جن کھانا بادی علی براہوتی  
مولانا رضا علی خاں مہاجر امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامد برہ و فرزند نبی صاحب تذکرہ حضرت جلالہ اسلام  
مولانا شاہ غلام رضا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و سابق مہتمم جامعہ رضویہ فی نظر  
اسلام بریلی شریف کے نام نامی اور سلسلہ گرامی سے اس تاریخی ترتیب  
"احوال شاہ حامد رضا" کو معنوں و غسوب کردوں سے  
ہر آبرو سے کہ اندر ختم زرد افش و دیں  
فدائے خاک رہیں نگار خواہم کرد  
ع "میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا"

محمد براہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی  
شعری رضوی اکاڈمی، بارشس

لے "احوال شاہ حامد رضا" سال ترویج کا مادہ تاریخ ہے اور اس کتاب کا یہی وہ منفعہ ہے  
جسکو قدوسی و مرثی مولانا قدس علی خاں نے ملاحظہ فرمایا اور اقیم الخروف مرتب کو دعاؤں  
سے نوازا۔

آہ وہ یادگار سلف امام احمد رضا آخری تلمیذ مہر جیب الرحیب شمسہ کو کراچی میں  
وصال فرما گیا۔ پیر جو گوٹھ سندھ میں تدفین ہوئی۔

سال وصال کا تاریخی مادہ "حضرت قدس علی خاں پاک نہاد" جہان ہوا۔  
۱۳۰۸ھ



## صدائے بازگشت

حضرت حجتہ الاسلام شیخ الانام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی  
اودھ السلام فی دار السلام کے وصال ۷ ارجھادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ ۲۳ مئی ۱۹۴۳ء  
کے بعد ہی عرس جہلم میں اکابر علماء مخلصین مریدین خلفائے شہادت سے آپ  
کی سوانحی ضرورت کو محسوس کیا۔ اور اس سلسلہ میں تبادلہ خیالات بھی ہوا۔  
چنانچہ ۲۵ صفر مظفر ۱۳۶۲ھ کو مخلصین کے اجتماع میں "جمعیتہ حامیہ" کے  
نام سے ایک انجمن کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے مقاصد میں سوانح مینا  
تصانیف کی اشاعت، رسالہ الحامد کا اجراء کا ذکر نمایاں تھا۔ جمعیتہ حامیہ  
کے قیام اور اس کے مقاصد کے حصول میں حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی  
ماذون و مجاز و فرزند نسبتی حضرت حجتہ الاسلام و حضرت مولانا مفتی ابراہیم حسن صدیقی  
تلمیذی ماذون و مجاز حضرت حجتہ الاسلام خصوصی طور سرگرم عمل رہے۔

وقت گزرتا گیا اور بہت سے دوسرے مسائل سامنے آتے چلے گئے  
علماء اور مشائخ کی سعی بار آور ہوئی، پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ لاکھوں  
مسلمان ہجرت کے مصائب سے دوچار ہوئے۔ وقت کے اس انقلاب میں  
لوگ خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ اور جامعہ  
رضویہ منظر اسلام بریلی کی ترقی و بقا استحکام اور خانقاہی و تعلیمی ادب کا  
باقی رہنا ضروری تھا۔ مخلصین میں کچھ لوگ اس دنیا ہی سے رخصت ہو گئے اور  
کچھ لوگوں نے حالات کے پیش نظر پاکستان کو اپنا وطن بنا لیا۔ اور جو لوگ بریلی  
شریف میں رہے خصوصاً حضور مفتی عظیم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب  
سجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ ہنرمند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں حیلانی

میاں تقدس سرہم العزیز۔ وہ نے پیدا ہونے والے مسائل میں مصروف ہو گئے۔  
ان تمام وقتی و شوریوں کے باوجود سوانح حامدی کی بازگشت و تقاضا سننے  
میں آتی رہی۔ چنانچہ شاہ مانا میاں قادری رضوی ہیرو شاہ و صی احمد محدث پہلی بھتیجی  
نے اس ضرورت کا بڑے موقع انداز میں ذکر فرمایا۔

"حضرت حجتہ الاسلام کی علمی روحانی زندگی پر ایک مستقل کتاب  
کی ضرورت ہے۔ اگر چاہنے والوں میں کوئی قدم اٹھاتا تو بڑا کارنامہ  
ہوتا۔"

اس کے علاوہ عرس حامدی بریلی میں تو یہ اعلان بار بار سننے میں آتا رہا۔ کچھ  
مضامین بھی بعض مسائل میں سوانح حیات سے متعلق شائع ہوئے۔ مگر وہ سب نہایت مختصر  
اور ناکافی تھے۔ اکابر اہلسنت کے بعد و گئے رخصت ہو چکے تھے۔ معاصر "بہت  
آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں" کی قطار میں صف آراء تھے۔ یہ خطرہ پیدا ہو گیا تھا  
کہ کہیں حضرت حجتہ الاسلام تقدس سرہم کے راویان سوانح ہی مغفورہ ہو جائیں۔

مولانا غلام غفران رحمت کرے حضرت مولانا تقدس علی خاں رضوی کو کہ اپنے  
اپنے اس حلقہ بگوش راقم المحروف خوشتر کو حضرت حجتہ الاسلام کے سوانح کی تصنیف  
و ترتیب جیسی خدمت برتر کے لئے نہ صرف حکم فرمایا بلکہ ممکنہ معلومات بھی فراہم کیں۔  
بار بار تقاضا فرماتے رہے۔ اور میں ان پندرہ سالوں میں اپنی خانقاہی اور علمی رضوی  
سوسائٹی کی تعمیر، تعلیمی، اشاعتی کاموں کی مسلسل مصروفیات میں افریقہ، جزیرہ  
مارشس اور یورپ میں در بدر رہا۔ اور جو کام بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا وہ ہنوز  
معرض التوا میں پڑا رہا۔ تا آنکہ حضرت تقدس میاں صاحب کا وصال ہو گیا۔ مگر  
حک "اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے" اور وہ وقت آچکا تھا۔ جو کام اب سب  
میں نہ ہو سکا وہ مہینوں میں ہو گیا۔ اور یہ

ایں دعا زندہ آئیں از ملک پوزش از بنداد اجاز از ملک



## تذکرہ جمیل کی روایاتی شدیں

راقم الحروف مرتب نے جب سے ہوش کی آنکھیں کھولیں، حضرت حمزہ الاسلامیؒ شاہ محمد حامد رضا خاں علامہ برہنہ کی جلال و کمال کا آفتاب نصف النہار پر دیکھا اور اپنے زمانہ میں حضرت کا کسی کو شریک و ہم نہیں پایا۔ مشائخ میں آپ اپنی مثال نظر آتے۔ پھر یہ خیر اتفاق کہجئے کہ مجھے اس تذکرہ بھی حامد ہی سترائے۔

میں انھیں ایام سے ان روایتوں کو جمع کرتا جو حضرت حمزہ الاسلامیؒ کی سوانح سے متعلق تھیں۔ اسی سلسلہ میں مسند درج ذیل حضرات سے میں نے براہ راست استفادہ کیا۔  
① حضرت علامہ ضحین رضا خاں خلیفہ و برادر زادہ ام احمد رضا کی خدمت میں کئی ماہ حاضر رہا۔ بہت سے واقعات براہ راست سُننے میں آئے۔ نیز سوال و جواب کی صورت میں آپ کے ارشادات ٹیپ کیسٹ میں محفوظ کر لئے۔

② طالب علمی کے ابتدائی ایام میں حضرت حمزہ الاسلامیؒ کے خلفاء حضرت محدث بریلی شیخ الحدیث دانا احسان علی صاحب صدیقی، حضرت ابو المعانی مولانا مفتی ابراہیم صاحب صدیقی مدیر یادگار رضا بریلی، حضرت مولانا اسحاق تقدس علی خاں فرزند نسبی حضرت حمزہ الاسلامیؒ و مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، جامع معقول و منقول مولانا سردار ولی خاں عمر و میاں صاحب۔ پھر چند دنوں بعد حضرت صاحب ستجادہ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ حامد مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں و صاحبزادہ حمزہ الاسلامیؒ مولانا محمد تمام و رضا خاں نعمانی میاں صاحب کی صحبت و خدمت کا موقع ملتا رہا۔ ان مرحومین سے روایت و سماعت بہت کچھ حاصل کرتا رہا۔

③ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۵ء تک سیدی و سیدی استاذی حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد شہزاد احمد کے حضور زائے ادب ملے کرنے کا لائل پور میں زریں مونیج میٹر ایمان

سالوں میں کتب معقول و منقول کے علاوہ دورہ حدیث شریف پڑھنے کا حضرت سے شرف حاصل رہا۔

یہ اظہار واقعہ ہے کہ حضرت استاذی کی مجلس تدریس اور صحبت و خدمت میں حضرت حمزہ الاسلامیؒ کا شخصی کمال اور علمی جاہ و جلال کا گوشہ مستور آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہوا۔ اور آپ کی صورت و سیرت کے حسین خدو خال نمایاں سے نمایاں تر ہوتے گئے۔

④ محدث اعظم پاکستان کے وصال ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء کے بعد میں سیلون اور مارشس میں مسلسل آٹھ سال تک دینی خدمات انجام دیتا رہا۔ پھر یہ خیر اتفاق کہجئے کہ ۱۹۷۲ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور ایک بار پھر حضرت تقدس میاں صاحب کا سپر تقدس سامنے آگیا۔ انہوں نے حضرت حمزہ الاسلامیؒ کا بچا کچھ نہایت فخر سوانحی سرمایہ جو پاکستان لائے تھے، میرے حوالے کر دیا۔ اب میں "قرۃ قال بنام من دیوانہ زندہ" کی تختی بغل میں دہانے ادھر اور خدمت دین متین میں پھرتا رہا۔ کہ حضرت تقدس میاں گل سرسبز حامد سید رضویہ کا وصال (۱۴۰۸ھ) ہو گیا۔ اور سوانح حضرت حمزہ الاسلامیؒ "تذکرہ جمیل" کی ساری تدوین و ترتیب کی ذمہ داری محمد تنہا پر عائد ہو گئی۔

⑤ مجھے اس سلسلہ میں مارہرہ مقدسہ اور بریلی شریف شہزادہ کرنا پڑا۔ اور ایک بار پھر میں نے آقاؤں کے دروازے پر دستکسی اور اپنے محبوب گرامی تقدس حضرت شیخ الحدیث مولانا تحسین رضا خاں بریلوی کو اس کار حامد رضا میں شریک بالرضا پایا۔

"تذکرہ جمیل" کے یہ چند اوراق انھیں نفوس قدسیہ کے عطایا ہیں۔ ہاں ان میں زبان و قلم کی کوئی لغزش یا بیان و روایت میں کوئی جھول نظر آئے تو اس کا ہر طرح ذمہ دار راقم الحروف مرتب ہو گا۔

اب میں اخیر میں خواجہ تاشان حامد رضوی کی توجہ منہ دل کرانا چاہوں گا کہ "تذکرہ جمیل" حضرت حمزہ الاسلامیؒ مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کی سوانح کا آغاز ہے



اور اسباب واسدقاء کے لئے اس عنوان پر صلائے عام ہے۔ ابھی حضرت کی سیرت کے بہت سے فقرے مذہم اور مسلم و فصل کی داستان ناممکن ہے۔ بہر حال راقم کحروف مرتب ان اوراق میں جتنا پیش کر سکا وہ اس کا حصہ تھا۔ اور مزید جو پیش کرے گا وہ اس کا حصہ ہوگا۔

بے مثالی کی ہے مثال وہ سن  
خوبی یار کا جواب کہاں

## بریلی کہاں ہے؟

حضرت حمزہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اور ان کے آبا و اجداد کا وطن بریلی ہے۔

بریلی سہارت کے صوبہ اتر پردیش (روپی) کا ایک قدیم اور مشہور شہر ہے۔ اسے بالنس بریلی بھی کہا جاتا ہے۔ اسلامی شان و شوکت اور شعائر مسلک اہل سنت و جماعت اس کے در و دیوار سے نمایاں ہیں۔

بریل بہت بڑا جکشن اسٹیشن ہے جو بڑی ریلوے لائن پر امرتسر سے براستہ سہارنپور کلکتہ جانے والی لائن پر واقع ہے۔ نجیب آباد، مراد آباد، رامپور، بریلی سے پہلے مشہور شہر اور بڑے اسٹیشن ہیں۔ اسی لائن پر بریلی سے آگے شاہجہاں پور، ہر دوی، سندیل، بیج آباد لکھنؤ آتے ہیں۔ اس کے بعد گاڑی فیض آباد اور بنارس ہوتی ہوئی کلکتہ چلی جاتی ہے۔

بریلی سے علیگڑھ، آگرہ، بدایوں اور نارہرہ جانے والی گاڑیاں ملتی ہیں۔ اس زمانہ میں جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت، صحابہ کی عظمت، اہلبیت نبوت کی قدر و منزلت، ائمہ کرام اور مشائخ عظام کی نسبت کا دم بھرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے عداوت رکھتے ہیں وہ بریلی کی کہلاتے ہیں۔



## اُتر پردیش

بریلی حریف



## سراپائے کمال

### بلند و بالات

بالائے سرش زہوش مندی : ہی تافت ستانہ بندی  
کسادہ پیشانی

مسید اہم فی وجوہہ من اثر التیجود کا مصداق

### رنگت

سرخ و سفید طاقت آفریں با زب نظر اور دل نشین

### چہرہ

ایسا حسین اور نورانی کہ بڑے سے بڑے مجمع میں نمایاں، دیکھتے معلوم ہو جائے  
کہ وہ تو تشریف فرما ہیں بڑے مولانا

### خدا و خال

ایسے وجہ اور وسیع کہ ہزاروں میں ممتاز

### حسن و جمال

ایسا کہ جس مغل میں ہوتے جان مغل ہوتے آئے  
”زفر قیام قدم کہ کبھی نگم پڑ کر شمع دامن دل کی کشد کجا اینبات“ کا علم ہوتا  
منانت و سنجیدگی کا پیکر، لطف و کرم کا مجتہد، اخلاق حسنہ کا نمونہ، مہر و شکر اور رضا کے الہی کا مرقع،  
اجداد و کرام کی طرح عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق، کڑی سے کڑی آزمائش میں شکر  
آہنی بر لب، ہنر و تمسخر سے دور، نہایت دلیر، جرمی اور غیور  
”لاؤں کہاں سے ایسا کہ تجھ سا کہیں جسے“



# حیاتِ عالیٰ قدَرِ حُجَّۃِ الاسلام ایک نظر میں

- دلاوت (بریلی شریف) ۱۸۷۲ء تا ۱۸۷۵ء  
مرشد المرشد سید اکی رسول مہرودی کا وصال ۱۸۷۴ء تا ۱۸۷۹ء  
جد امجد (مولانا علی خاں) کا وصال ۱۸۸۰ء تا ۱۸۹۷ء  
تعلیم و تربیت کا آغاز ۱۸۸۳ء تا ۱۹۰۰ء  
نانا صاحب شیخ محمد فضل حسین کا راپڑ میں وصال ۱۸۸۵ء تا ۱۹۰۸ء  
مولانا حسین مٹا خاں چچا زاد بھائی کی دلاوت ۱۸۹۲ء تا ۱۹۳۱ء  
برادر اصغر مفتی اعظم ہند لانا شاہ محمد مصطفیٰ خاں کی دلاوت (رحلت ۱۹۰۸ء) ۱۸۹۲ء تا ۱۹۳۱ء  
تکمیل و فراغت ۱۸۹۲ء تا ۱۹۱۸ء  
مندانہ کار کی نومہ داری ۱۸۹۵ء تا ۱۹۱۲ء  
اجلاس ندوۃ العلماء بریلی میں شرکت ۱۸۹۹ء تا ۱۹۱۳ء  
امام احمد رضا کی تصنیفات پر تصدیقات کا آغاز ۱۸۹۸ء تا ۱۹۱۵ء  
انصاف الزبانی رو قادیانی پر پہلی تصنیف ۱۸۹۸ء تا ۱۹۱۵ء  
جلد دربار حق و ہدایت عظیم آباد پینٹ سٹی میں شرکت ۱۹۰۰ء تا ۱۹۱۸ء  
امام احمد رضا کی نیابت میں پوکھریا ضلع مظفر پور بہار کا پہلا سفر ۱۹۰۰ء تا ۱۹۱۸ء  
حج و زیارت ۱۹۰۵ء تا ۱۹۲۲ء  
ری قبل زوال کے عہد جواز پر امام احمد رضا کی موجودگی میں مولانا سید اسماعیل کی مصافحہ  
محافظہ کتبہ جم سے کوئین گٹسنگو ۱۹۰۵ء تا ۱۹۲۳ء

- مولانا سرور احمد کی آپ کی خدمت میں پہلی بار پڑ میں حاضری ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۴ء  
مجددوں کی خدمت کے جلسے کی بریلی میں صدارت ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۴ء  
فرنگی محل لکھنؤ میں نزول ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۴ء  
شاہزادہ اکبر جیلانی میاں کی دستار فطیلت اور نیابت خلافت کا اعلان ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۴ء  
خانقاہ قادریہ رضویہ بریلی شریف کی تاریخ بنیاد خانقاہ قادریہ مبارک ۱۹۲۷ء تا ۱۹۳۵ء  
جیلانی میاں (صاحبزادہ اکبر) کی شادی خانہ آباد کی ۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۷ء  
مجاہد مولانا حبیب الرحمن کو دعوتِ اگلیہ میں تمام سلاسلِ طہارت کی اجازت و خلافت ۱۹۳۲ء تا ۱۹۵۰ء  
جے پور اور میرٹھ کا سفر ۱۹۳۲ء تا ۱۹۵۱ء  
آخری فیصلہ کن مناظرہ لاہور کی صدارت ۱۹۳۳ء تا ۱۹۵۲ء  
ڈاکٹر اقبال سے لاہور میں ملاقات ۱۹۳۳ء تا ۱۹۵۲ء  
دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور میں تشریف آوری ۱۹۳۳ء تا ۱۹۵۲ء  
مولانا رحمان رضا خاں نبیرہ اکبری ولادت (رحلت ۱۹۰۵ء) ۱۹۳۳ء تا ۱۹۵۲ء  
ایم محمد شہید گنج کے جلسہ و مجلس لاہور میں شرکت ۱۹۳۵ء تا ۱۹۵۲ء  
لاہور میں مولانا سید دیدار علی شاہ الوری کے چہلم میں شرکت ۱۹۳۵ء تا ۱۹۵۲ء  
قادیانی میاں صاحبزادہ صفی شاہ کی خانہ آبادی ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۷ء  
خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ کی تعمیر کا آغاز ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۷ء  
نبیرہ اکبری خاں میاں کو بافون و مجاز فرمایا ۱۹۳۸ء تا ۱۹۵۷ء  
ادوے پور مارواڑ کا سفر ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۷ء  
علاقہ کا آغاز ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۷ء  
دن پورہ بنائے کا سفر ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۷ء  
جوہر پور کا سفر ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۷ء  
وصال بریل (اناملہ وانا الیہ راجعون) ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۷ء  
آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد میں محدث اعظم ہند کی تعزیتی قرارداد ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۷ء  
مولانا شاہ عبدالسلام حبیبی رونی سنی کا وصال (ولادت ۱۸۹۶ء) ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۷ء  
مولانا الحاج تقدس علی خاں (فرزند نسیتی و سابق تہتم منظر اسلام) کا وصال ۱۹۳۹ء تا ۱۹۵۷ء  
(ولادت ۱۸۹۷ء تا ۱۹۲۵ء)



- الدولۃ المکیہ کی تبیض و تمہید ————— ۱۳۲۳-۱۳۲۴ھ/۱۹۰۵-۱۹۰۶ء
- کنفل الفقیر الفہام کی تمہید ————— ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
- الاجازات القیسیہ کی تمہید ————— ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
- شیخ عبدالقادر طرابلسی مدرس کرام احمد رضا کی مروجہ میں لاہور ابھریا ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
- شاہ ابوالحسن احمد نوری (پیر و مرشد) کا وصال (ولادت ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء) ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
- مولانا محمد ابراہیم صاحب جیلانی میاں ابراہیم آزاد کے کلاؤ (ولادت ۱۲۸۵ھ/۱۹۶۵ء) ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء
- استاذ دین حضرت حسن بریلوی (مفت مرقوم) کا وصال (ولادت ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء) ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء
- دارالعلوم منظر اسلام کا اہتمام و انصرام ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء
- سندہ مستجاب نشینی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء
- مولانا محمد رضا خان نعمانی میاں صاحبزادہ و مہتر کی ولادت (ولادت ۱۲۷۵ھ/۱۹۵۶ء) ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
- مولانا محمد احمد محدث سورتی کی نماز جنازہ میں امامت (ولادت ۱۲۵۲ھ/۱۹۳۲ء) ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
- اجیر مقدم کی ماضری ۱۳۲۷ھ/۱۹۱۹ء
- عید گاہ کلاں جیلور میں خطاب عام ۱۳۲۷ھ/۱۹۱۹ء
- مفتی برہان الحق کے جلسہ دستا فضیلت میں شرکت ۱۳۲۷ھ/۱۹۱۹ء
- جلسہ جمعیت العلماء میں ابوالکلام آزاد سے قریب کا مطالبہ ۱۳۲۹ھ/۱۹۲۱ء
- تحریک خلافت کے زمانے میں عید گاہ بریلی میں نماز عید کی امامت ۱۳۲۹ھ/۱۹۲۱ء
- امام احمد رضا والد ماجد کا وصال اور نماز جنازہ کی امامت ۱۳۲۰ھ/۱۹۲۱ء
- خزفہ خلافت اور چائنہ کی تقریب ۱۳۲۰ھ/۱۹۲۱ء
- جامعہ نعمانیہ لاہور میں ورود مسعود ۱۳۲۱ھ/۱۹۲۳ء
- تحریک شدھی کی پوری پوری مزاحمت ۱۳۲۲ھ/۱۹۲۳ء
- مذارت مجلس استقبالیہ آل انڈیا یسٹی کانفرنس مراد آباد ۱۳۲۳ھ/۱۹۲۵ء
- حزب اہل حق لاہور کے پہلے جلسہ میں شرکت ۱۳۲۴ھ/۱۹۲۶ء

## تاریخی پس منظر

مندی سلطنت کا آفتاب اپنے نقطہ عروج نصف النہار سے گزر کر مائل باخطا تھا۔ اور گزریب کا انتقال ۱۳۰۷ھ/۱۹۱۹ء میں ہوا۔ اور ۱۳۱۱ھ/۱۹۰۱ء تک صرف باوصال کی مدت میں اور گزریب کے بعد تین بادشاہ یکے بعد دیگرے تخت شاہی پر متمکن ہوئے اور گئے۔ مسند تیوری پر نہیں یہ وقت تمام صرف چند سال سانس لینے کی مہلت ملی۔

ابھی گزریب ایام اپنا نظارہ دکھائی رہی تھی کہ محمد شاہ بادشاہ ۱۳۱۱ھ/۱۹۰۱ء/۱۳۱۱ھ/۱۹۰۱ء کا دور شروع ہوا۔ یہ دور اگرچہ آنے والے انقلاب کو نزدیک رکھا، مگر جاتے جاتے اپنے گرد ایسے شہیت و طریت کے آفتاب روشن کر گیا کہ آج سیکڑوں سال بعد بھی ہندو پاک کے مدارس و خانقاہیں اس کے پرتو سے درخشاں ہیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا حقیقت نگار قلم اس عہد کا مرقع یوں پیش کرتا ہے کہ "در عہد محمد شاہ بادشاہ بے دست و دو بزرگ صاحب ارشاد ازہر خانوادہ در دہلی بودند و ایں چنین اتفاق کم می شود"

(مقررات شاہ عبدالعزیز دہلوی)

محمد شاہ بادشاہ کے زمانے میں بائیس بزرگ صاحب ارشاد ہر سلسلہ اور طریقہ کے دہلی میں تھے اور ایسا اتفاق کم ہوتا ہے۔

اس بزرگ صاحب سواغ کے مورث اعلیٰ کی داستان کی ابتدا بھی اسی عہد سے ہوتی ہے۔

۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء میں نادر شاہ کا حملہ دہلی پر ہندوستان کی تاریخ کی بڑی کرب انگیز اور خونچکان داستان ہے۔ مگر یہ دور بھی محمد شاہی دور تھا۔ اور محمد شاہ اپنی حضرت کو شیوں کی وجہ سے زگیلا کہلاتا تھا، مگر حیرت نہ کیجئے کہ اس دور کا دہلی



نہ صرف صاحبانِ دین و دہل سے آباد تھا، بلکہ قدم قدم پر وہاں معلوم و معارف کے دروازے متلاشیانِ راہِ حق کے کئے کئے ہوئے تھے۔ بالکل اسی طرح نادر شاہی قافلہ جس میں خشیرون، صف شکن پٹانوں کی تلواریں خون آشامیوں کے لئے بے نیام تھیں۔ اسی قافلہ میں قبیلہ بڑا سیچ مندھارا افغان نامدار کا ایک مرد نامور روزگار و فرہاد قار محمد سعید اللہ بھی تھا۔ لاہور و داتا گنگوہی میں وارد ہوا رشاہ دہلی نے انھیں (تھن) مستد لیا، لاہور کا شیش محل ان کی جاگیر قرار پایا۔ معزز عہدے ان کے قدم پر تھے۔ دہلی آئے تو منصب شش ہزاری پر انھیں نامزد کیا گیا۔ محمد شاہ بادشاہ نے شجاعت جنگ کا خطاب دیکر ان کی عسکری صلاحیتوں کا برلا اعتراف کیا اور ریاست رامپور میں بہت سے مواضعات جاگیر میں عطا فرمائے۔

یہی شجاعت جنگ سعادت نشان محمد سعید اللہ خاں صاحب "تذکرہ جمیل" جو الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں کے مورث اعلیٰ تھے۔

انھیں سعید اللہ خاں کا بحق ہاشمین نامور صاحبزادہ سعادت یار خاں محدثاً دہلی کی وزارت میں وزیر مال مقرر ہوا۔ اس طرح بادشاہ نے اس خاندان کی عسکری صلاحیتوں کے ساتھ مالی تدبیر کا بھی اقرار کر لیا۔ اور آزاد و قدردانی وزیر مال سعادت یار خاں کو منسلح دایوں کے کچھ گاؤں جاگیر میں عطا فرمائے۔ اب تک ان کی نسل ان مواضعات معاشی سے بہرہ اندوز ہو رہی ہے۔

تاریخ کے اوراق میں جہاں اورنگزیب کے درخشاں دور کے بعد سلاطین مغلیہ کی بے اقتدالیوں و عیاشیوں و فضول خرچیوں اور اقتصادی تباہیوں کا ذکر ہے، تمام شامتا ہے، وہاں ایک ابھرتی ہوئی عسکری صلاحیت اور سیاسی بصیرت سے مالا مال تذکرہ بھی زیب عنوان نظر آتا ہے۔ خلیل احمد نظامی نے صحیح لکھا ہے۔

"سترہویں صدی میں افغانوں کے کچھ جتنے ہندوستان

لے مولانا ظفر الدین بہاری، "صحابت علی حضرت" ص ۱۳

اگر مختلف مقامات پر بس گئے۔ بریلی شاہ جہاں پور، فرخ آباد میں خاص طور سے ان کی نوآبادیات قائم ہو گئیں۔ فرخ آباد کے افغانوں نے محمد خان بنگش لہ کی قیادت میں بڑا عروج حاصل کیا۔ بریلی کے افغان تباہل روہیلہ کے نام سے مشہور ہوئے اور انھوں نے اتنی تیز چکی اپنی تنظیم کی کہ اسٹار ہوئی صدی کی سیاسی دنیا میں اپنے لئے خاص جگہ پیدا کر لی۔ (تاریخ شاہجہشت ص ۲۲۵) یہ واقعہ ہے کہ اسٹار ہوئی صدی کے ہندوستان میں اگر مسلموں کا کوئی طبقہ

لے یہ وہ نیک دل نواب ہے جس نے حضرت شاہ برکت اللہ صاحب، صاحب سلسلہ قادریہ برکاتیہ کے مزار ماہرہ شریف منسلح ایٹھ میں ایک عالی شان روضہ ۴۲۰۰ میں تعمیر کرایا۔

(محمد میاں، خاندان برکات ص ۱۲۷)

حضرت سلطان العارفین شاہ برکت اللہ (۱۰۰۰ھ/۱۶۰۹ء تا ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء) بن کی خدمت میں شاہانِ دہلی نیا زمانے میں آکر تھے۔ محمد شاہ بادشاہ نے حضرت کی خانقاہ کے فروعی کے واسطے تحصیل کاسلجی یوپی ہندوستان کے دو گاؤں ۱۱۲۱ھ/۱۸۰۸ء میں مقرر کئے حضرت اور حضرت کے خلفاء کا شہرہ کمال چاروں طرف پہنچا بہت امارت سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے حضرت کے خلفاء میں شاہ روح اللہ آفرائے نواب خیر اللہ شیش خاں عالمگیری نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مہر جسے مبارک نواب صاحب کے متروک سے حضرت کر لاکر دیا تھا۔

(محمد میاں، خاندان برکات ص ۱۰۹)

۱۱۲۳ھ تاج العلماء حضرت سید شاہ اولاد و مول محمد میاں لہ چڑکی کی ولادت ۱۱۲۳ھ گنج سیتا پور میں ۲۳ رمضان ۱۳۰۹ھ کو ہوئی۔ پرنسپل ہندو پاک کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی آپ کے مرید پائے جاتے ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۳۰۹ھ کو ہوئی بڑی سرکار ماہرہ شریف میں آپ کا مزار پاکستان ہے۔

عہد نواب خیر اللہ شیش خاں نے دارا شکوہ پیر اورنگزیب عالمگیری اور آخر میں شاہ عالم بہادر کا زمانہ دیکھا اور اسی دور میں شش ہزاری کے منصب پر فائز ہوئے۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں عید کے دن وصال فرمایا۔ ان کی تاریخ وفات ہے "نواب نماز عید و رحلت کرد"

(مولانا محمد دارت اللہ قادری از کار جلیب مضامین ص ۸-۹)

(بانی حاشیہ صفحہ آئندہ ہے)



عیش و عشرت کی زندگی سے محفوظ تھا تو نہ صرف بریلی کے افغان قبائل روہیلے تھے۔ اور ان کا صد مقام روہیلکنڈ بریلی تھا۔ چنانچہ قدرت کو یہی منظور تھا اور مشیت ایزدی کا فیصلہ خوب تھا کہ بریلی نہ صرف روہیلکنڈ اور روہیلے قوم کا سرکار قرار پائے، بلکہ رہتی دنیا تک علم و فضل اور حق و ہدایت کا آستانہ بھی رہے۔ چنانچہ سلطنت وٹمانے جب بریلی روہیلکنڈ کی ہم سر کرنے کا ارادہ کیا تو اس عظیم الشان کام کیلئے فرقہ خال جناب سعادت یار خاں کے نام نکلا۔

اس معرکہ میں آپ کی جہلی شہادت اور جنگی مہارت کے بھرپور خوب

(ملاحظہ فرمائیں سابقہ صفحہ ۹۱)

صحت موئے مبارک کی سند سے متعلق یہ واقعہ بڑا ایمان افروز ہے۔ نواب صاحب موصوف کا معمول تھا کہ وہ سوتے وقت بارہ سو مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک رات زیارت سے مشرف ہوئے۔ جس میں یہ بشارت دی گئی کہ ایک درویش تم کو تبرکات میرا مرنے مبارک دے گا۔ چنانچہ کچھ ہی دن بعد اسی شکل و صورت کا ایک درویش نواب صاحب موصوف سے ملا۔ اور اس نے بتایا کہ میں روم میں تھا، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میرا مرنے مبارک نواب صاحب کو پہنچا دو۔

نواب صاحب نے درویش کو بٹھایا اور خوار انداز باکرہ پیش کرنے کے لئے نہرو جوڑے بھرا ہوا پشت باہر لائے۔ درویش غائب ہو چکا تھا۔ پیادہ و سوار ہر طرف دوڑائے مگر درویش کا پتہ نہ چل سکا۔ اسی عظیم تبرک کی زیارت آج بھی ماہر و شریف میں ساماں دو بار عرس کے موقع پر ہوتی ہے۔

اللہ وہ افغانستان میں کوہستان کا ایک وسیع سلسلہ ہے، جس کے شمال میں کوہ کاغیر جنوب میں جیکو اور پاکستان مشرق میں کشمیر اور مغرب میں دریائے ہند ہے جو قندھار کے قریب بہتا ہے۔ افغانوں کی وہ جماعت جو قندھار و غزنی سے متعلق ہو کر اس کوہستانی علاقہ میں آباد ہوئی، اسی نسبت سے روہیلہ کہلائے گی (سید الطاف علی بریلوی علیہ حیات مآثر رحمت خاں ص ۴۱)

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کا وہ علاقہ جو بریلی، پبلی جیت، مراد آباد، منبھل، لاہور، بریلی، نمیب آباد، شاہ جہاں پور وغیرہ پر مشتمل ہے جسکو کشمیر کہا جاتا تھا۔ مگر پٹنوں نے اسے اپنے اصلی وطن روم کی شادابی و بخیر کی وجہ سے روہیلکنڈ قرار دیا اور اس علاقہ میں افغان قوم روہیلہ کہلائی۔ (شاہ آسمیاں، سوانح علیغفرت بریلوی ص ۱۹۳)

چمکے۔ فتح بریلی کا سہرا انیس کے سر رہا۔ اور فرمان شاہی آیا کہ بریلی کو صوبہ بنا دیا جائے اور سعادت یار خاں کو بریلی کا صوبہ دار۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ ہاں ان کے امور و سبب و کار ان عظیم خاں، عظیم خاں، مگر خاں نے نہ صرف یہ کہ اپنی موروثی عزت و عظمت اور منصب و شرافت کو بجا رکھا، بلکہ عظیم خاں نے تو منصب وزارت سے سبکدوش ہو کر زہد و ریاضت کی وادی میں اپنا قدم رکھا۔ اور ملک چھوڑ کر ملک الملک کو پانے کی اور کچی اور سناٹی شمال ایک بار پھر پیش کر دی اور حکومت کی کرسی سے الگ ہو کر محلہ معماران بریلی کے گوشہ قبرستان کو اپنا مسکن بنا لیا۔

آج یہ مقام انیس کی نسبت سے شہزادہ کاٹکیہ کہلاتا ہے۔ جہاں آپ کا فرار زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اس طرح شرفائے افغان کی یہ نسل قندھار سے لاہور و دہلی ہوتی ہوئی بریلی پہنچی۔

## حافظ کاظم علی خاں تحصیلدار (رٹی مجسٹریٹ)

سعادت یار خاں کا نامور پوتا اور واصل باللہ جناب عظیم خاں کا قابل قدر بیٹا اپنے خاندانی جاہ و حشم کا وارث قرار پایا۔ شہرہ بریلوی کا نظم و نسق آپ کے ہاتھ میں تھا دو سو سواروں کی تیاری آپ کی باڈی گارڈ تھی۔ آٹھ گاؤں جن پر کوئی ٹیکس نہ تھا آپ کی جاگیر میں تھے۔

وقت کی بغض پر آپ کا ہاتھ تھا اور نوشتہ تقدیر پر آپ کی نظر تھی۔ یہ روہیلہ سرور دہلی اور کلکتہ کی حکومتی خلیج کو پانے کی سعی کرتا رہا۔ اس طرح کلکتہ میں گورنر کی تعمیرات اور تصرفات کا سلسلہ بند ہو گیا اور ہندوستان کی مکمل حکومتی اور جنگ آزادی عہد کا حادثہ ۱۸۵۷ء تک کے لئے ٹھک گیا۔



حافظ صاحب موصوف، بابر معروفیات اپنے عظیم المرتبت والدہ دینی برحق کی خدمت میں ہر جمعرات کو سلام کے لئے حاضر ہوتے۔ کہ ایک بار موسم سرما میں دیکھا والدہ بزرگ خلوت خانہ گورستان میں ایک الاؤنگ گائے یا دھن کی مشغول ہیں۔ اور جسم پر موسم سرما سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا نہیں۔ صاحبزادہ کو احساس ہوا اور اپنا قیمتی دو شالہ حضرت کو اودھادیا۔

اللہ اللہ! جو نفس قدسی بہا سب تعوی سے مزین ہو، جس نے مخلوق سے منہ موڑ کر اپنا رشتہ خالق سے جوڑ لیا ہو، اس پر کسی قیمتی پوشاک کا کیا اثر اور اُسے گرمی و سردی کی کیا خبر۔ اپنے بڑی بے نیازی سے شال کو اتار کر بھرتی آگ میں ڈال دیا حافظ کاظم علی خاں اپنے والد گرامی قدر کی شان کا نظارہ اپنی آنکھوں سے کر رہے تھے۔ انھیں یہ خیال آیا اور یہ خیال فطری تھا کہ یہ پوشاک کسی اور کو دیدیا جاتا تو کام آجاتا۔ حافظ صاحب کا یہ خیال ابھی پردہ و ملغ میں تھا کہ کرمز خدا دوست حضرت ملا اعظم خاں کی زبان حق ترجمان نے یہ کہہ کر ”کاظم! فقیر کے یہاں دھکر کچر کا معاملہ نہیں ہے“ ظاہر کر دیا اور بھرتی ہوئی آگ سے پوشاک نکال کر اپنے صاحبزادے کو واپس کر دیا۔ دیکھا گیا تو پوشاک آگ سے محفوظ صاف بے داغ برآمد ہوا۔

آج بھی جو جو برا، سیم سا ایماں پیدا  
آگ سے کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا



## قدوة الواصلین حضرت مولانا رضا علی خاں

مغلیہ دور آخر کی شب و بچہ میں سپیدہ صبح کی طرح حافظ کاظم علی خاں کے بیٹے رضا علی خاں ۱۳۲۳ھ/۱۸۰۹ء بریلی میں پیدا ہوئے۔ آپ اس خاندان کے پہلے شخص ہیں جو علم دین کی دولت لائے۔ سب سے پہلے مسند افتاء کو زینت بخشی اور انھیں کی ذات سے اس خاندان میں تلوار کے بجائے قلم کا دور شروع ہوا۔ آپ اپنے حیدر امجد اور والد ماجد کے خلف الصدق قرار پائے۔ اسلاف کا جاہ و شہ علم و فضل زہد و تقویٰ آپ کی ذات سے نمایاں اور پیشانی سے تاباں تھا۔ سنت رسول پر عمل اور اس میں پہل آپ کا مزاج تھا۔ رضا مے الہی ہمیشہ آپ کی رضا ہی۔ آپ کا نام اسم باسٹی تھا۔ آپ کی ذات المحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا پیکر تھی۔ آپ نے صرف ۲۳ سال کی عمر میں ۴۴ ہجری تک راجستھان میں مولانا خلیل الرحمن سے علوم و فنون حاصل کر کے شہرہ آفاق ہو گئے۔ خصوصاً تصوف میں اپنی نظیر آپ تھے۔ تقریر بڑی پرتاثر فرماتے آپ کا کلام ”گفتہ او گفتہ اللہ بود“ کا شاہکار ہوتا۔

ایک بازار سی ہندو عورت نے ہولی کے دنوں میں اپنے بالا خانے سے آپ کے اوپر رنگ چھوڑ دیا۔ ایک مسلمان نے اس کی اس حرکت پر تشدد کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے، خدا اُسے رنگ دے گا۔ اور یہ جملہ زبان حق ترجمان سے نکلا اور اودھ بازار کی عورت قدموں پر آپٹری اور مسلمان ہو گئی تھ۔

مولانا حسین رضا خاں، سیرت النبی ص ۴۱  
مولانا خلیل الرحمن ولد ملا محمد عرفان رام پور میں پیدا ہوئے۔ امیر خاں ولی ٹونک کے آخر زمانے میں ٹونک گئے۔ پھر بعد میں جادوہ تشریف لے گئے۔ وہیں انتقال فرمایا۔  
مولانا خضر الدین جہاڑی ”حیات النبی ص ۲۱۰ جلد اول“ ص ۴۱



ہندوستان میں جب برطانوی اقتدار سیلاب بلا کی طرح ہر طرف بڑھ رہا تھا تو لوگوں کو خرید و خرید کر غلام بنایا جا رہا تھا، دنیا دار حکام، جاہ طلب امرا، مصلحت اندیش ابن الوقت ملا، انگریزوں سے سودا بازی میں مصروف تھے، و غلط و فحشیت کا سارا زور انگریزوں کی وفاداری پر تھا۔ اس معرکہ کرب و بلا میں علامہ اہلسنت مولانا فضل حق خیر آبادی ۱۲۱۲ھ/۱۸۹۷ء/۱۸۹۷ء مولانا سید کفایت علی مراد آبادی شہادت رمضان ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء سید محمد اعلیٰ علی گندمی ش ۱۲۷۴ھ/۱۸۵۸ء مولانا امام بخش مہربانی، مفتی مظہر کریم دریا آبادی ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء وغیرہم فریقہ احتقاق حق و باطل باطل انجام دے رہے تھے۔

برطانوی اقتدار کی لپٹا کی نظر میں بریلی پڑھتیں۔ جنرل ٹھن اور اس کے ولیف خوار حریت پسندوں کو ختم کرنے میں مصروف تھے۔ بریلی کا مورچہ جنرل بیہار بخت کے ہاتھ تھا۔ مجاہد کبیر مولانا رضا علی خاں بنفس نفیس اپنے ملازمہ اور مریدین کے ساتھ فریقہ جہاد ادا کر رہے تھے۔ فرنگی افواج کو آگ و خون کا دریا عبور کرنا پڑ رہا تھا آپ کا آستانہ مجاہدین کی پناہ گاہ تھا۔ اور آپ کا گھر گھوڑوں کا اسٹبل اور حریت پسندوں کا لشکر خانہ تھا۔

لے جوالہ کے لئے ملاحظہ ہو، حیات غیب، مزارِ حیرت دہلوی، مطبوعہ فاروقی دہلی ص ۲۶

لے اردو کے شہرہ انشاد پر از عبدالماجد دریا بادی اپنے حقیقی دادا مفتی مظہر کریم دریا بادی کے حالات میں لکھتے ہیں۔ "ان پر مقدمہ اس کا چلا کہ ان کے شہر شاہجہاں پور میں ہانیوں کی کٹی نہیں کے مکان پر ہوتی تھی۔" ۹ رسالہ کی سزا عبور دیا ہے خود کی سنادی گئی۔ کالے پانی جزیرہ انڈمان سے مشعلہ علی اور خوش چلی کی بنا پر سات ہی سال میں مدت امیری ختم کر کے ۱۸۹۵ء وطن واپس ہوئی۔ عقائد میں ہم مسلکی علامہ بانیوں کی سچے مرسلت بھی ان حضرات سے آ کرئی غایہ اہرم فی تحقیق الملوود والقیام کے عنوان سے ایک کتاب اپنے عزیز قریب کے ام سے مغل میلاداد اس قیام قیطنی کی حمایت و جرائز میں چھوٹی۔ ایک کتاب کا ستورہ بھی مناقب ثوب کے نام سے پرنے کا فہمات میں ملا۔ لکھنا آپ بتی ص ۲۸۔ ۲۹

لے اہنام ترجمان اہل سنت، کراچی ۱۹۷۵ء جنگ آزادی نمبر ۱۸۵

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اپنے عروج پر تھی۔ برطانوی ہوس ملک گیری کی تلوار بے نیام تھی۔ حریت پسندوں کی تلاش اور ان کی گردن زدنی دستور عام تھا۔ جلاوہ مولانا رضا علی خاں مجاہد کبیر کو کیسے معاف کر سکتے تھے۔ چنانچہ برطانوی سپاہی حضرت کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ مکان کا گوشہ گوشہ چھان مارا یہاں تک کہ وہ حضرت کی اہلی والی مسجد محلہ فیروز میں گھس پڑے، جہاں حضرت معروف عبادت تھے۔ نامراد سپاہی جان مرا تو ک پیسج کر بھی نامراد رہے اور حضرت کو نہ دیکھ سکے۔

۲۰ جمادی الاول ۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء کو آپ نے وصال فرمایا۔ آپ کا خراب سٹی قبرستان بریلی میں زیارت گاہ عام ہے۔

## ختم المحققین مولانا نقی علی خاں

۲۰ جمادی الآخر یا یکم رجب ۱۲۷۶ھ/۱۸۶۰ء کو اہلی مسجد سے متعلق محلہ ذخیرہ بریلی میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد گرامی قدر قدوة الامین مولانا رضا علی خاں سے تمام علوم و فنون حاصل کئے۔ بہت جلد فضل و کمال کے بلند بالا منصب پر پہنچ کر اطراف و اکناف میں شہور و معروف ہو گئے۔ درس و تدریس تصنیف تالیف کے علاوہ علم و عمل فکر و نظر فہم و فراست میں بے نظیر تھے۔ مزید برآں سخاوت شجاعت غربا سے محبت، حکام سے نفور، خلوت و خلوت میں اتہام سنت، امور دینی میں ملقا آپ کی زندگی کا بڑا روشن پہلو ہے۔ سچے عشق رسول اور سرکوبی اعدائے دین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کا سرمایہ زندگی تھا۔ ان فضائل و حسن کے علاوہ

لے مولانا فخر الدین جہاد حیات علی حضرت جلاوہ ص ۵



یہ آپ ہی کی ذات کا خزانہ ہے اقیانوس ہے کہ آپ نے اپنے ولد اسعد احمد رضا خاں کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ چودھویں صدی کو ایک بے مثال عالم سنت اور مجدد دین و ملت بستر آیا۔ آپ اپنے خاندان میں سلطانِ عقل مشہور ہوئے اور ایسے محترمہ وزیرِ عقل کہلا گئے۔

۵ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء کو حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونیؒ ۱۲۱۹ھ کی معیت میں مارہرہ مقدسہ پہنچ کر حضرت سیدی شاہ آل رسولؒ ۱۲۰۹ھ / ۱۲۹۹ھ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت پرور شد نے اسی مجلس بیعت میں آپ کو خلافت دے دی۔ اور تمام سلاسل عالیہ کی اجازت سے مشرف فرمایا۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ اسی مجلس میں آپ کے ساتھ ہوا آپ کے نامور صاحبزادہ احمد رضا خاں بیعت و خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔

۲۶ رتوال المکرم ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۷ء کو اپنی شدتِ علامات اور ضعفِ ثوت کے باوجود یہ کہکر ”مدینہ طیبہ کے ارادے سے قدم دروازے سے باہر رکھوں پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے“ حج ذریارت کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ وہاں بھی حضرت اکمل الغفلا علامہ سید زینی وعلان شیخ الحرم ۱۲۹۹ھ / ۱۸۸۱ء و دیگر علمائے کرام سے دوبارہ سند حدیث حاصل کی۔ اس سفر و سیدہ کفر میں بھی آپ کے صاحبزادے احمد رضا خاں کو آپ کی خدمت و معیت میں اکابر علمائے کرام و مدینہ سے حدیث و تفسیر و فقہ اصول فقہ میں حصول اجازت کا شرف عطا ہوا۔ آپ بخیریت تمام اس سفر بھیت اثر سے مراجعت فرمائے بریلی ہوئے۔

دین تین کی تائید میں آپ کی تمام تصانیف یادگار ہیں۔ جن کی تعدد و تقریباً ۳۰ رہے۔ جن میں آپس کتب بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

آخر وہ وقت سعید آہو بچا کہ جب عشاق بڑی خوشی سے اپنی جان جان آفریں کے

لے مولانا حسنین رضا خاں، حبرۃ المصنفین ص ۵۱

لے محمد نفی علی خاں، ہواہر البیان فی اسرار اللہ کاں، حالات مصنف از امام احمد رضا خاں ص ۱۰۷

سپر و کر دیتے ہیں۔ جمعرات کا دن ظہر کا وقت آخری ذی قعدہ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء کو ۵۱ سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔ اور شب جمعہ اپنے والد کے آنسو شش سٹی قبرستان بریلی میں آرام فرمایا۔

اُن کے فرزند عالی شان امام احمد رضا خاں نے ولادت و وفات کی بہت سی تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں بعض تواریخ ولادت ”بحکم ولی نفی الثیاب علی الشان“ (۱۲۴۰ھ) ”ہو اجل مع تحقیق الا فاضل“ (۱۲۴۶ھ) سے آپ کی شانِ تقوی و طہارت، سخاوت و شجاعت اور علم و فضل کی بھارت کا اظہار ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض تواریخ وفات ”اعین اللہ فی الارض الہٰی“ (۱۲۹۷ھ) ”ان موتۃ العالم موتۃ العالم“ (۱۲۹۷ھ) سے حدیثی بشارت کے مطابق آپ کی امانت و دیانت علمی منصب و سموت کا اندازہ ہوتا ہے





## امام احمد رضا کی سوانح زندگانی انہیں کی زبانی

### ولادت

۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ روز شنبہ وقت فجر مطابق ۳ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی

المفرد جلد اول ص ۱۵

### آثار کرامت

”میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا، اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوئی۔ ایک مسافر اہل عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما رہے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے نصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔“

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۲

### انداز تعلیم

میرے استاد جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے ایک دو مرتبہ میں سن دیکھ کر کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سننے تو حرف بحرف فقط تلفظ سنا دیتا۔ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرماتے لگے کہ احمدیہ! یہ تو کہو کہ تم آدمی ہو یا فرشتہ کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی!

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۳۲

اے سوانح نگار حضرت آپ کے مولد اور مستطاب اس کا صحیح تعین نہیں کر سکے ہیں آپ فرمائی کہ میری والدی مسجد کے متصل اپنے آبائی مکان میں پیدا ہوئے۔ واقعہ خوف کے نام حضرت شمس بریلوی کی گواہی نام

## سن فراغت

میں نے جب پڑھنے سے فراغت پائی اور میرا نام فارغ التحصیل علماء میں شمار ہونے لگا اور یہ واقعہ نصف شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۲۸۶ء کا ہے۔ اس وقت میں تیرہ سال دس ماہ پانچ دن کا تھا۔ اسی روز فجر پر نماز فرض ہوئی اور میری طرف شرعی احکام متوجہ ہوئے۔ اور یہ حسن حال ہے کہ میری تاریخ فراغت لفظ ”غفور“ (۱۲۸۶ھ) اور زبردستی میں لفظ ”تعویذ“ (۱۲۸۶ھ) میں ہے۔ جیسا کہ میری تاریخ ولادت ”الاجازۃ الرضویہ لمجل کہ البہیہ ص ۳۱۹“ میں ہے۔

### حالت تربیت

رہنمائی اور افتاء یہ دونوں ایسے فن ہیں کہ طب کی طرح یہ بھی صرف پڑھنے سے نہیں آتے۔ ان میں بھی طبیب ماذق کے مطلب ہیں۔ بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ میں بھی ایک ماذق طبیب کے مطلب میں سات برس بیٹھا۔ مجھے وہ وقت، وہ دن وہ جگہ، وہ مسائل اور جہاں سے وہ آئے تھے ابھی طرح یاد ہیں۔

المفرد جلد اول ص ۱۰۲ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی

### اشواق و اشغال

میرے وہ فنون جن کے ساتھ مجھے پوری دلچسپی حاصل ہے، جسکی محبت عشق شغف کی حد تک نصیب ہوئی ہے وہ تین ہیں اور تینوں بہت اچھے ہیں۔  
۱۔ سب سے پہلا، سب سے بہتر، سب سے اعلیٰ، سب سے قیمتی فن یہ ہے کہ رسولوں کے سردار (صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین) کی جناب پاک کی حمایت کے لئے اس وقت کمر بستہ ہو جائوں جب کوئی کمینہ دہانی گستاخانہ کلام کے ساتھ آپ کی شان میں زبان دراز کرتا ہے، میرے پروردگار نے اُسے قبول فرمایا تو وہ میرے لئے کافی ہے۔ مجھے اپنے رب کی رحمت سے امید ہے کہ وہ قبول فرمائیگا۔ کیوں کہ اس کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ میری بابت جو گمان رکھتا ہے میں اُس کے



مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرماتا ہوں۔

۲۔ پھر دوسرے نمبر پر وہابیوں کے علاوہ ان تمام بدعتیوں کے عقائد باطلہ کا رد کر کے انہیں گزند پہنچاتا رہتا ہوں جو دین کے مدعی ہونے کے باوجود دین میں فساد ڈالتے رہتے ہیں۔

۳۔ بہتر تیسرے نمبر پر ابتدائے مذہب خنفی کے مطابق فقہی تحریر کرتا ہوں وہ مذہب جو مضبوط بھی ہے اور واضح بھی۔ تو یہ تینوں میری پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں انہیں پر میرا بھروسہ ہے۔

ترجمہ الاجازات المتبیین لعلہ البکۃ والمدینہ ص ۱۱۱، ۱۱۲ مطبوعہ دہلی

### شرف بیعت

میں روتا ہوا دوپہر کو سو گیا۔ حضرت جد امجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ایک صندوق عطا فرمائی اور فرمایا غفر رب آئے والا ہے وہ شخص جو تمہارے در و دروں کی دعا کرے گا۔ دوسرے یا تیسرے روز حضرت مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ ہالیوں کے تشریف لائے اور اپنے ساتھ مارہرہ شریف لے گئے۔ وہاں جا کر شاہ اکبر شریف کو شرف بیعت حاصل کیا۔

المفروضہ ج ۳ ص ۸۹

### پہلا حج

پہلی بار کی حاضری حضرات والدین ماجدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ہمراہ تھی اس وقت مجھے تین سو سال (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) سال تھا۔

المفروضہ جلد دوم ص ۲

### پہلا فتوے

بچہ تھے تقالے فقیر نے ۱۳ اربشہان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا تھا۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۸۰

عہد متوفی ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء عہد متوفی ۱۳۹۶ھ/۱۸۷۷ء

### فتویٰ نویسی کی خدمت

۱۳ اربشہان ۱۳۳۶ھ کو اس فقیر کو فتاویٰ لکھتے ہوئے بچہ تھے تقالے پورے پچاس سال ہوں گے۔ (اور یہ سلسلہ یوم وصال ۱۳۴۰ھ پورے چوں سال تک جاری رہا) حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۸۰

### دوسرا اور آخری حج

مدینہ طیبہ کی دوبارہ حاضری کے وقت (۱۳۲۲ھ/۱۹۰۵ء) میری عمر کیا دن برس پانچ چھپنے کی تھی۔

المفروضہ جلد دوم ص ۳۰

### حرم مکہ میں امامت

مکہ کے حلیل علمائے خفیہ مثل مولانا شیخ کمال مفتی خفیہ مولانا سید اسماعیل علی نظامی کتب حرم خفیہ وقت پر اپنی جماعت کرتے جس میں وہ اکابر اس فقیر کو امامت پر مہجور فرماتے۔

المفروضہ جلد اول ص ۳۸

### مال کی محبت

چلتے وقت (حج کے لئے) جس گن میں میں نے وضو کیا تھا اس کا پانی میری داہنی تک نہ پہنچنے دیا کہ اس کے وضو کا پانی ہے۔

المفروضہ جلد ۲ ص ۴

### اعداء اللہ سے نفرت

بھلا اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی۔ بفضل تعالیٰ عداوت اعداء اللہ گھٹی میں پلا دی گئی ہے۔

المفروضہ جلد ۲ ص ۸۸

### مال سے محبت کا معیار

الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث مال سے کبھی محبت نہ رکھی۔ صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے

المفروضہ جلد ۳ ص ۶۷



## عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

بھرا اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کے جائیں تو خدا کی قسم ایک ہر لکھا ہوگا لا الہ الا اللہ دوسرے لکھا ہوگا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

المحفوظ جلد ۳ ص ۸۸

## اپنی خیر رحلت

۳ رمضان ۱۲۲۹ھ / ۱۹۲۱ء بمطابق ۲۲ جون ۱۹۲۱ء آپ نے اس آیت کریمہ سے "وَيُطَاقُ عَلَيْهِمْ ذِكْرُكَ يُثَبِّتُ لَهُمْ وَكَأَنَّكَ تَخْلُقُونَ لَهُمْ" اپنی رحلت کی خبر دی۔ وصایا شریف ص ۱۲

## پند و نصیحت کی آخری مجلس ارشاد و ہدایت

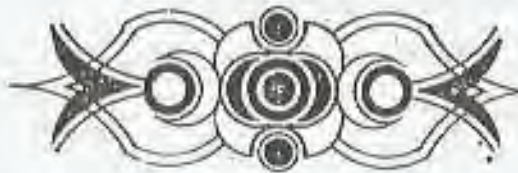
اے لوگو! تم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑ میں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں، تمہیں فتنہ میں ڈالیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم لے جائیں۔ ان سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی، رافضی، نیچر کی، قادیانی، پکڑ الوی یہ سب فرتنے بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔ وصایا شریف

## شہیدِ محبت کی دنیا سے رحلت

آپ نے وصیت نامہ تحریر کرایا، پھر خود ہی اس پر عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام ارشاد کے مطابق گھڑی دیکھ کر انجام دیئے جاتے تھے۔ آپ نے ایک بجکر ۵۵ منٹ پر وقت معلوم کیا۔ اور ارشاد فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھ دو۔ پھر یکایک ارشاد فرمایا قصا ویر ہٹا دو۔ حاضرین کو خیال ہوا یہاں قصا ویر کا کیا کام! پھر ارشاد

فرمایا یہی کارڈ، لغافہ، روپیہ پیسہ۔ پھر اپنے صاحبزادے مولانا محمد حامد رضا خان صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کرنا قرآن عظیم لاؤ ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ دوسرے صاحبزادے مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب سے پھر ارشاد فرمایا۔ اب بیٹھے کیا کرے ہو سورہ یسین شریف اور سورہ رعد شریف کی تلاوت کرو۔ آپ نے دونوں سورتیں پوری توجہ سے سنیں۔ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری دقت یا سبقت زبان سے زیرِ ذہن اس وقت فرق ہوا تو تلاوت فرما کر تبادلی۔ سفر کے وقت کی دعا میں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں۔ پھر کلمہ فیتبہ پورا پڑھا۔ جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا۔ اور صوفیوں کی حرکت و ذکر پاس انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا۔ جس میں جنبش تھی۔ جس طرح آئینہ میں لعانِ خورشید جنبش کرتا ہے۔ وہ جان نور جسمِ اطہر حضور سے ۲۵ صفر ۱۲۲۹ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء دو بجکر ۳۸ منٹ پر شیعہ نماز جمعہ کے وقت پرواز کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ (وصایا شریف ص ۱۶-۱۷)

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام  
رشدِ محمد میں دنیا سے مسلمان گیا





## صاحبزادہ محمد رفیع

حضرت حجت الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں اسلامی چھپہ کی فصل بہار مدینہ الاولیٰ ۱۳۵۵ھ میں اپنے دادا خاتم المتقین مولانا مفتی علی (م ۱۲۹۴ھ ۱۸۸۰ء) کے گھر بریلی یوپی (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔

محمد — امام احمد رضا نے اپنے بڑے صاحبزادے کا نام حدیثی ارشاد کیمطابق محمد رکھا اور بحساب حروف ابجد اسم "محمد" کے اعداد سے آپ کا سال ولادت ۱۳۹۲ھ ظاہر ہوا۔

حامد رضا — بچا رہنے کے لئے "حامد رضا" تجویز فرمایا۔

خان — نے حسب و نسب کی نشاندہی کی۔

بڑے مولانا — عوام نے بڑے مولانا "کھکھ خراج عقیدت پیش کیا۔

حجت الاسلام — خواص نے حجت الاسلام کا لقب دیکر آپ کے علم و فضل کا اقرار کیا۔

لے نام وہ ہوں جن کے احادیث میں فضائل آئے ہیں۔ میرے اور میرے سہائوں کے جتنے لڑکے پیدا ہوئے ہیں نے سب کا نام محمد رکھا۔ یہ اور بات ہے کہ یہی نام تاریخی بھی ہو جائے۔ حامد رضا کا نام "محمد" اور ان کی ولادت سنہ ۱۳۹۲ھ میں ہوئی اور اس نام مبارک کے بعد بھی بانو سے ہیں۔ (مفتی اعظم مصلیٰ رضا خاں الشافعی جلد اول ص ۲۶)

لے عرف نام میں استعمال کے لئے حامد رضا تجویز کیا۔ اس کے اعداد و بروز ہیں ۱۳۹۲ھ تک تھے۔ اور یہی حضرت حجت الاسلام کا سن وصال ہے۔ اللہ اللہ! کتنی شاندار کرامت ہے کہ امام احمد رضا نے جہاں اپنے صاحبزادے کے نام "محمد" سے ولادت کی خبر دی وہاں حامد رضا کہہ کر رحلت کی خبر بھی اسی دن دی۔ نیز اپنے وصال ۱۳۲۰ھ کی (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

## عہد طفلی

آپ کی عمر صرف چھ سال کی تھی کہ آپ کے جد امجد مولانا مفتی علی خاں کا انتقال ہو گیا۔ آپ پر تول میں رب سے بڑے تھے اور اپنی داوی کا سب سے زیادہ لاڈ پیار پایا تھا۔ وہ اپنے ہونہار پوتے پر جان چڑھ گئیں اور ہر وقت رکیں بنا کے رکھتیں۔ حضرت مولانا حسین رضا خاں (م ۱۳۰۱ھ ۱۹۰۱ء) ابن استاد من مولانا حسن رضا خاں (م ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء) جو خود ہی مولانا مفتی علی خاں کے پوتے تھے، نے فرمایا کہ داوی مرحوم کو اپنے بڑے پوتے سے ایک خاص لگاؤ تھا۔ ہر وقت رکیں بنا کر رکھتیں لباس کے لئے نہایت عمدہ تنزیب کا انتخاب کیا جاتا اور ایک ایک انگ رکھا چار چار روپے میں ملتا۔

گھوڑے سواری سب گری کے لوازمات میں سے ہے۔ صاحب تذکرہ کے اجداد

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ کا)

اطلاع دیکر اپنے صاحبزادے کی مدت بانشینی ۱۳۲۰ھ ۱۳۲۲ھ کا اعلان بھی فرمایا۔

(فخشا فقیہ عصر مولانا مفتی اعجاز علی خاں رضوی رضائے مصلیٰ حجت الاسلام نمبر ۵) لے صاحب تذکرہ کا عنوان شباب تھا۔ آپ کے والد گرامی وقار امام احمد رضا سے ایک تحصیل نامی و لڑائی آدھ بھٹ تھا۔ آپ اپنے والد سے گفتگو کی اجازت طلب کی اور لڑائی تذکرہ کو خاموش کر دیا۔ اس پر امام احمد رضا نے اپنے کس کس فاضل صاحبزادے حامد رضا کو بڑے مولانا کہہ کر خطاب فرمایا۔ یہ لقب اتنا مشہور ہوا کہ اہل سنت بریلی کے حلقہ میں بڑے مولانا سے صاحب تذکرہ حضرت حجت الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہی کی ذات سمجھی جاتی ہے۔ راقم الحروف کے حضرت الحاج مولانا تفسیر علی خاں رضوی فرزند شہتی صاحب تذکرہ کا ارشاد۔

عہد راقم الحروف کے پاس حضرت مولانا حسین رضا خاں برادر زادہ و ولید امام احمد رضا قدس سرہما کا ارشاد ٹیپ میں محفوظ ہے۔



میں پشتوں سے سپرگری رہی ہے۔ غالباً اسی کا اثر تھا کہ آپ بچپن ہی سے گھڑ سواری کے شوقین تھے۔ اور آپ کے اس شوق میں دادی کے لاڈ کا بھی خاصا دخل تھا۔ اگر دروازے پر کوئی بکاؤ گھوڑا آجاتا تو گھوڑے والے کو منہ لگی قیمت دیکر دادی صاحبہ اپنے پوتے کے شوق کو پورا فرمادیتیں۔ عہد تربیت کے اس مرحلہ میں بھی اجداد کی فطری شجاعت اور سپاہیانہ مہارت کا خاص خیال رکھا گیا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزشیں بھی ہوتی رہتی۔ زمینداری کی دیکھ بھال کے لئے جہاں اپنی اور جہاں گیری صلاحیتیں بھی پیدا کر دی گئیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت عتبہ الاسلام کو عہد طفلی ہی میں وہ ماحول دیدیا گیا کہ آپ اپنے سلف کے خلف نامدار قرار پائے۔

## تعلیم و تربیت

حضرت حجتہ الاسلام کی ولادت کا سال ۱۲۹۲ھ آپ کے والد گرامی پندرہ ماہ احمد رضا کی عمر کا بیسواں سال تھا۔ علم و فضل کا آفتاب روشن تھا۔ تجدیدی کام کا آغاز ہو چکا تھا۔ ملت اسلامیہ اہل سنت میں آپ کو عالم سنت کے نام سے جانا پہچانا جاتا رہا تھا۔ امام احمد رضا کے پیرو مرشد سید آل رسول (م ۱۳۹۷ھ ۱۸۸۷ء) اور والدہ دیشان مولانا مفتی علی محمد بقیہ حیات تھے۔ ماہرہ مقدسہ اور بریلی شریف میں طریقت و شریعت کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ اس کی روشنی میں سدا بر صغیر جگمگا رہا تھا۔ اسی روشن ماحول میں حجتہ الاسلام کا عہد طفلی شروع ہوا۔ آپ کو عہد راقم الحروف کے پاس حضرت مولانا حسین رضا خاں برادرزادہ و تلمیذ امام احمد رضا قدس سرہا کا ارشاد ٹیپ میں محفوظ ہے۔

اپنے عظیم دادا کا فیضان، پیرو مرشد البرا حسین احمد نوری (م ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۶ء) کا اقبال اور نامور باپ کا شہرہ آفاق ایمان میسر آیا۔ ہوش کی آنکھیں کھلیں تو ہر طرف کتاب و سنت کی حکمرانی نظر آئی۔ فقہ حنفی کا سکھ چلتا ہوا دیکھا۔ دین مبین کی حمایت اور اس کے رسول کے دشمنوں کی عداوت میں اپنے اب و جد کو کیا مے روزگار پایا۔ یہ حقیقت بھی اس زمانہ ان میں باپ دادا سے طرہ امتیاز رہی ہے کہ مولانا محمد رضا علی (م ۱۳۸۳ھ ۱۹۶۷ء) نے اپنے بیٹے محمد تقی علی خاں کو خود پڑھایا۔ اور بالکل اسی طرح انہوں نے اپنے فرزند ارجمند احمد رضا کو نہ صرف خود پڑھایا بلکہ ایسی تربیت دی کہ شاید باید..... پھر اس سلسلہ زنجیر کا آغاز تو اس بزرگوار (ہندو پاک) میں ۱۳۹۷ء سے ہوتا ہے۔

دنیا میں خاندانوں اور نسلوں کو یہ سعادت بہت کم نصیب ہوتی ہے کہ برہمن برہمن تک ایک ہی نسل اور ایک ہی خاندان میں علم و فضل جاری رہے اور اس نسلوں کے تسلسل میں اس زنجیر کی کوئی کڑی نہ ٹوٹے۔ سعید اللہ خاں سے کاظم علی خاں اور رضا علی خاں سے امام احمد رضا خاں و ابنائے امام احمد رضا محمد رضا خاں، محمد مصطفیٰ رضا خاں و بیروہ اکبر محمد ابراہیم رضا خاں و بیروہ اکبر محمد رضا، محمد ریحان رضا خاں تک علم و فضل کا یہ دریا بغیر رے کے بہتا رہا۔ اور کبھی ایسا نہ ہوا کہ ان گھبراہٹ سے فضل و کمال کے رنگ و بو میں کوئی کمی ہو جاتی۔ یہ سنیں بلکہ ان میں سے ہر فرد اپنے عہد کی تاریخ کے صفحات پر اپنا ایک بہتر نقش چھوڑ گیا۔

وفا روح العلوی حامد رضا من یو عن اس جد وۃ الغنی المجتہد اور بلندی کے عظیم مخزنوں میں حامد رضا یو اپنے اجداد کو کرام کے نہال سے شاخ تازہ آبا و اجداد کی شاندار روایات کے مطابق حضرت حجتہ الاسلام نے تمام کتب میں اپنے نابھہ روزگار والد امام احمد رضا خاں سے پڑھیں۔ اور اپنے معاصرین میں



یہ امتیاز پایا کہ صرف ۱۹ سال کی عمر ۱۳۱۱ھ میں فائزہ تحصیل ہو گئے۔  
طالب علمی کے زمانے میں شب و روز اسباق کا مطالعہ اور مذاکرہ  
پرزور دیا جاتا۔ امام احمد رضا کبھی کبھی اپنے صاحبزادے پر تادیباً سختی بھی فرماتے  
یہاں تک کہ دادی کا پیار اڑے آجاتا اور اس مرحلہ میں خود امام احمد رضا اپنی والدہ  
محترمہ کے حضور جھک کر بعد سعادت اُن کی ساری سختی برداشت کر لیتے تھے۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ کتب کی کرامت تھی

سکھائے کس نے اُتھیل کو آدابِ فرزند کا

مگر صاحبزادے (حجۃ الاسلام) کی تعلیم و تربیت میں کوئی فرق نہ آیا۔ یہی وجہ  
ہے کہ پڑھنے کے زمانے ہی میں آپنے درسیات کی اہمات کتب، خیالی، توفیق  
تکوین، ہایہ اخیرین، بینادی، صبح بخاری پر حواشی لکھ کر اپنے والد زبیر  
کے زمانہ تعلیم کی یاد تازہ کر دی تھے اور خود امام احمد رضا نے مقال الولد والعز  
کے اپنے معلم فاضل صاحبزادے کی تحسین فرمادی تھے

اپنے آبا و اجداد کا یہ شاخ تازہ (حجۃ الاسلام) جب سلا بہار ہوا تو  
امام احمد رضا نے جہاں ”بڑے مولانا“ کہہ کر اُن کی ہمت افزائی فرمائی، وہیں اکابر  
خلفا کی موجودگی میں یہ فرما کر ”ان جیسا عالم اودھ میں نہیں“ ”حاکمِ مہتمم و آفا

لہ پر دفعہ پندرہ سو احمد۔ میات مولانا احمد رضا خاں بریلوی ص ۲۱۲

تھے مولانا جنین رضا خاں، سیرت اعلیٰ حضرت مع کرامات ص ۹۱

تھے حاشیہ نوہی کا سلسلہ زمانہ طالب علمی سے اب تک جاری ہے۔ کیونکہ اس وقت میرا  
یہ دستور رہا کہ جب کوئی کتاب پڑھی اگر وہ میری کتاب میں ہے تو اس پر حواشی لکھ دے اگر  
اقتراض ہو سکتا ہے تو اعتراض لکھ دے اور اگر مضمون پیچیدہ ہے تو اس کی پیچیدگی دور کر دی

الاجازات القیسیہ ص ۱۵۶

تھے غایت محمد خاں غوری۔ سند سند نشینی ص ۲ تھے اہم الحروف شاہ محمد غلامی قادری رام  
۱۹۰۹ء کی اپنے والدہ خلیفہ امام احمد رضا شاہ محمد حبیب اللہ قادری (م ۱۳۶۴ھ ۱۹۰۴ء) کی روایت۔

من حاتم۔ (حامد مجھے سے اور میں حامد سے ہوں) کی تصدیق کر دی۔

## مدت تربیت

اس خاندان میں بزرگوں ہی سے تربیت کا یہ انداز رہا ہے کہ درسیات کی تکمیل  
کے بعد ۱۔ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت کی حمایت۔  
۲۔ فرقہ باطلہ کی تردید و اہانت۔ ۳۔ فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ نویسی بقدر  
طاقت کی مشق، برہوں کرائی جاتی ہے۔

بالکل اسی نچ پر حضرت حجۃ الاسلام کی تربیت کی گئی۔ فراغت کے بعد ہی  
۱۳۱۲ھ ۱۹۹۵ء سے اپنے عم محترم حضرت حسن بریلوی کے وصال ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء تک  
اپنے والدہ زادہ امام احمد رضا کی خدمت و صحبت میں تربیت کے مراحل سے گزرتے رہے  
ان سالوں میں آپنے مضامین بھی لکھے۔ استفتاء کے جوابات بھی دیئے اور تصنیف  
و تالیف کا کام بھی جاری رہا۔

تیرہویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں دہلی بیت امانت  
اسلامیہ اہلسنت کے سیلے پر ایک نامور بنکر ابھری اور پورے ہندوستان میں پھیل  
گئی۔ علمائے حق نے عمل جزا ہی سے کام لیا اور اس متعدی مرض کے خاتمے کی  
پوری سعی کی۔ چودھویں صدی کا مقبول ماہنامہ ”تحفہ حنفیہ“ (مخزن تحقیق) جہاں ابوالکلام  
آزاد (م ۱۲۷۷ھ ۱۹۵۸ء) کے والد گرامی مولانا میر الدین (م ۱۲۲۷ھ ۱۸۸۰ء) پیش امام  
ٹپو مسجد کلت سے ترویج دہلیہ کے نئے خصوصی القاس کرتا ہے، وہاں حضرت حسن  
بریلوی کی وساطت سے فاضل نوجواں محمد حامد رضا خاں کو بھی مضامین کیلئے متوجہ کرتا ہے

تھے امام احمد رضا، الاستدادم ص ۷۷

تھے مولانا جنین رضا خاں سیرت اعلیٰ حضرت مع کرامات ص ۱۱۱ تھے ماہنامہ تحفہ حنفیہ جاری الاولیٰ ۱۳۵۱ھ ص ۶







ماہوار شائع ہوتا ہے، میں طبع فرمایا۔

اب ہم مذکورہ بالا فتویٰ کے مقدمات کا نہایت اختصار کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں جو ہر زمانہ میں حتیٰ و باطل کی پہچان کا بہترین معیار ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ نے تحریر فرمایا۔

”مسلمانو! میں تمہیں سہل پہچان گھڑا ہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید اور حدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔ اللہ عز و جل نے قرآن عظیم اتنا کتاباً ناسکلی شیعئی جس میں ہر چیز کا روشن بیان تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمایا وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالَمُونَ اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ اس لئے فرماتا ہے فَاَسْكُنُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ علم والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو۔ اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ سمجھ لینے پر قادر ہوں نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمایا فَاَنْزَلْنَا اَيْكَ الذِّكْرَ كَتَبْنَاهُ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ وَمَا كُنْزِلُ اِلَيْهِ جَدًّا۔ اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرما دے اس چیز کو جو ان کی طرف اتاری گئی اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات منتہی نہ ہوں گے۔ ان دو آیتوں کے اتصال سے رب العالمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الہی کا انتظام فرمادیا کہ اے جاہلو! تم کلام علماء کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام کچھ سمجھ میں آئے غرض ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن واللہ المحجة البالغة والمصدق للرب العالمین۔ اہم عارف باللہ عبدالرحمن بن عمرانی نے کتاب مستطاب مشیران شریعت

الکبریٰ میں اس معنی کو جامعاً تفصیل تمام بیان فرمایا۔ ازاں جملہ فرماتے ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوا رِیْضَ اللّٰهِ عَلَیْہِ وَسَلٰمَ فِیْ سُبُوْغِہِ مَا اَجْمَلَ فِی الْقُرْاٰنِ بَقِی الْقُرْاٰنِ عَلٰی اَجْمَالِہِ کَمَا اِنَّ اَلْاٰیٰتِ الْمُجْتَمِعِیْنَ لَوَلَمْ یَفْصَلُوْا مَا اَجْمَلَ فِی السَّنْتِ لِبَقِی السَّنْتِ عَلٰی اَجْمَالِہَا وَهٰکِذَا اِلٰی عَصْرِ نَا هٰذَا۔ پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شریعت سے جملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین جملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث یونہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے زمانے تک کہ کلام ائمہ کی علامہ بعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی بیادیت نہ رکھتے تو یہ سلسلہ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہتا ہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے۔ اسی لئے قرآن عظیم کی نسبت فرمایا۔ یُضِلُّ بِہِ کَثِیْرًا وَّ یُہْدِیْ بِہِ کَثِیْرًا۔ اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہیرون کو گمراہ کرتا ہے اور بہیرون کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے۔ جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالیٰ پاتے ہیں اور جو سلسلہ تڑکھ کر اپنی ناقص اواز دیتے سمجھ کے بھروسے قرآن مجید سے ہدایت خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چار ضلالت میں گرتے ہیں۔ اسی لئے امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ سَیِّئَاتِیْ نَاسٍ یُّجَادُوْہُ کُفْرًا بِشِبْہَاتِ الْقُرْاٰنِ فَاَنْزِلْہُمْ بِالْاٰیٰتِ فَانْصَابِ السَّانِ اَعْلَمَ بِکِتَابِ اللّٰهِ۔ قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں جو تم سے قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں (دواۃ الدارمی و تصحیح المقدسی



فی الحجۃ وللمکافئ فی السنۃ وابن عبد البر فی العلم وابن ابی  
 وزین فی اصول السنۃ والد ارقطنی والاصبغانی فی الحجۃ  
 وابن النجار) اسی لئے امام سفین بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔  
 الحدیث مسئلۃ الا للفقہاء حدیث گمراہ کرنے والی ہے مگر ائمہ  
 مجتہدین کو تو وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے۔ جسکی توضیح حدیث نے  
 فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کرو دکھائی تو  
 جو ائمہ کا دامن چھو کر خود قرآن و حدیث سے افتد کرنا چاہے بیکے گا  
 اور جو حدیث چھو کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادعی ضلالت میں چلا  
 سرے گا۔ تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ  
 جسے کہتا سنو ہم الامور کا قول نہیں جانتے ہمیں خود قرآن حدیث  
 چاہیے تو جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے  
 ہمیں صرف قرآن درکار ہے سمجھ لو یہ بد دین وین خدا کا بدخواہ ہے پہلے فرقہ  
 قرآن عظیم کی پہلی آیت فاسئلوا اہل الذکر کا مخالف اور دوسرا ظائف  
 قرآن عظیم کی دوسری آیت لتبین للناس ما نزل الیہم کا منکر ہے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے فرقہ غزوہ کار و اس حدیث میں  
 فرمایا۔ **الاسئالوا اذ لم یعلموا فانما شفا النبی السوال**  
 کیوں نہ پوچھا جب جانتے کہ بیمار کی دوا تو پوچھنا ہے (سرواۃ ابو داؤد  
 عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما) اور دوسرے طاغوت  
 ملعونہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ فرماتے ہیں۔ **الا انی اوقیت**  
**القران ومثلہ معہ الا یوشک رجل شعبان علی ریکتہ**  
**یقول علیکم بطلان القران فما وجد تعرفہ من حلال فاملک**  
**وجد تعرفہ من حرام فمحوہ**۔ وانما حرم رسول اللہ

کما حرم اللہ۔ سن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ  
 اس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرائے تخت پر پڑا کہے  
 یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اُسے حلال جانو اور جسے  
 حرام پاؤ اُسے حرام جانو۔ حالانکہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جسے اللہ نے حرام فرمایا (رواۃ الامام  
 احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن المقداد  
 بن معدیکرب وغیرہ عندہم ما خلد الدارمی وعند البیہقی  
 فی الدلائل عن ابی رافع وعند ابی داؤد عن العن باضل بن سائر  
 رضی اللہ عنہم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق  
 اس زمانہ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکر پجری حضرات تھے  
 جنہوں نے حدیثوں کو کیسر روی کر دیا اور نہ در زبان صرف قرآن عظیم  
 پر در و در رکھا حالانکہ وہ اللہ قرآن کے دشمن اور قرآن اُن کا دشمن وہ  
 قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مرد الہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس  
 کے موافق اس کے معنی گرہنا۔

اب دوسرے یہ حضرات نئے فیشن کے مسیحی اس لوکھی  
 آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے  
 جس کے قوتر کے برابر کوئی قوتر نہیں ہے۔ تو بات کیا ہے یہ دوا  
 گمراہ طاغوتی فل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے دربار میں اُن کا شکار نہیں، حضور کی روشن حدیثیں اُن کے  
 مردود نیالات کے صاف پُرزے پارچے بکیر رہی ہیں۔ اسی لئے  
 اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف  
 قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس میں عوام بے چاروں کے سامنے



اپنے سے لگنے۔ لگانے کی گنجائش ہو۔ مسلمانوں! تم ان گمراہوں کی ایک  
 نسلو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو، اگر  
 اس میں ایسے آیتیں ہوں تم ان کے کلام کا دامن پکڑو۔ اس تیسرے وجہ  
 پر اگر حق دیا مل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اثر ہوا  
 سارا اخبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائیگا۔ اس  
 وقت یہ حال مضل لٹائے بھاگتے نظر آئیں گے۔ کانہہ محمد  
 مستغفرہ فیہت ہی قصورۃ اول تحدیثوں ہی کے آگے نہیں  
 کھون بنے گی صاف منکر ہو بیٹھیں گے اور وہاں کچھ چون و چرا کی تو  
 ارشادات و احادیث کو ایسا روشن کر دیں گے کہ پھر انہیں  
 یہ کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا ہم اماموں کو نہیں  
 مانتے۔ موقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس بعین ہے جو  
 انہیں لئے پھرتا ہے اور قرآن و حدیث اور ائمہ کے ارشادات پر  
 جمنے نہیں دیتا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم یہ نفیس  
 جلیل نامہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو کہ ہر جگہ کام آئیگا اور ان  
 اللہ تعالیٰ ہزاروں گمراہیوں سے بچائے گا۔

یہ واقعہ ہے کہ ۳۰ جون ۱۹۷۷ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے  
 قراردادوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اس سلسلہ میں علماء نے برسرِ حق فرمائی اس  
 کا آغاز بہت پہلے حضرت حجتہ الاسلام کی مندرجہ بالا تاریخی تصنیف کے ۱۳۱۵ھ  
 ۱۸۹۸ء میں ہوا۔

## جلسہ دربار حق و ہدایت میں

## حجتہ الاسلام کی شرکت

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین احمد بھٹی منیری فاتح بہار کا یہ عظیم فیضان  
 اور روحانی تصرف تھا کہ بہار کی راجدھانی پٹنہ میں آپ ہی کے صاحبِ ستارہ حضرت  
 مخدوم اللہ والدین مولانا شاہ امین احمد صاحب بہار شریف کے زیرِ سرپرستی  
 اور آپ ہی کے ایک فردوسی غلام قاضی محمد وحید الدین صاحب فردوسی ہتھم درہ  
 "ابو کریم اہل سنت" و منظم ہاشمہ تحفہ ضعیف پٹنہ کے زیرِ اہتمام ساتویں رجب  
 تیرہویں رجب ۱۳۱۸ھ تک مطابق یکم نومبر ۱۹۰۰ء تک وہ فقید  
 المثال جلسہ ہوا جس میں صرف علماء اور مشائخ کی تعداد سو سے زائد تھی۔ اس میں  
 ہر کو جگہ کے اکابر علماء و افاضائے مشائخ جیسے حضرت تاج الفحول مولانا عبد القادر دیرانی  
 مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، مولانا سید اسماعیل حسن شاہ صاحب

لحدوثہ العلماء کے مناسد کا سب سے زیادہ نوٹس امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاج الفحول مولانا  
 عبد القادر دیرانی نے لیا اور اس کی تردید میں سب سے زیادہ مالی اور اشتاعتی تعاون قاضی محمد عبد  
 الوہید صاحب (م ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء) نے کیا۔

اصلاح مذہب کا سب سے بڑا ہندوستان گیر مظاہرہ حضرت مولانا شاہ امین احمد  
 صاحب فردوسی مجاہد نشین بہار شریف کے زیرِ مہداریت ۱۹۰۱ء و ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۰ مارچ  
 ۱۲ نومبر ۱۹۰۰ء کو عظیم آبارِ پٹنہ جلسہ جاری ہوا۔ اس کے تمام اخراجات حاکم سنن امامی فقہ  
 مذہب شکن ندوی ملکن قاضی عبد الوہید صاحب فردوسی نے خود برداشت کئے۔ عہدہ  
 سرسید احمد خاں کے دور میں یہ فتویٰ کہ انگریزی پڑھنا حرام ہے قاضی صاحب نے انگریزی سیکھنا  
 (باقی ماحشیہ صفحہ ۱۱۸ پر)



مارہو شریف، استاد العلماء مولانا ہدایت اللہ خاں صاحب جو پوری، رئیس المحدثین مولانا امجد علی احمد محدث سورتی، مولانا ظہور الحسن صاحب، فاروقی رامپوری، مولانا سید شاہ محمد فخر صاحب، الہ آبادی، مولانا عبدالسلام صاحب جیلپور کی وغیرہم نے شرکت فرمائی۔

یہ جلسہ تحریک ندوہ کے غیر اسلامی اقوال و افعال کی اصلاح اور "قومی نظریہ" پر قرآن و حدیث کی روشنی میں خطابت کے اعتبار سے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس جلسہ میں حضرت حجتہ الاسلام کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی معیت و خدمت میں شرکت کا شرف حاصل تھا۔ تحفہ خفیفہ پشٹہ جماد کی الانر علی و رجب ۱۳۱۹ھ رقمطراز ہے۔

"مجدد ملت حاضرہ مودت طاہرہ امام علمائے اہلسنت والاصطفت  
جناب مولانا حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی  
دام فیضہ القوی کا بیان ہدایت نشان ہو ہی رہا تھا کہ فاضل زوہرا

(صفحہ گذشتہ کا باقی عاشیہ)

دی حالاکوہ انارٹن پس تھے۔ نیز مدوہ کے شہرام کے زمانے میں اپنے مخالفین کی ایجاد پر ان کے والد سوری کا رو بار کیا کرتے تھے قاضی صاحب نے تمام گذشتہ اور موجودہ سود چھوڑ دیا۔ راقم الحروف سے شاہ مسیح الحق عادی سجادہ نشین خانقاہ عادیہ شگل تالاب پٹنہ سنی و نواسہ مولانا شاہ امین احمد صاحب فردوسی سجادہ نشین بہار شریف کا ۱۳۸۲ھ تا ۱۹۶۲ھ میں ارتداد۔ عہد امام احمد رضا نے اپنا فتویٰ السوء والعتاب علی المسیح الکذاب" مدت میں قاضی صاحب کا ذکر نہیں انقاب کے ساتھ کیا ہے۔

عہد علمائے کرام نے دورے کے رویوں کوئی بات استناد رکھی تھی و تحریر کی رو میں بھی کنا معتد لیا قریب دو سو کے کتابیں اور رسالے تصنیف فرما کر مفت تقسیم کئے۔ ایک ہزار کے قریب اشتہاروں کی اشاعت کی۔ جنسوں کی روادیں طبع کر کے شہر و شہر پہنچائیں۔ معارف کا اندازہ ایک لاکھ روپے سے اوپر کا ہے۔ پچاس ہزار روپے سے اوپر تو شخص واحد حضرت مولانا قاضی عبدالوہید علیہ الرحمہ رئیس پٹنہ نے خاص اپنی ذات سے خرچ کئے۔

(محمد علیہ الدین بسین بیعتی، اعلام ضروری ص ۵)

مولانا مولوی محمد حامد رضا خاں سلاطین المولیٰ المان نے آکر کان میں کچھ کہا کہ کچھ مدوی حضرات آگئے ہیں" ص ۱۳۱  
"پھر امام احمد رضا نے مدویوں کے غیر اسلامی افکار کا شدید

رد فرمایا اور یہ بیان رات بارہ بجے تک جاری رہا" ص ۱۳۸  
اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حجتہ الاسلام کو امام احمد رضا کی بارگاہ میں نہ صرف دینی امور میں خدمت کی سعادت حاصل تھی، بلکہ مزاج میں بھی خامد مغل تھا۔

## حامد رضا نائب امام احمد رضا

جدوہ کے اس تاریخ ساز جلسہ میں جہاں امام احمد رضا کی تجدیدی خدمات کا بڑا اعتراف کیا گیا، آپ کو برسرِ اجلاس مجدد ملت حاضرہ کے لقب سے خطاب کیا گیا، وہاں حجتہ الاسلام کو اپنے عظیم والد کی خدمت میں استفادہ کا خوب خوب موقع ملا۔ علامہ زمانہ و مشائخ یگانہ سے ملاقاتیں تھیں آپ کے علمی جواہر مزید چمکے فرقہ باطلہ کے خلاف کام کرنے کی نئی نئی راہیں سامنے آئیں۔ اس طرح آپ کے تجربات میں شائد اضافہ ہوا اور نائب امام احمد رضا کی حیثیت سے آپ کی ہر جگہ پذیرائی ہوئی ہے۔

حامد رضا عالم علم ہدیٰ پو نو گل گلزار جناب رضا

حسن بہار شہر نغزال دہاد پو چول آب و جہان ناصر منصور باد ملہ

اس جلسہ میں امام احمد رضا کی شہرت کا آفتاب نصف النہار پر تھا، آپ کی ذات

شہ دربار حق و ہدایت تصدیقہ آل الابراہیم امام الاشرار رجب المرجب ۱۳۱۸ھ تا ۱۹۰۰ء مطبوعہ مطبع خفیفہ پٹنہ  
لے حسن رضا خاں حسن بریلوی، مصما حسن من ہم



مرجع العلماء تھی۔ ہندوستان کے گوشے گوشے سے آپ کو مدعو کیا جا رہا تھا کہ ایک خط مولانا عبدالرحمن صاحب مجبئی کا آپ کے نام آیا جس میں نہایت خلوص و محبت کے ساتھ امام احمد رضا کو اپنے وطن پر کھیرا ضلع مظفر پور آنے کی دعوت دی۔ آپ کثرت مشاغل اور دینی مصروفیات کی وجہ سے پرکھ رہے تھے۔ مگر اپنے خلف اکبر مولانا محمد عابد رضا صاحب کو اپنی نیابت میں پرکھ رہا روانہ فرما دیا۔ اور اپنے گرامی نامہ میں تحریر کیا کہ ”اگرچہ میں اپنی دینی مصروفیات کی بنا پر حاضری سے معذور ہوں مگر عابد رضا کو بھیج رہا ہوں، یہ میرے قائم مقام ہیں، ان کو عابد رضا نہیں احمد رضا ہی سمجھا جائے۔“

گرامی نامہ کے ساتھ اپنا ایک قیمتی جیبہ بھی حضرت مجبئی کا نذر بھیجا۔ یہ جیبہ آج بھی صاحب سجادہ مولانا حافظ محمد حمید الرحمن کے پاس موجود ہے۔ عرس کے موقع پر اس جیبہ کی زیارت ہوتی ہے۔

یہ امام احمد رضا کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا کہ صوبہ بہار کے اضلاع خصوصاً سیٹاٹری، مظفر پور، دربھنگہ، پورنیہ، پٹنہ سٹی اور غوٹا پور صوبہ رضوی فیضان کامرکز اور حضرت حجۃ الاسلام کے روحانی تصرفات کی آماجگاہ بن گیا۔

حضرت حجۃ الاسلام کے خلفاء مولانا ولی الرحمن پرکھریوی (م ۱۳۷۰ھ) مولانا احسان علی صاحب محدث بریلی فیض پوری (م ۱۳۲۰ھ) مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی (م ۱۹۱۳ھ) مولانا ابوسہیل انیس عالم صاحب امین شریعت فاضل بہار و دہلی تاقی فیضی فضل کریم صاحب تاقی شریعت بہار و دہلی تاقی احمد صاحب ماہر رضوی وغیرہم بہار کے انہیں اضلاع سے تعلق رکھتے ہیں اور ہنوز ان کے صاحبزادگان و زنانہ اور متعلقین اپنے اپنے علاقائی عاریٹ خانقاہوں میں خدمت دین اور لوگوں کی تسلیم و تربیت میں مصروف ہیں۔

لے راقم الحروف سے بھی مولانا عبد اللہ صاحب کی گفتگو جو ہالینڈ ۱۹۸۶ء میں بروقت ملاقات

## حج زیارت

حب رسول کی دنیا کے جمیل امام احمد رضا کی اپنی دنیا تھی۔ اور اسی دنیا کا ایک فر وجیل حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد عابد رضا خاں کی ذات تھی۔ آپ کی نشو و نما ایسے ماحول میں ہوئی جہاں قدم قدم پر نعرہ سروی سنائی دیتا ہے۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں کجاں تمہارے لئے  
ہم آئے یہاں تمہارے لئے انہیں بھی اُن تمہارے لئے

اور فدائیت کا یہ ساز و سامان نظر آتا ہے۔

کردن تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا  
دو جہاں سے سہی نہیں جی بھر کر دل کیا کر ڈول جہاں نہیں

یہی جذبہ محبت اور جوش فدائیت جب محمد عابد رضا کی صورت میں پروان چڑھا تو فراقی یار میں پکار اٹھا۔

اب تو دینے لے بلاگت بد بزرے دکھا  
حامد و مصطفیٰ رضا ہند میں ہیں غلام دو

اور جذبہ صادق نے حضور روضہ حاضری کا اپنی نیاز مند اداؤں کے ساتھ ارادہ واثق کر لیا۔ حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سچ و سچ پہنچ گیا۔

خمید سز بند آگہ، لب پر مرے درود و سلام ہوگا

یہاں تک کہ حضرت حجۃ الاسلام اپنی عمر کے ۳۱ ویں سال ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء اپنی والدہ محترمہ اور عم محترم مولانا محمد رضا خاں صاحب کی معیت میں حج زیارت کیلئے روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں پانچویں بریلی سے جہانسی تک امام احمد رضا ساتھ رہے۔ اس تاریخی واقعہ پر مولانا ظفر الدین فاضل بہاری اپنا مشاہدہ تحریر فرماتے ہیں



”میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب برادر اصغر اور حضرت حجت الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب خلع اکبر اور حضور کی اہلیہ محترمہ ۱۳۲۲ھ میں حج و زیارت کے لئے روانہ ہوئیں تو حضور جہانسی تک پہنچانے کے لئے تشریف لے گئے۔“ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۱۴)

امام احمد رضا جہانسی تک زوار مدینہ کو پہنچا کر بریلی واپس تو ہوئے مگر اضطراب کا یہ عالم تھا، خود ہی ارشاد فرمایا ہے  
وائے محرومی قسمت کہ پھر اب کے برس  
رہ گیا مہرہ زوار مدینہ ہو کر  
پورا ہفتہ اسی اضطراب میں گزرا ہے

جان و دل ہوش و خرد سب تو دینے پہنچے  
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا  
امام احمد رضا نے اس سفر جلیل کا ذکر جلیل اس طرح فرمایا۔

”یہاں سے نئے میاں (برادر اصغر) اور حامد رضا خاں (خلف اکبر) مع متعلقین بارادہ حج روانہ ہوئے۔ لکھنؤ تک ان لوگوں کو پہنچا کر واپس آگیا۔ لیکن طبیعت میں ایک قسم کا انتشار رہا۔ ایک ہفتہ یہاں رہا طبیعت سخت پریشان رہی۔“

(المفرد ص ۳)

اور یہی اضطراب سبب قرار بن گیا۔ تا آنکہ آپ نے حج و زیارت کا ارادہ فرمایا۔ بریلی سے بمبئی تک ریزرولیشن بھی ہو گیا۔ اور بمبئی سے بندہ تک تمام مراحل خیر و خوبی آسان ہو گئے۔

## امام احمد رضا کی معیت و خدمت میں حامد رضا

یوں تو بمبئی سے مکہ معظمہ تک حضرت حجت الاسلام کے شب و روزہ امام احمد رضا کی معیت و خدمت ہی میں گزرے۔ چنانچہ حرم مکہ کے پہلے روز کی جانہری کا ذکر اس طرح فرمایا۔

”پہلے روز جو حاضر ہوا تو حامد رضا ساتھ تھے۔ محاذ مصرم

ایک وجہ یہ و جمیل عالم نبیل مولانا سید اسماعیل تھے۔ یہ پہلا دن ان

کی زیارت کا تھا۔ حضرت مولانا موصوف سے کچھ کتابیں

مطالعہ کے لئے نکلوائیں۔ حاضرین میں سے کسی نے اس مسئلہ

کا ذکر کیا کہ ”قبل احوال رقی کیسی؟“ مولانا نے فرمایا یہاں کے

علماء نے جواز کا حکم دیا ہے۔ حامد رضا خاں سے اس بارے میں

گفتگو ہو رہی تھی۔ مجھ سے استفسار ہوا۔ میں نے کہا خلاف مذہب

ہے۔ مولانا سید صاحب نے ایک متداول کتاب کا نام لیا کہ

اس میں جواز کو علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ ممکن ہے کہ

روایت جواز ہو مگر علیہ الفتویٰ ہرگز نہ ہو گا۔ وہ کتاب لے آئے اور مسئلہ

نکلا اور اسی صورت سے نکلا جو فقیر نے گزارش کی تھی علیہ الفتویٰ کا

لفظ نہ تھا۔ حضرت مولانا نے کان میں جھک کر مجھے پوچھا کہ یہ کون ہے

اور حامد رضا کو بھی نہ جانتے تھے مگر اس وقت گفتگو انہیں سے ہو رہی

تھی۔ لہذا ان سے پوچھا۔ انہوں نے میرا نام لیا۔ نام سننے ہی

حضرت مولانا وہاں سے اٹھ کر بے تابانہ دوڑتے ہوئے آکر فقیر سے

پہنچ گئے (المفرد ص ۱۰، ۱۱ جلد دوم)

امام احمد رضا کے حضور وہ بھی ایک کئی عالم نبیل محاذ مصرم مولانا سید



محمد اسماعیل سے رقی قبل زوال کے عدم جواز پر حضرت حجتہ الاسلام نے فیصیح عرب میں گفتگو کا حق کا ادا کر دیا اور "الولد مترلاہیہ" کا وہ شاندار مظاہرہ پہلی بار محرم کے میں کیا کہ معاصر علماء کا یہ قول قول فیصل قرار پایا۔

"اعلیٰ حضرت (امام احمد رضا) کے بعد اگر واقعی کوئی عالم اور

ادیب تھے تو وہ حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں تھے۔"

(مولانا جنین رضا خاں علیہ الرحمۃ حضرت کا ارشاد)

## قضا و قدر کا فیصلہ

قضا و قدر کا یہ فیصلہ بڑا بر محل اور اتفاق حق و الباطل باطل کے لئے رہتی دنیا تک بڑا روشن فیصلہ تھا کہ حضرت حجتہ الاسلام کے حج و زیارت کا سفر بظاہر امام احمد رضا کے اس سفر مبارک کا سبب سراپا بن گیا۔ ہر صغیر کی دم توڑتی ہوئی وہ بیت نے مملکت حجاز کی سرکاری چٹاؤں میں سنبھالنے کا سانس لینا چاہا۔ مگر

ظ "عدو شرے براگیز و کفر سے ماوریں آید"

کی حکمت الہیہ امام احمد رضا پر سایہ نکلن ہو گئی اور قدم قدم پر حضرت حجتہ الاسلام کو دین شہین کی فتوحات میسر آئیں۔ سمیع و بصیر کے حوالے سے امام احمد رضا کا یہ بیان بڑا حقیقت افروز ہے۔

"حکمت الہیہ یہاں آکر کھلی مسننے میں آیا کہ وہاں یہ پہلے سے

آئے ہوئے ہیں جن میں غلیل احمد بیٹھی اور بعض ذہن دار یارست

و دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ حضرت شریف تک رسائی پیدا کی ہے او

مسئلہ علم غیب چھڑا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال علم علماء کہ

حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی مکہ و مفتی حنفیہ کی خدمت

میں پیش ہوا ہے۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا۔ میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب کی تقریر شروع کی اور دو گھنٹہ تک اُسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین پر شبہات کیا کرتے ہیں اُن کا رد کیا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکوت کے ساتھ ہم تن گوش ہو کر میرا منہ دیکھتے رہے۔ جب میں نے تقریر ختم کی چپکے سے اُٹھتے ہوئے قریب الماری رکھی تھی وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس میں مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کے رسالہ "اعلام الاذکیاء" کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوا الاول والاخرہ انظار و الباطن و مہر بکل شئی علم کھا۔ چند سوال تھے اور جواب کی تمام سطروں کا تمام لائے۔ مجھے دکھایا اور فرمایا "تیرا آنا اللہ کی حکمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتوئیٰ یہاں سے جا چلتا۔" میں حمد الہی بجالایا اور فروز گاہ پر واپس آیا۔ مولانا سے مقدم قیام کا کوئی تذکرہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں اور حج کا ہنگامہ اور جائے قیام نہ معلوم۔ آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانے میں آیا کرتا ہوگا۔ ۲۵ روز کی کچھ ۶۳۲۳ کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر میں کتب خانے کی سیڑھی پر چڑھ رہا ہوں۔ پیچھے سے ایک آہٹ معلوم ہوئی دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں۔ بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانے میں جا کر بیٹھے۔ وہاں حضرت مولانا سید اسماعیل اور اُن کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور اُن کے والد ماجد مولانا سید غلیل اور بعض حضرات جن کے اس وقت نام یاد نہیں، تشریف



فرمایا ہیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے (یہ وہی سوال جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریر فقیر کے بعد چاک فرما دیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال دہا بیہ نے حضرت سیدنا کے درپے سے پیش کئے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ میں نے سید مصطفیٰ سے گزارش کی کہ قلم روا ت دیجئے۔ حضرت مولانا شیخ محمال مولانا سید اسماعیل مولانا سید خلیل سب اکابر نے کہ تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب کہ خبیثوں کے دانت کٹے ہوں۔ میں نے عرض کی کہ اس کیلئے قدرے مہلت چاہیے۔ دو گھنٹہ کی دن باقی ہے ہمیں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے۔ ان دو روز میں ہر کہ پنجشنبہ کو مجھے مل جائے کہ میں شریف کے سامنے پیش کر دوں میں نے اپنے رب عزوجل کی عنایت اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بصبر و سکون کے وعدہ کر لیا اور شان الہی کہ دوسرے ہی دن ہمارے پھر عود کیا۔ اسی حالت میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خان تبلیض کرتے۔ چہار شنبہ کے دن کا بڑا حشر یوں بالکل خالی گیا اور ہمارے ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں دو بقیہ شام و بقیہ صبح الہی و عنایت رسالت پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ کتاب کی تکمیل و تبلیض سب پوری کرادی "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔

(الملفوظ ص ۱۱۲، ۱۱۳، ج ۲)

## سرعت تحریر

آپ ہجرت نہ کیجئے کہ علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شاہکار مقبول تاریخی کتاب "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" صرف سارے آٹھ گھنٹے میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں امام احمد رضا کا تصنیفی قلم و لکھل و آثار کے جواہرات بکھر رہا تھا اور شاہ حامد رضا کا قلم حق رقم سرعت تحریر کے ساتھ تبلیض کے انمول موتی پر در رہا تھا۔

تصنیف و تبلیض کے یہ دونوں واقعات وہ بھی اس تیزی کے ساتھ کہ صرف سارے آٹھ گھنٹے میں یہ سب کچھ ہو جائے۔ اسے مصنف کی کرامت اور تبلیض و تحریر کے کمال کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

اس کتاب سے متعلق صرف یہ ہی نہیں کہ حجتہ الاسلام نے اسکی تبلیض کی بلکہ امام احمد رضا کے ارشادات کے مطابق کہ "کاپیاں ہو چکیں، تمہید کے لئے جگہ باقی ہے کاپی نویس کو مضمون جلد دینا ہے اس کی تمہید فوراً لکھ دی جائے کہ جگہ خالی نہ رہے"۔ آپ نے اسی وقت اسکی تمہید لکھ کر حاضر کر دی۔ امام احمد رضا نے اسے پسند فرمایا اور رسالہ مبارک "الدولۃ المکیہ" میں اندراج کا اذن فرمایا۔

الدولۃ المکیہ کی تمہید کیا ہے پوری کتاب کا نہایت مختصر و اختصار اور چند سطروں میں فصوص و آثار کا خلاصہ ہے۔ تمہید کے ساتھ ہی حضرت کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیئے۔

لع عنایت محمد نواز غوری، سندھ سند پناہی ص ۲



بسم الله الرحمن الرحيم  
نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد لله العلام الغیوب و غفار الذنوب و ستار العیوب  
المظهر من ارتضی من رسول علی الشرح المحبوب و افضل  
الصلاة و اکمل السلام علی ارضی من ارتضی و احب  
محبوب سید المصلحین علی الغیوب و الذی علمه  
ربه تعلیمها و کان فضل الله علیه عظیماً و فهو علی  
کل غائب امین و عا هو علی الغیب بضنین و لا هو  
بنعمة ربهم همجنون مستور عنه ما کان او یكون فهو  
شاهد الملك و الملكوت و مشاهد الجبار و الجبروت و ما زاغ  
البصر و ما طغی افطر و نه علی ما یرى نزل علیه القرآن  
تبیاناً لکل شیء فاحاط لعلومه الاولین و الاخرین بعلمه  
لا تنحصر بحد و ینحصر دونها العد و لا یعلمها احد  
من العالمین فعلوم ادم و علوم العالم و علوم النوح و علوم  
القلم کلها قطرة من بحار علوم حبیبنا صلی الله  
تعالی علیه و سلم لان علوم و ما یدرک ما علومه علیه  
صلوات الله و تسلیمه هی اعظم راحة و اکبر غفوة  
من ذلک البحر الغیر المنتاهی اعنی العلم الاکثر الی  
الا الهی فهو یستمد من ربه و الخلق یستمدون منه فما  
عندهم من العلوم انما هی له و به و منه و عنه و

و کلهم من رسول الله ملت مس  
عرقا من البحر و رشفا من الدیم

و واقفون لديه عند حدهم  
من نقطة العلم و من شکلة الحكم  
صلی الله تعالی علیه و سلم و علی الاله و صحبه و بارک و کم امین

ترجمہ

بسم الله الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ سب خوبیاں اللہ کو جو بیحد غیوب  
کا کمال جاننے والا ہے، گناہوں کا بڑا بخشش والا عیبوں کا بہت چھپانے والا و پوشیدہ  
راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا اور سب سے افضل درود اور سب سے  
کامل تر سلام اُن پر جو ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیائے سے بڑھ  
کر پیائے ہیں۔ غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو اُن کے رب نے  
خوب سکھایا۔ اور اللہ کا اُن پر فضل بہت بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب  
کے بتانے میں نجیل نہیں۔ اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی میں  
ہیں کہ جو ہو کر دیا آنے والا ہو، اُن سے چھپا ہو تو وہ ملک اور ملکوت کے مشاہدہ  
فرمانے والے ہیں اور اللہ عز و جل کی ذات و صفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ  
نہ آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں۔ اس میں اُن  
سے جھگڑتے ہو، اللہ نے اُن پر قرآن آما ہر چیز کا روشن بیان کر دیئے کو تو  
حضور نے تمام اگلے پچھلے علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکھیں  
اور گنتی اُن تک پہنچنے سے تنہا رہے اور تمام جہان میں اُن کو کوئی نہیں جانتا  
تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور تمام عالم کے علم اور لوح و قلم کے علم یہ سب  
مل کر ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندر وں سے ایک

سے منہر کا ترجمہ مسلط کرنے والا اس لئے کیا گیا کہ ظہور یا انہار کے صلہ میں علی آئے تھے کہ  
معنی چیرہ مشن یا چیرہ گردانیدن ہو جاتے ہیں۔ یعنی مسلط کر دینا یا قبضہ میں رہے دینا  
کما یقال لہم علی ای غلب علیہ کذا فی الفرج - ۱۲ حامد رضا غفرلہ



ایک بوند ہیں۔ اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم راہِ توحید لے کر جاننا کہ حضور کے علم کیا ہیں (اُن پر اللہ تعالیٰ کے درود و سلام) سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر چلو ہیں۔ اُن غیر قننا ہی سمندر یعنی علم قدیم الہی سے تو حضور اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہان حضور سے مدد لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے آئے اور حضور سے اخذ کئے گئے ہیں۔

رسول اللہ تجھ سے لگتا ہے ہر بڑا چھوٹا  
تیرے دریا سے چلو یا تیرے باران سے اکھینٹا

ترے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر ترے علموں  
کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرا کوئی اعراب پر ٹھہر سکا  
اللہ تعالیٰ اُن پر درود و سلام بھیجے اور اُن کے آل و اصحاب پر برکتیں و درغرائز  
نازل فرمائے! یہی ایسا ہی کر

سمندر جہاں اسطور میں آپ نے حضرت حجۃ الاسلام کی کئی تمہیدیں پڑھیں اور  
اُن کے تراجم بھی ملاحظہ فرمائے۔ اب میں حضرت ہی کی ایک نہایت  
مشہور اور عربی فصاحت و بلاغت کے مکمل تمہید جو رسالہ "الاجازات المثنیۃ للعلماء بکتاب المدینۃ" (۱۴۴۱ھ)  
پر لکھی گئی ہے۔ مولانا حافظ محمد احسان الحق ت اور ریاضی نذیر مدظلہم کے  
اردو ترجمہ کے ساتھ پیش قارئین کر رہا ہوں۔

یہ تمہید امام احمد رضا کی سوانحی معلومات پر بڑی مستند دستاویز اور عربی اور  
کا بڑا نامور نمونہ ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

تمہید پر رسالہ

الاجازات المثنیۃ للعلماء بکتاب المدینۃ

لنجل المصنف العلامة الفاضل الحلی الشان مولانا محمد القادری المعروف  
بالمولوی الحاج حامد رضا خان سلمۃ المنان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى لا سيما هذا  
الحبيب المرتجى والشفيع المصطفى وآله وصحبه وأولي الصديق والوفاء  
والنور والصفا وعليهم ما من وعد فوقى وأوعد فعفاً أبابعد فإن  
المولى سبحانه وتعالى يختص برحمته من يشاء ويمن عليه بحبيل  
الإله ويختار له من النعم العظام ما يختار فيه العقول والأفهام



بل لا يقدر قدرة الا وهام وذلك بمن يعنى جمال كمال نعم افعال جيبه  
الكريم الغنى المغنى الجواد المعطى الى القاسم قاسم انعام النعيم  
عليه وعلى اله وصحبه افضل صلاة واكمل تسليم فانه هو الوسيلة  
العظمى والخليفة الاعلى واعطى المفااتيح دنياء واخرى جعل المولى  
خزائن رحمته طوع يدبه فلا ينقل خيرا الا منه ولا يسند عطاء الا  
اليه ورحم الله القائل واجزل له الاجر الكمال

الا باقى من كان مسلما وسيدا

والدم بين السماء والطين واقف

اذا رام امرا لا يكون خلافا

وليس لذك الامر فى الكون ملام

ورضى الله عنه سيد العارف بالله الامام ابى الحسن محمد البكرى  
الصدىقى حيث يقول

ما ارسل الرحمن اذ يرسل

من رحمة تصعد او تنزل

فى ملكوت الله او ملكه

من كل ما يختص او يشمل

الاوطى المصطفى عبده

نبيه مختاره المرسل

واسطه فيها وامل كما

يعلم هذا كل من يعقل

لا سيما نعم الدين من اول يوم الى الدين فالأمر فيها واضح  
مبين وذلك قول رب العالمين واخرين منهم لتأيل حقوا بهم

وهو العزى الحكيم ○ ذاك فضل الله يؤتیه من يشاء والله ذو  
الفضل العظيم ○ والحمد لله رب العالمين ○ وان من اجل  
اولئك الآخرين الاولين سبقا فى الآخرين والاسبغين فضلا فى  
اللاحقين الذى نعم عليه نبيه الاول والاخر الباطن الظاهر  
انفا تحر الخاتم اذل الكائنين وخاتم النبيين صلوات الله وسلامه  
عليه وعلى اله وصحبه اجمعين

بمنح لا يقدر قدرها ولا يوزن غمرها ولا يحصى والله  
العظيم عددها ولا ينفذ ان شاء الكريم امدها ولا يقطع بعون  
المصطفى مدها فان الكريم اذا بدا اعادة اعود ادام ولا يقطع عوائد  
مواعد الفضل والارحام ومن مثل هذا الحبيب امر تيجى العميم  
الجود العظيم الرجاء صلى الله تعالى عليه وعلى اله دامت ابدان فى  
الفضل والكرم والجود والسدى

حاشا ان يحرم الرابى مكارمه

او يرجع الجار منه غير محترم

صلى الله تعالى عليه وعلى اله رسائرا المتعلقين باذيا له قدر جوده  
ونواله ونعمه وافضاله وجاهه وجلاله وحسنه وجماله وفضله  
وكماله سيدنا الوالد المجدد المأجد امام اهل السنة السنية و  
الجماعت السنية مجد المائة الحاضرة مريد الملة  
الطاهرة سنام نور الايمان حضرة المولى الحاج الشيخ  
احمد رضا خان فاض الله علينا

من شأبيب فيضه الممدار ما ترنم الهزار فوق الزهار  
فانه اتم الله نوره وادام جوده لقام عليه الحبيب القريب المعجيب



المجيب صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى آله وصحبه  
وشرفه وكرم بالحج مرة أخرى أحسن من الأولى  
امطر عليه امطار الكرم وادم عليه ديم النعم  
فقربه تقرباً وجعله الى الكرام

حبيباً واحداً من القلوب المحل الجليل

فاجله الاجله باجل تبجيل وحق الحق لم يطلب والدي  
شهرة في الخلق ولم يبع طريقاً الى تلك المسالك ولم يلق بالالى تسبب  
في ذلك ولكن اراد المصطفى ومراد المصطفى لا يرى تخلفاً فان مراده مراد الله  
وترى ربه يسارع في هواه فمع حب والدي العزلة والخلوة وضع  
الله له في ارضه القبول فكاندا نودي في مكة يا اهل الصفا اهرعو  
فقد جاء عبد المصطفى فراينا العلماء اليه مهرعين واكابر  
العظماء الى اعظامه مسرعين فمنهم من يقتبس من النوار علمهم  
وضياءه ومن يلتبس البركة في لقاء محياهم وهذا اجاء نسأل واستغنى  
وهذا اجليل يعرف عليه ما كان افنى حتى ان جلة الجليلة الممتانة  
طلبوا منه بركة الاجازة ودخل كبار في بيعة الطريقة وقام مخدم  
الكرام بخدمة الانيقة حتى ان شيخنا جليلاً اماماً مطاعاً بها با كبير  
الشان عظيم المكان من اجلة علماء البلد الحرام المشار اليه بالاصابع  
بين الكرام سمعناه يقول له في محاورته لما هو الى لمس وكتبته بل  
انا قبل ارجلكم ونعا لكم كثر الله في الزامة امتاكم فواينما بحمد الله راي  
العين ما اخبر عن نبيه رب المشوقين اذ يقول واخبرين منهن ما يلحقوا  
بهم وهو العزيز الحكيم

ذالك فضل الله يوتي من يشاء والله ذو الفضل العظيم وان اول من

اتاه للاستجازة طالباً منه نعمة الاجازة محدث المغرب جليل المنصب  
السيد الفاضل العالم الكامل مولانا السيد عبد الحمى ابن السيد الكبير  
الشريف عبد الكبير الكتاني الفاضل ذو فضل مبين له ستون مصنفات في علم  
الحديث وغيرها من علوم الدين كان اتى مكة حاجاً فارسل الى سيدنا والى  
اللاتقى من دون سبعة تعانت اصلاً فضلاً عن لقاء اشريع بقين من  
ذى الحجة سنة الف ثلثمائة وثلاث وعشرين الى اريد الا تيان اليكم  
لاقتبس من نوركم المبين وقد كان ابى مشغلاً في هذا النهار رداً على  
الوهابية بكتابة كتاب الدولة المكية بالمادة الغيبية وكان واعد العلماء  
الكرام ان يتعمد تصليفاً وتبييضاً في ثلاثة ايام فخاف ان يتأخر  
فتفصل واعتذر ورد اليه الجواب ان سيتم عند الكتاب ان شاء الملك  
الوهاب فانا بنفسى الى اليكم بعد عند فارسل السيد المغربي حفظه  
الاحد الى غدا اذا هب الى المدينة المنيرة وقد اكرتينا الابل وتعين  
المرواح بعد الظهيرة فاذن ابى وتوكل في اشعام شان على الفتح فخرج  
السيد واتاه من الغد بعد الاصباح فاستجاز في الحديث اولاً وسمع  
ما جاء بالاوليه مسلسلاً ثم طلب اجازة سلاسل الاولياء الكبار فكتب ابى كل ما اقترح  
وطال المجلس الى نصف النهار ثم توجه السيد من فوراً بعد الصلاة الاولى الى مدينة  
المصطفى وكان معه شاب صالح من طلبته العالم الكريم يدعى حسين جمال بن عبد  
الرحيم فتخلف ساعة عن السيد واتى مستعجلاً الى حضرة الوالد وقد ان  
رحيله الى اطيب مكان باجازة والدي اجازة باللسان واذن له ان يكتب  
النسخة باسمه من عند السيد على نحوه ورسمه فكانت هذا النسخة  
اولى ومع تلك الطفرة وعود الحمى اتع الله الكتاب قبل الميعاد وارسل  
مريضاً الى العلماء الاجداد ثم من غدا عني الليلتين من ذى الحجة الحرام



أما زائر أهل العلماء إلا ما مثل الكرام حفوة مولانا الشيخ صالح كمال  
مع بعض خيرين أهل العلم والفضل من بيت وحلان بيت الفضل  
والكمال فاستجازوا فاجاز لهم باللسان ولم ينزل متوقفا في كتابة  
الإجازة لذلك العلامة الجليل الشان اجلا لا يشانه وتغظيما  
لمكان والشيخ عليه يلقى يطلب ويتقاضى حتى انشأه نسخة أخرى  
حافلة كبرى وسماها الإجازة الرضوية لمبجل مكة البهية جمع  
فاوعى وذكر الشيخ باحسن الذكرى فكانت نسخة ثانية اسماء  
غانية شجران مولى سبحانه وتعالى قد كان التقى بين حفوة  
الوالد والسيد لما جد العلاقة النبيل العفامة الجميل مولانا  
السيد اسمعيل خليل حافظ كتب الحرم الجليل بأول التقيا وراى  
الحياض في الله فوق العادة لان الشرفاح جنود مجندة وكان السيد  
سأله الإجازة فبهذه النسخة الجامعة اجازة مع اخيه السيد  
مصطفى اخليل ادمهم الله بالعز والتبجيل وكتب لهما عند ذكر  
الاسماء ما يليق بهما من ثناء وسناء

ثم كتب نسخة ثالثة للعالم العامل الحادى الشيخ اجدر الحضرة  
ثم متابع الناس فكتب نسخة رابعة مختصرة جامعة وجيزة  
نافعة واستنسخ منها عدة نقول بترك البياض مكان اسم  
المجاز فكلمنا الى عالم يستجيز كتب اسمه واعطاه نسخة

فاجوز واجاز لكن عدة كرماء طلبوا مع ذلك النسخة الكبرى و  
كانوا بذلك احق واخرى فمنهم من احواله على حفوة الشيخ صالح  
كمال كي يستنسخوها من عنده لتخفف الاثقال ومنهم من وعدة الرسائل  
اليه من عنده بعد الوصول الى وطنه وبلده فهاتان النسختان اعني

الثانية الكبرى والرابعة الجامعة الصغرى كان كل منها على عدة  
اعلام لعلماء واعلام فذل كرفى محل الاسم ما خلت العبارات  
ومع كل ما ذكر فى اخيره من تاريخ الاثبات قد كتب نسخة خامسة  
للشيخ عبد القادر الكردى تلميذ الشيخ العلامة صالح كمال وولد  
السعيد عبد الله فريد لما كتب اليه يطلب منه الإجازة له والشيخ  
العلامة ذى الافعال ثم كتب نسخة سادسة للسيد محمد عمر  
المطوف ابن السيد الجليل ابى بكر الرشيد المرحوم بكرم المتعال ثم  
سار الى حفوة المدينة المنورة فتلقاه علمائها الكرام كعلماء  
مكة بالاكرام والاجلال حتى قال له الشيخ صالح السعيد المولى  
محمد كريم الله النجاشى مجاور الحرم المدنى تلميذ حفوة الشيخ  
العلامة الاجل مولانا الشيخ محمد عبد الحى الاله ابادى مجاور  
الحرم المكي الشافى الى مقيم بالمدينة الامينية منذ سنين وياتيها  
من الهند اللون من العلمين فيهم علماء وصلحاء رأتهم  
يدرون فى سلك البذل لا يلتفت من اهله احد وارى العلماء والكبار  
العظماء اليك مهرعين وبالاجلال مسرعين ذلك فضل الله يؤتيه  
من يشاء والله ذو الفضل العظيم وقد طلب هنالك عدة من العلماء  
الإجازة فاجاز باللسان اكثر من اجازة لان عبد المصطفى حفوة  
المصطفى عليه افضل صلواته الله فى شغل مشاغل عمن سواه  
ولبعدهم وعد ان يرسل من البلد كالفاضل الكامل مولانا الشيخ  
عمر بن حمدان المحمدي المدرس بالحرم النبوى السرى والسيد الشريف  
اللطيف النظيف مولانا السيد مامون البرى السيد الجليل السعيد  
الحمد مولانا الشيخ محمد سعيد شيخ الدلائل والشرف والفضائل



فكتب إلى نسخة سابعة عين وقت انحريل من البلد الجليل وبعد  
ان يرسل من الوطن التفصيل ولما رجع الى الوطن واشتغل بتصفيد  
كتب ودفع فتن وقت التاخيل فانت الكتب من الحرميين  
بالذكير ولندكره مخلص تلك الصحائف مع كتاب اخر من سيد جليل  
مشحون بالمطائف ليحلموا لانام وصلا بحمد الله الواد وحسن الانتها  
بكين سيد الوالد وذالك الشيد

## رسالة الاجازات المتينة لعلماء ركة والمدنية کی تمہید

جسے مصنف رسالہ (علیہ رحمہ) کے فرزند تاج الاسلام علامہ الحاج  
الفاضل صاحب الشان المولوی محمد حامد رضا خاں قادری نے لکھا۔  
(سلامتی والارب انھیں سلامتی کے گھر جنت) میں داخل فرمائے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سب تعریفیں اللہ کو ہیں اور وہ کافی ہے۔ سلام اللہ کے ان بندوں  
پر جنہیں اس نے چنا۔ خاص کر اس محبوب پر جو امید گاہ شفاعت کنندہ اور انتخاب  
فرمودہ ہیں۔ نیز آپ کی آل و اصحاب پر جو صدق و وفا اور نور و صفا والے ہیں۔  
اور ان کے ساتھ ہم پر بھی (سلامتی اتار) اے وہ ذات جس نے وعدہ کیا تو پورا  
کیا اور ہم کی دی تو معاف فرمایا۔ حمد و صلوة کے بعد حقیقت یہ ہے کہ مولا سبحانہ  
و تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص فرماتا ہے اور اپنی طویل نشان

نوازشوں کے ساتھ اس پر احسان کرتا ہے اور اس کے لئے ایسی بڑی نعمتیں  
پسند فرماتا ہے جن سے عقلوں اور فہموں کو حیرت ہوتی ہے بلکہ ان کی قدر و منزلت کا  
اندازہ وہم و گمان بھی نہیں کر سکتے۔ اور ان سب الطاف کا اصل سبب حبیب  
کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وہ بابرکت احسان ہے جو آپ کی فضیلت والی نعمتوں  
کے کامل حسن کا کرشمہ ہے۔ وہ حبیب بخشنی ہیں دوسروں کو بخشنے کرتے ہیں، بخشنے  
ہیں دوسروں کو دیتے ہیں، ابوالقاسم ہیں دوسروں میں نعمتوں کی تمام قسمیں بانٹتے  
ہیں (آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر افضل درود اور اکل سلام اترے) کیونکہ  
آپ ہی بندوں کے لئے سب سے بڑے وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے سب سے  
بڑے خلیفہ و نائب ہیں۔ دنیا میں اور آخرت میں سب خزانوں کی کنجیاں آپ ہی کو  
عطا ہوئی ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانے آپ کے دست کرامت  
میں رکھ دیئے ہیں۔ تو کوئی بھلائی کسی کی طرف نہیں جاتی مگر آپ کے پاس سے ہو کر  
اور کوئی عطیہ کسی کو نہیں پہنچتا مگر آپ سے نسبت پا کر۔ ان اشعار کے قائل پر اللہ تعالیٰ  
رحمتیں اتارے اور اجر کامل بخشے۔

ترجمہ اشعار :- ”مسلے ہو باپ قربان ہو ان پر جو اس وقت بھی بادشاہ اور  
سرور تھے جبکہ حضرت آدم پانی اور مٹی میں تھے۔ وہ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے  
ہیں تو اس کا خلاف نہیں ہو سکتا۔ سارے جہان میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو  
آپ کے ارادے کو بدل سکے۔“

عارف ربانی سیدی ابوالحسن محمد البکری الصدیقی الامام سے خدا راضی ہو۔

وہ کیا خوب فرماتے ہیں :-

ترجمہ اشعار :- ”جتنی رحمتیں اللہ رحمان نے بھیجی ہیں یا بھیجے گا وہ جڑھتی ہو یا اترتی  
ملکوت میں ہوں یا ملک میں، خاص ہوں یا عام سب واسطہ اور اصل آنحضرت  
(صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو طے بھی ہیں اور مصطفیٰ بھی، اللہ کے بندے بھی



ہیں اور نبی بھی، مختار بھی ہیں اور مرسل بھی، یہ ایسی حقیقت ہے جسے ہر عقل مند جانتا اور مانتا ہے۔

بالخصوص دین کی نعمتیں! دو روز اول سے روز آخرت تک عقیقہ بھی ہیں، سب حضور (علیہ السلام) کے واسطے سے ہیں۔ اس امر کی دلیل واضح ہے اور رب العالمین کا یہ ارشاد ہے۔

ترجمہ آیتیں مع التفسیر بین الہدیین: ”میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا کرتے ہیں۔“ اور ان میں سے اوروں کو بھی (جو قیامت تک آئیں گے) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے وہ اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورہ الحجہ رکوع ۷) اور سب تعریف اللہ رب العالمین ہی کو ہیں۔

اس آیت میں قیامت تک آنے والے جن اوروں کا ذکر ہوا ہے ان میں فضل و کمال کے اندر سبقت لے جانے والوں میں ایک ایسا عظیم الشان جلیل المرتبت شخص بھی ہے جس کو اس کے مقدس پیغمبر نے بے اندازہ نعمتیں بخشی ہیں وہ پیغمبر جو اول بھی ہیں آخر بھی ہیں، باطن بھی ہیں ظاہر بھی، فاتح بھی ہیں خاتم بھی، کائنات میں (من حیث الخلق) پہلے بھی ہیں اور نہیوں میں (من حیث البعث) پہلے بھی اہلوات اللہ و سلام علیہ و علی آلہ و صحبہ اجمعین) اور ان کی بخشی ہوئی نعمتیں ہندو کی طرح بے اندازہ ہیں جس طرح اس کا پانی تمام نکالا نہیں جاسکتا، یونہی وہ نعمتیں ختم نہیں ہو سکتیں اللہ تعالیٰ کی قسم وہ گنی نہیں جاسکتیں۔ رب کریم نے چاہا تو کسی حد پر نہ لیں گی، مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے ان میں اضافہ نہیں رکھے گا کیوں کہ کریم جب دینے لگتا ہے تو دیتا ہی جاتا ہے اور جب کسی کو اپنے آستانہ کرم سے لینے کا عادی بنا دیتا ہے تو لینے دینے کی یہ رسم برقرار رکھتا ہے۔ اس کو فضل و

انعام کے دسترخوانوں کی مہربانیاں منقطع نہیں ہوا کرتیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حبیب جیسا فضل و کرم میں جو دو سخا میں دوسرا کون ہے؟ آپ امید گاہ ہیں، آپ کی سخاوت عام ہے، آپ کی ذات سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں و صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم (ابداً)

ترجمہ شعر: ”آپ اس عیب سے پاک ہیں کہ امیدوار کرم آپ کی کرم نوازیوں سے محروم کر دیا جائے یا آپ کی پناہ میں آنے والا ناکام واپس جائے۔“

اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے واسطے رحمت سے لپٹنے والوں پر درود و رحمت نازل فرمائے بمقدار آپ کی بخشش اور نوال کے نعمت و افضال کے، مرتبہ او جلال کے، حسن اور جمال کے، فضل اور کمال کے۔

اس جلیل المرتبت شخص سے مراد میرے والد محترم ہیں جو بزرگی والوں کے بزرگ، روشن سنت اور شئی جماعت کے امام، اس چودہویں صدی کے مجدد و پاکیزہ ملت کے مددگار اور نور ایمان کے بلند نشان ہیں۔ یعنی حضرت مولانا الحاج الشیخ احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ ہم پر ان کے ابر فیض باریکی بارشیں نازل فرمائے جب تک کہ کیوں پر بلبلیں چکیں)

ہوایوں کہ حضرت والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے نور فیض کو کامل اور پیشوا کی کرم و انعم فرمائے) پر جب موقع حج ثانی جو پہلے حج سے حسن ثوابت ہوا اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب نے احسان فرمایا اور حبیب جنہیں حق تعالیٰ کا قرب حاصل ہے جن کی سب دعائیں قبول ہوتی ہیں، جو دوسروں کی التجائیں منظور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و شرف و کرم) اور آپ پر باران کرم کو اتارا، نعمتوں کی دہ بارشیں لگاتا رہا نازل فرمائیں کہ مقرب بارگاہ کر دیا اور اہل کرم کا محبوب بنا دیا اور اہل حرم کے دلوں میں باعزت و با عظمت جگہ مرحمت فرمادی کہ وہاں کی بہت بڑی جلیل القدر شخصیتوں نے آپ کی بہت بڑی تعظیم و توقیر کی۔ حق تعالیٰ کی قسم



کہ حضرت والد ماجد کو مطلوب شہرت نہ تھی۔ انھوں نے اس کے حصول کا کوئی طریقہ اختیار نہ کیا، اپنے دل کو اس کے سبب کی جانب مائل نہ ہونے والا لیکن بایں حمد حضرت جناب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے آپ کو مشہور کرنے کا ارادہ فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد مختلف نہیں ہو سکتی کیونکہ حضور کی مراد اللہ کی مراد ہے اور حضور کا چاہا اللہ کا چاہا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ حضور کا رب حضور کی مراد پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) فبنا علیہ والد ماجد نے اگرچہ گوشہ نشینی اور گمنائی کو پسند کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین میں آپ کی مقبولیت رکھ دی گو یا مکہ مکرمہ میں کارکنان قضا و قدر سے نہ اکروا دی گئی کہ اہل صفا جلدی چلو مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام آیا ہوا ہے۔ تو ہم نے وہاں کے علماء کرام کو آپ کی جانب تیز آتے آؤ اکابر عظام کو آپ کی تعظیم توقیر میں جلدی کرتے دیکھا بعض آپ کے علمی انوار حاصل کرنے کیلئے آئے۔ بعض صرف برکت لانا کی غرض سے پہنچے، کسی نے اگر مسئلہ پوچھا اور فتویٰ طلب کیا۔ کسی بزرگ نے اپنا لکھا ہوا فتویٰ دکھایا (اور تصدیق و تقریر چاہی) یہاں تک کہ باعزت لوگوں، ممتاز شخصیتوں نے آپ سے برکت اجازت چاہی اور بڑی شان والے اکابر بحیثیت و طریقت میں داخل ہوئے اور اہل کرم مخدوم عمدہ خدمات بجالانے لگے۔ تا آنکہ ہم نے خود سنا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ بند مرتبہ، پیشوا، فرمانروا، باسعادت، کبیر الشان عظیم المکان، معزز علمائے حرم، اہل کرم میں اتنے معظّم کہ ان کی جانب انگلیوں سے اشارے ہوتے ہیں، سے گفتگو کرتے وقت جبکہ حضرت والد ماجد نے ادبائے ان کے گھٹنے کو چھونا چاہا تو وہ بڑے انا قبّل ارجلکم و نعالکم کثر اللہ فی الامۃ امثالکم میں پاپ کے قدیوں اور بوقوں کو بوسہ دوں۔ اللہ تعالیٰ اس امت میں آپ جیسے علماء کبیرت پیدا کرے۔

تو ہم نے مجدد تعالیٰ اپنی آنکھوں سے (والد صاحب کی وسعت علمی کا)

وہ منظر دیکھا جسکی خبر جب المشرقین نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت قرآن مجید میں دی۔

ترجمہ آیت :- ”میرے رسول اپنی امت کو پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں“۔ اور ان میں سے اور دل کو بھی (جو قیامت تک انہیں گم) پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو انھوں سے نہ ملے (بعد میں پیدا ہوئے) اور وہی عزت و حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (سورۃ الحجور کو غلط) والد صاحب کی خدمت میں نعمت اجازت حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے جو متمیز حاضر ہوئے ان کا نام مولانا السید عبدالحی بن السید اکبر الشریف عبد اکبر الکنانی افغانی ہے، موصوف محدث المغرب جلیل المنصب سرور فاضل عالم کامل، صاحب فضل مبین ہیں، علم حدیث میں اور اس کے علاوہ دیگر علوم دینیہ میں ساٹھ کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ آپ مکہ مکرمہ میں حج بیت اللہ کے لئے آئے ہوئے تھے۔ انھوں نے بغیر کسی سابق تعارف و سابق ملاقات کے والد ماجد کفایت میں ۲۶ رذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کے نور علم سے مقنن ہونے کے لئے آنا چاہتا ہوں۔ اس دن والد محترم ”دایوں“ کے رد میں ”الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ“ (۱۳۲۴ھ) لکھنے میں مصروف تھے۔ اور تین دن میں کتاب کی تصنیف و تدبیر کے مکمل کرنے کا علماء کرام سے وعدہ فرما چکے تھے۔ بوجہ ملاقات کتاب کی تکمیل میں تاخیر کا خوف تھا۔ اس لئے آپ نے سید صاحب (حفظہ اللہ) کی خدمت میں معذرت پیش کی اور جواب ارسال کیا کہ کل تک (انشاء اللہ) کتاب مکمل ہو جائے گی تو میں پر سوں خود حاضر ہو جاؤں گا۔ سید صاحب نے دوبارہ کہا کہ سید صاحب کی کل مدّت منورہ چار ماہوں کرایہ کے اونٹ سے لئے ہیں۔ کل دوپہر بعد روانگی کا پروگرام بن چکا ہے تو حضرت والد ماجد نے کتاب کی تکمیل خدائے فلاح کے سپرد کی اور سید



صاحب موصوف کے تشریف لانے کی اجازت دیدی۔ سنتے ہی سید معظم خوش ہوئے اور صبح کے وقت تشریف لے آئے۔ انہوں نے آتے ہی والد ماجد سے اجازت حدیث حاصل کی اور حدیث مسلسل بالادیت کا سماع کیا۔ پھر اولیاء و کبار کے سلاسل طریقت کی اجازتیں لیں۔ والد ماجد نے تمام اجازتیں ان کی منشاء کے مطابق لکھ کر رحمت فرمائیں۔ یہ مجلس دوپہر تک رہی۔ پھر سید صاحب نماز تہجد کے فوراً بعد مدینہ منورہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب روانہ ہو گئے۔ موصوف کے ساتھ ایک جوان صالح علم دین کا طالب حسین جمال بن عبدالرحیم بھی تھا۔ اس نے سید صاحب سے کچھ پیچھے رہ کر اجازت حدیث طلب کی۔ چونکہ مدینہ طیبہ کی جانب ان حضرات کی روانگی کا وقت قریب تھا۔ اس لئے والد ماجد نے اسے زبانی اجازت دیکر فرمایا کہ سید صاحب کے نسخے کا نقل لے کر اپنا نام لکھ لینا یہ اجازت کا پہلا نسخہ ہے۔ اس تاخیر کے ساتھ ساتھ والد صاحب کو بخار بھی دوبارہ ہو گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وقت سے پہلے کتاب مکمل فرمادی۔ اور والد صاحب نے سورہ صافات منہ را کر (حسب وعدہ) علماء و مجاہد کے پاس بھیج دی۔

پھر اگلے دن یعنی تاریخ ۲۸ رذی الحجہ والد صاحب کی زیارت کے لئے حضرت مولانا شیخ صالح کمال تشریف لائے جو برگزیدہ علماء کرام کے سرکار ہیں ان کے ساتھ فضل و کمال کے گھرانے "دحلان" کے دیگر اہل علم اور اصحاب فضیلت بھی تھے۔ انہوں نے بھی اجازتیں مانگیں۔ اپنے سب کو زبانی اجازتیں بخشیں اور حبیب اللہ القدر علیہ (صالح کمال) کی جلالت شان اور عظمت مکان کے پیش نظر ان کے لئے سند اجازت لکھنے میں کافی توقف فرمایا۔ وہ جب اتنے سند کا مطالبہ فرماتے اور تقاضے پر تقاضا کرتے۔ یہاں تک کہ ان کی خاطر سند کا الگ بڑا نسخہ ارشاد فرمایا۔ جس کا تاریخی نام "الاجازۃ الرضویہ لبجل مکہ البہسیۃ" تجویز کیا۔ اس نسخے کو اجازت کا جامع اور پوری طرح کامل بنایا۔ اس میں

شیخ کا ذکر بڑے حسین الفاظ میں کیا۔ تو نسخہ ثانیہ ایسا حسین ہو گیا کہ ہر زیار بائش سے مستغنی نظر آنے لگا۔ پھر مولے سبحان و تعالیٰ نے والد ماجد کے درمیان اور سید، بزرگ، علامہ، دانشمند، کثیر الفہم، با جمال، مولانا السید اسماعیل حبیل عاقل کتب حرم شریف کے درمیان پہلی ملاقات میں چہرے پر نگاہ پڑتے ہی فوق العادہ محبت فی اللہ پیدا فرمادی۔ کیونکہ (مطابق حدیث شکرۃ ص ۲۵) روحیں متعلق بالاجسام ہونے سے پہلے جمع کئے ہوئے لشکر کی صورت ہو کر قی ہیں (تو جو عالم ارواح میں متعارف ہوں وہ عالم اجسام میں بھی متعارف و ماخوس ہو جاتی ہیں) بعد از ملاقات سید صاحب نے بھی سند مانگی تو والد ماجد نے ان کو بھی ان کے بھائی سید مصطفیٰ حبیل کو بھی وہی نسخہ ثانیہ جامعہ رحمت فرمایا (اللہ تعالیٰ ان سب کو عزت و عظمت بخشے) البتہ ان کے ناموں کے ساتھ ان کی شان کے لائق کلمات درج و ثنا لکھے۔ پھر اپنے تیسرا نسخہ باعمل عالم حاوی فروغ و اہول شیخ احمد خضر اوی کے لئے لکھا۔ انہوں بعد متجزین کا اتنا بندھ گیا سندیں طلب کرنے والے علماء و مشائخ بے درپے آنے لگے تو حضرت والد ماجد نے ان کے لئے سند کا چوتھا نسخہ تالیف فرمایا جو مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ اور تیسرے الفاظ پر مشتمل ہونے کے باوجود نافع بھی اور اپنے عجاز کے نام کی جگہ خالی چھوڑ کر اس نسخے کی متعدد نقلیں کروالیں۔ جب کوئی عالم دین سند لینے آتے تو والد ماجد خالی جبکہ ان کا نام لکھ کر یہ نسخہ ان کے حوالے کر دیتے اس طرح اختصار کے ساتھ اجازت بخشتے۔ لیکن بایں ہمد متعدد اہل کرم نے بڑا نسخہ مانگا اور وہ اس نسخہ کبرئے کے لائق و مقدر تھے۔ والد ماجد نے بوجہ ہکا کرنے کے لئے ان حضرات میں سے بعض کو جناب شیخ صالح کمال کے سپرد کیا کہ ان کے پاس سے لکھوائیں۔ اور بعض سے وعدہ فرمایا کہ وہ ان پر بھیج کر بھیجیں گے۔ تو دوسرا نسخہ جو بڑا ہے اور چوتھا نسخہ جو چھوٹا ہے مگر جامع، یہ دونوں علماء اہل علم







## الدولة الملكية كاشف الكارار و ترجمہ

کسی کتاب کا ترجمہ اور اس کو کسی دوسری زبان منتقل کرنا آسان نہیں۔ اور وہ سبھی اہم احمد رضا کی شہرہ آفاق نادر روزگار تاریخی عربی تصنیف "الدولة الملكية" کا اردو اور پنجاب اور دہلی اور دہلی کے کسی عام آدمی کا کام نہ تھا۔ اس کیلئے سبھی مصنف برحق کے جانشین برحق جتے الاسلام مولانا محمد احمد رضا خاں نے توجہ کی اور ایسا شاہکار ترجمہ کیا کہ اس پر اصل کتاب کا گمان ہونے لگا۔ پھر یہ طرہ امتیاز بھی فاضل مترجم کو حاصل رہا کہ نشر کا ترجمہ نثر میں اور نظم کا نظم میں۔

یوں تو الدولة الملكية پوری کی پوری کتاب اپنے موضوع میں لاجواب ہے ہر دور کے علماء و محققین کے لئے تحقیقات کا سرمایہ آیات و بیانات کا مجموعہ اور ہندو پاک میں مطبوع ہے۔ مگر اس وقت مندرجہ ذیل مطبعہ میں صرف حضرت شیخ العلماء محمد سعید مفتی شافعیہ باہیصل کی کی اس کتاب پر شاندار تقریظ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اما بعد فقد اطلعت على رسالة الفاضل الكامل سيدى احمد رضا خان المسماة بالدولة الملكية بالمادة الغيبية فوجدت مؤلفها الكامل سيد احمد رضا خان المذكور مستحقاً للثناء الجليل في نفسه وفي رسالته المذكورة بثلاثة اوجه الوجه الاول انه رأس علماء الجهة التي هي مقتره وانه المحقق المدقق في علوم الشريعة ومطالعها اصول وفروعاً الوجه الثاني انه قام واجتهاد في حق جناب سيد المرسلين بحسن تعظيمه واجلاله كما ينبغي وبالخصوص ما اكرم الله تعالى به من العلوم الغيبية التي لا منجاة لها مما في اللوح المحفوظ والعرش والنعوا والعلومية وغيرها

لے فاضل مترجم حضرت شیخ العلماء کے مطبوعہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ ماریتہ خاتون صاحبہ نے

ہمایتیہ فی رسالۃ المذكورة واستدل عليه وبرهن بها نقله عن بعض مشايخه وعن المؤلفين المتقدمين والمتأخرين مما لا يحصى في مضمون ما يرد به من اطلع عليه في الرسالة المذكورة الوجه الثالث رسالة المذكورة العظيمة في شأنها مع كونها في عام حجة سنة الثالث والعشرين في زمن يسير كما ذكره واقفها وبسط في الاستدلالات والمباحث حتى انتهت وقعت عند علماء الحرمين موقعاً جليلاً وقبولاً له عليها واجادوا فيها فاجاب به له وهو قيل من قدره اذ اعلمت ذلك كله تبين واتضح لك ضلال المعتزتين عليه من الوهابية والחסدية هذا ما تيسر لي من نصرة هذا الامام الكامل قاله بقية ورقعة القليلة المرتجى من ربہ کمال الذیل محمد سعید بن محمد باہیصل مفتی الشافعیہ وشيخ العلماء بمكة المحمية غفر الله له ولوالديه وشايخه

وَجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جمہور امت کے بعد میں نے فاضل کامل میرے سرور احمد رضا خاں کے رسالہ "الدولة الملكية بالمادة الغيبية" کا مطالعہ کیا تو میں نے مصنف مذکور فاضل سیدی احمد رضا خاں کو اپنی ذات اور اپنے اس رسالہ مذکورہ میں تین وجہ سے عظیم تعریف کا مستحق پایا۔ وجہ اول یہ کہ جس سمت میں ہے وہاں کے علماء کا سرور ہے اور وہ شریعت کے اصول وفروع علوم ومطالع میں محقق و مدقق ہے۔ وجہ دوم یہ کہ وہ حق جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور کے محسن تعظیم و آداب کے ساتھ قیام و کوشش نام رکھتا ہے۔ اور خصوصاً ان علوم غیبیہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرامت کے جوہر اتھاہیں، ان چیزوں سے جو لوح محفوظ اور عرش عالم ہائے بالا وغیرہ میں ہیں۔ جن کلیات مصنف



نے اپنے رسالہ مذکورہ میں کیا اور جن پر دلائل قائم کئے اور ان پر ان سئلہ سے دلیل  
قطعی قائم کی جو اپنے بعض مشائخ اور مصنفین سلف و خلف سے نقل کیں۔ جن کا ہر  
ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ جیسا رسالہ مذکورہ میں ان کے مطالعہ کرنے والے کے  
پیش نظر ہیں۔ وجہ سوم یہ رسالہ مذکورہ کہ اپنی شان میں عظمت والا ہے یا نہ کہ اسے  
اپنے زمانہ ج ۲۲ میں قلیل مدت میں کلمہ یا جیسا کہ اس کا ذکر کیا۔ اس میں خوب  
محکم کام کیا اور دلائل و مباحث کو بسط دیا۔ یہاں تک کہ وہ رسالہ علماء ہر مین شریفین کی  
نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا۔ اور ان علماء کرام نے مصنف کیلئے رسالہ پر تقریریں  
لکھیں۔ اور انہوں نے مصنف کی تائید میں بہت خوب قیام کیا اور یہ بھی مصنف کی  
قدر سے کم ہے۔ جب یہ سب تجھے معلوم ہو لیا تو تجھ پر واضح اور روشن ہو گیا کہ وہابیہ  
اور حاسد جو اس پر اعتراض کرتے ہیں سب گمراہ ہیں۔ یہ ہے وہ جو مجھے اس  
ام کا مل کی مدد گاہی میں میسر ہوا۔ اُسے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا  
اپنے رب سے کمال مراد پانے کا امیدوار محمد سعید بن محمد با نصیل نے جو  
مکہ معظمہ میں مفتی شافعیہ اور شیخ العلماء ہے اللہ تعالیٰ اُسے اور اس کے ماں  
باپ اور استاذوں اور سب مسلمانوں کو بخشے۔



یہ تقریر غفور کا ترجمہ غفور سے تھا۔ ذوق مطالعہ تازہ ہے اب مجتہد مدنی حضرت  
عبد القادر بن سیدہ القرشی کی تقریر منقولہ کا ترجمہ منقولہ بھی پڑھتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمد لمن اظهر الحق عيانا ومنح اوتاما بكمال الايمان باطنا وظاهرا  
فان نجمهم تبياننا محمدك سبحانك ولشكره ولو عن بهم ونوحا وكشفهم  
الله الذي لا اله الا هو مكن الكائنات ونشهد ان سيدنا ونبينا وولانا  
محمد الذي اطلعه الله على جميع المكنونات فعملوا كهيها وجرشها والمفاضي  
والآلات المومل بكمال الايمان اعجازا اللهم وقهرنا فلم يبق لاحد من  
الناس عذرا صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه الذين مهدوا الدين  
وامتسوه وكشفوا عن وجه مخدر النقاب واذا لوى اما بعد وفي كل ربيع  
بنو سعد فان العبد الفقير المعترف بالهجز والتقصير لما اطلع على الرسالة  
المسماة بالدولة الملكية بالمادحة الغيبية مؤلفها اصول الزمان وعلامته  
الاوان المتكلم النظائر والمفسر الذي عليه المدار يتيمة الدهر بلا توان  
قاضى القضاة الشيخ احمد رضا خان افيتها البحر الزاخر وقولها  
كالا نجم الزواهر ومنذ اعنت في مسائلها النظر وجدتها هي عقيدة  
اهل الايمان في البدو والحفر ترشحت من تليذ الانفال وتوشحت



بمخدرات المقال۔ ففی کل نظر ووض من المئی و فی کل سطر منها عند من  
الذواللہ انہا ساحرة وباهرة ذوالمنقول ولربی بق لاحد بعدہ ما یقول  
ومخالف العقیدۃ السنی فیہا جہول وضلول لکن للہ درۃ فلقد رد عقولہم  
خاسرۃ خاسیۃ وانقلبت بعاثوہم خاسرۃ ہاشیۃ ولقد کنت رأیت  
رئیس هذه الطائفة الکازیہ ونا مقیر بالمدينة المنورة علی منورہا  
افعلت اوصوات وازکی السلام وتذاکوت معہ فی علوم ففغر منہ قلبی لہ فوراً  
کلیا وانشدت فی مواجہتہ لا تقب من ینعضک حالہ ولا یدک علی اللہ  
مقالہ فخلیت مہیلہ ولقد نقلت ما لیشفی ویکفی فی الرد علی هذه الطائفة  
الوہابیہ فی کتابی المسمی العنوان العربی وفقلت ہنالک ما لصاحب سیوف  
الفتاک والترجمانۃ الکبریٰ فی اخبار هذا العالم برا وبحرا ولکن  
رسائل الشیخ الطیب ابن کیران وتلمیذہ صاحب الفتوحات الوہابیۃ  
فی الرد علی الطائفة الوہابیہ وکذلک رسالۃ سیدی ابراہیم الزیاحی  
التوئسی واللہ در عصرینا احسان الزمان ومجی سنۃ سید ولد عدنان  
المحفوظ بالنبی العدنانی الشیخ یوسف النہانی حیث ذکر فی کتابہ شواہد  
الحق ہاتیک التنبیہات البقی فی فوادہم شہب زاجرات فلقد قام ہو  
وصاحب الرسالة بالواجب وانیاً بالحکم العصاب لکن العلم والعدل اصل کل  
خیر والجمال والظلم اہل کل شر واللہ تعالیٰ ارسل رسولہ سیدنا وشفیعنا  
دوسیلتنا الخ ربنا دنیا و اخری بالہدی و دین الحق وامرہ ان یعدل بین  
الطوائف ولا تتبع اہواء احد منهم فقال عز من قائل فذلک فنادع  
واستقر کما امرت ولا تتبع اہواءہم وقل امننت بما انزل اللہ  
من کتاب وامرت لا عدل بینکم اللہ ربنا و ربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم  
ولا حجة بیننا و بینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر وحاصل ما یقال

فی هذه الرسالة ذات الحسن والجمال والبهام والکمال۔

ایہا الناظر فیہا	انظر الحق یقیناً
وتحققہا إعتقاداً	وملاً ذواہباً
فسمی واللہ اساس	وہی نور المؤمنین
کملت حقاً بصدق	وہدرت للعالمین
نشرہا فی الکلون ظاہر	فی عیون الحاسدین
ادینفی النور حقاً	من نجوم ظاہرینا
نورہم فی العذل ظاہر	من جمیع المؤمنین
رب صل شمسہم	عن جمیع المرسلین
سما عا لم غیب	وامام المتقین
عالمہ الخمس یقیناً	بل رأی الحق مبیناً
وعلی الکرام	وجمیع التابیین

قالہ بضمہ ورقمہ بقلمہ خادم الحدیث والاسناد وغیر النعال  
وتبیح الافعال الراجی عفور ربہ المتعال الحال وقته بالہدینۃ  
المنورۃ بعد قبولہ مراد حج بیت اللہ الحرام عبد القادر بن محمد  
بن عبد القادر بن الطائب بن سودۃ القرشی ابا الحسنی اما  
القاسمی ودجیبہ المسلمین بالحسنی وکتبت فی الحرم النبوی لمواجہۃ  
النشریۃ مجل فی ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اس کے لئے جس نے حق کو آشکارا کر کے آنکھوں دکھایا اور گردنوں کو ظاہر  
اور باطن میں کمال ایمان عطا کیا۔ ترانہ کا ستارہ خوب روشن ہو کر چکا۔ ہم اس  
کی حمد کرتے اور اس کی پاکی برتتے اور اس کے شکر گزار ہوتے ہیں۔ اور اس پر



ایمان لاتے اور اسے ایک اکیلا جانتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً وہی خدا کے برحق جس کے سوا کوئی معبود نہیں خالق کائنات ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سروار ہمارے آقا محمد ہیں جنہیں اللہ نے جمیع مخلوقات پر مطلع فرمایا تو انہیں ہر کلی وجہ کی بتایا اور ہر گزشتہ و آئندہ سکھایا لوگوں کو عاجز و مقہور کرنے کیلئے ہر طرح کے کمال ایمان کے ساتھ بھیجے گئے تو کسی کے لئے خدا باقی نہ رہا اللہ ان پر رحمت کا طائر نازل فرمائے اور ان کے آل و اصحاب پر جنہوں نے دین کو راستہ و پیراستہ اور ان کی بنیادوں کو مضبوط کیا اور اس کے پروردہ نشین (راز اے سرست) کے چہروں سے گھر جھگٹ اٹھا دیا۔ بعد حمد و ثناء مدحت اور ہر گھڑی میں فرزند ان سعادت بلاشبہ بندہ فقیر معترف عجز و تقصیر جب مطلع ہوا الدولۃ الکلیہ بالماوراء النہدیہ مصنفہ اصولی زماں و علامہ دوران مشکم مناظر جس پر مدار کار وہ مفسر و تیسرے زمانہ چاق قاضی قضاۃ آفاق استاد احمد رضا خاں تو میں نے اسے دریائے موج و ذخار پایا اور اس کے نقول کو ستاروں کے مانند غنیابار۔ اور میں نے جب اس کے مسائل میں گہری نظر کی تو میں نے انہیں تمام اہل ایمان کا شہر و بیرونیات کا عقیدہ پایا۔ وہ نازاں ہے کہ رفع احادیث کی دامن بنگاری نے اسے سلوار اور پروگیاں کلام کی جیسے کون اسے سجایا ہے

مراؤں کے ٹیل بلغ ہر فطیس تو ہر سطر میں موتیوں کی لڑی

خدا کی قسم وہ بلاشبہ عقول پر جاوہ ڈالنے والا اور اہل منقول کا مغلوب کر نوالا ہے اور اس کے بعد اس کو کچھ کہنے کی جگہ نہ رہی اور مخالف اس عقیدہ کا کہ اس میں ہے جاہل و گمراہ ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کی خوبی کہ اس نے یقیناً انکی عقلوں کو غائب و خامر پیر اور ان کی بصیرتیں دھنکار کی جو میں ہیبت زدہ پیش اور بے شک و شبہ میں نے اس جھوٹے طاقتور کا گے کو اپنے قیام مدینہ منورہ کے وقت دیکھا تھا (اس مدینہ کو نور دینے والے پر بہت بہترین اور استمرار صلاۃ و سلام) اور میں نے اس سے مل کر دیکھا اس سے میرا دل نفرت کلی سے نفور ہو گیا اور اس کے منہ پر

میں نے یہ شعر پڑھا ہے

اسکی صحبت ترک کر گزہ ہونہ تجھ کو کچھ محال

اور بدکھاتی ہونہ راہ حق تجھے اسکی مقال

تو میں نے اس کا راستہ خالی کر دیا اور درحقیقت میں نے نقل کیا اس طائفہ وہابیہ کے رد میں وہ کافی و شافی ہے اپنی کتاب مسمیٰ بعنوان المغرب میں اور اس میں میں نے نقل کیا وہ کہ مصنف سیلف الفتنک اور الترحانۃ الکبریٰ فی اہلہا لہذا العالم بآ و مجرا نے تحریر کیا۔ یونہی رسائی شیخ طیب ابن کیران اور ان کے تلمیذ مصنف الفتوحات الوہابیہ فی الرد علی طائفۃ الوہابیہ میں جو تھا اور یونہی رسالہ سیدی ابراہیم ریاحی تو میں میں جو تھا اور اللہ کیلئے ہے خوبی ہمارے ہم عصر صان زمانہ زندہ کن سنت سروار عدنان محفوظ بہ بنی عدنانی معروف شیخ یوسف نبھانی کہ انہوں نے اپنی کتاب شواہد الحق میں وہ تنبیہات ذکر فرمائیں کہ ان کے اندر کے دلوں میں زجر کرنے والی شہاب ہیں تو درحقیقت ہمارے وہ (علامہ نبھانی) اور مصنف رسالہ ہذا (الدولۃ الکلیہ) اور اے واجب کیلئے کھڑے ہوئے اور حکم صائب لائے لیکن علم و عدل ہر نیکی کی بڑ ہے۔ اور مولانا تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہمارا سروار ہمارا شفیع ہمارا وسیلہ و دنیا و آخرت بنا کر رہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ اور انہیں حکم کیا کہ سب فرقوں میں عدل فرمائیں اور ان میں سے کسی کی ہوائے نفس کی پیروی نہ کریں۔ تو خدا فرمایا ادرہ قائل عجز نہ تر تو اسی کی دعوت دو اور خود مستقیم رہو جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور کہہ دو میں ایمان لایا اللہ کی آماری ہوئی کتاب پر اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تم میں انصاف کروں، اللہ ہمارا تمہارا رب ہے۔ ہمارے لئے ہمارا اعمال و تمہارے لئے تمہارے کثرت ہیں۔ ہم میں تم میں کوئی حجت نہیں اللہ ہم میں اتفاق دے اور اسی محیط ہے پھر نا۔ اس رسالہ صاحب حسن و جمال و نور و کمال کے حق میں جو کہا گیا اس کا حاصل کلام و نتیجہ مقال ہے



اے مرے پیارے ناظرین حق ہے یہ رسالہ بالیقین  
حق جان اور کرامت دار جائے پناہ ذکر مراد  
واللہ وہ ہے اصل دیں نذر و نیائے مومنین  
کامل ہے صدق و حق میں ہے آشکارا خصلت میں  
عالم میں نشرو ظہور ہے چشم حسد بے نور ہے  
کیا نور ہی جی چھپ ہے انجم سے جسبہ سب کھیلے  
یہ نور ہند کا نور ہے سلم میں اس کا لہر ہے  
حقے صلاۃ و سلام کے سب سرسین عظام سے  
مخصوص عالم غیب پر سرور اتقیا کے سرور  
اے علم خمس ہے بالیقین کہ خدا بھی اس سے چھپا نہیں

اور سرور ان دین پر

اتباع و تابعین پر

اے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے تحریر کیا۔ خدام حدیث و اسناد خاک پاوش  
علماء زشت کار عہد القادر محمد سودہ القرشی

اپنی برتری والے پروردگار کی بخشش کے امیدوار وار و حال مدینہ منورہ  
بعد وصول مراد حج بیت اللہ الحرام عبدالقادر ابن محمد ابن عبدالقادر ابن طالب سودہ  
باب سے قریشی مالک حینی پیدائش و پرورش سے فاضل اللہ کا اور سارے مسلمانوں کا  
خاتمہ خیر مندا ہے اے حرم نبوی میں بوجہ شریفہ بجلت تحریر کیا۔ بتاریخ ۱۹  
ربیع الآخر الفارغ ۱۳۳۹ھ

حضرت حجتہ الاسلام اپنے والد گرامی وقار ممدوح خواص و عوام امام احمد رضا خاں  
کے علمی جانشین تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ”الدولۃ المکیہ“ کی تصویب ہو یا تمہید ترجمہ ہو یا تقریظ  
ہر عائدہ پھر میں طبعین میں آپ ایک اور یب حبیب اور وکیل جلیل نظر آتے ہیں۔

امام احمد رضا کا علمی طنطنہ حرمین طیبین پر چھایا ہوا تھا۔ اعظم علم و کرام  
الدولۃ المکیہ پر بڑی دھوم و دھام سے تقریظ لکھ رہے تھے۔ مصنف کی علمی جلالیت  
اور فقیہی مہارت کا بے رلا اعتراف کیا جا رہا تھا، سوال و جواب کا بازار بھی گرم تھا۔ مگر  
بجہدہ تعالیٰ مصنف خود اپنی تصنیف پر شکوک کے مسکت جوابات کے لئے موجود  
تھے۔ کبھی کبھی ان جوابات سے بعض منتقدین کرام کو اپنی غفلت شان کی وجہ سے ناگوار  
خاطر بھی ہوا مگر مصنف عدیل نے وہی کیا جو انصاف اور انظہار حق کا تقاضا تھا۔ اس  
معاذ پر بھی حضرت حجتہ الاسلام نے اپنے والد موصوف کی موجودگی میں منقہ شافیہ کے  
شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شبلی مدرس کو کہ بعض مسائل میں وہ الجسے ہوئے  
تھے، ایسے جواب دیئے کہ وہ خوش ہو گئے۔ الملقون ج ۲ ص ۵۰

یہاں تک عنوان تحریر صرف الدولۃ المکیہ کا اردو ترجمہ تھا، اسکی تمہید فاضل  
مترجم ہی کے قلم سے مع ترجمہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب ہم یہاں سے ”کفیل الفقیہ  
الفاہم فی احکام فطرطاس الدراہم“ کی تمہید کا جائزہ لیتے ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجتہ الاسلام کو امام احمد رضا کی کتابوں پر  
قلم برداشتہ تمہیدی تحریر کے فیضان کا ایک حصہ وافر عطا ہوا تھا کہ تمہید ہی میں  
مصنف کی شان تصنیف کی آن اور حسن بیان سب کچھ اس طرح کھلے باجا رہے کہ  
اصل کتاب اور تمہید میں بیان و زبان کا کوئی فرق باقی نہ رہے۔ اس دور میں یہ  
ظفر اے امتیاز صرف حجتہ الاسلام کو حاصل رہا ہے۔







الامام بل قبلوا اياك فيه والاقلام و  
استمعوا منه الحديث المسلسل الاوليه  
واستجروا منه بالصحاح والتنبيه  
المستند والمعاجير والمصنفات الاربعة  
المروية حتى بايعوا علي يد الامام وانسلخوا  
في السلسلة العلوية الفادرية  
الرضوية وكان ذلك كله  
دقة وحيلة بالاصوار فوق الاصرار  
من مناديد العلماء وكبار  
الكبار ذلوا فضل الله يوتييه  
من يشاء والله ذو الفضل العظيم  
وطابت بطيب ذكره الاذان و  
فاحر بتميم فضله كل ناد ومكان و  
وطار صيت نوالني الزوايا والافاق فتا  
الافتاة للقاء بالاشواق بيد ناه عرف  
علومه وتضوع مسك فهمه من الرسالة  
المباركة الدولة الملكية بالمادة الغضبية  
التي صنفها بجواب اسئلة انوارها بيه  
العبيدية فهو زم الاحزاب وسيد  
تحت الشيا ب وقتل الروم والارباب  
وسيفه في الجواب واتخذ الكتاب  
وانتهى الجواب في ثلاث جلسات

لا يبلغ مجموعهما عشور ساعات فلما  
كان الاكرامة من الله وخروقا  
للعادة كلفه له كداب وعادة قد  
جرب مواريث امثال الا فاداة الله  
الله له الحسنى وزيادة فاقا بها  
بديهة مطلوعة وبلاغة رائعة  
متخلية بروايات فاستضاء واثارها  
المسانعة واستيقنوا ان له قد ما فاداة  
في اعلام العلوم من المنقول و  
المفهوم فاستوقفوا عند مرطيا  
الادب والنوا اليه ركاب الطلب  
واستعلوا في مسائل كثيرة فاجابهم  
عن قريحة مشرقة منيرة منها  
اثنتا عشرة مسئلة قبلوا اذ هان  
وتجلوا المكان وتسبحوا كاذان و  
تخبر عن قدر الغرسان في معارك  
الميدان بعد ما بحثوا فيها من  
جل وقل واستسقوا لها الواابل  
وطل وتعدل الناس بعسنى وعلن  
فابتدء في اجوبتها يوم السبت  
وعاودته الراجعي يوم الاحد  
فانها صبحي يوم الاثنين لسبع

كتاب اور جوابات صرف تین جلسوں میں تمام  
ہوئے جسکا مجموعہ دس گنتے بسی نہ تھا تو یہ  
نہ تھا مگر اللہ عز وجل کی طرف سے کدات غارق عا  
مگر وہ حق ممدوح کیلئے تو متور عا کے مثل ہے  
جسکا ایسے افادوں میں ان سے بار بار ترجمہ ہوا  
اللہ ان کیلئے وہ سب بہتر خوبی اور اس پر بھی  
زیادت پوری کرے تو یہ رسالہ ایک نور کی نگاہ  
فراں پیر اور بلاغت ترقی گز میں سے لکھ دیا  
سیراب رہا تو اس سے جلوہ ریز اور گہرین اشوا  
سے زیور پوش تو وہ علماء اس کے ہند نور  
سے ضیا و گہر تھے اور انہوں نے یقین کیا کہ  
مصنف کا قدم شاہیر علوم معقول ومنقول میں  
جستہ توان کے پاس حاجتوں کے ناتے رکے  
اور انکی طرف طلب کے جانے سرگرم تیر گئے اور  
بہت مسائل میں ان کے فتوے چاہے تو مصنف  
نے ہر کچھ نورانی طبیعت کے انکو جواب دیئے۔  
اذاں جسد وہ بارہ مسئلے کے ذہنوں کو آزمائیں اور  
آدنی کا مقام کھولیں اور حیرت بچیں اسد  
کے مرکوں میں سواروں کی قد تہائیں بدلا سکے  
وہ علماء ان مسائل میں صفا و کبار بحث کو چکے  
تھے اور ان کیلئے بڑی بھر اور شہنم سبکی پائی آگ  
چکے تھے اور لوگوں نے اُسے بے کر کے مال یا



بقین من المنعم المحرم ۱۳۲۳ھ بمطابق  
فی بلد اللہ المحرم فقد اتی بفضل  
اللہ المنعم منزلة عند اکوام  
وکان ذالک الاقتراح من  
الفاضل الصفی الکامل الوفی  
امام المقام الحنفی مولانا  
الشیخ عبد اللہ میرداد الملکی  
القادری الرضوی ابن شیخ  
المخطوب ووسید الاسعد اعظم  
حفصہ الشیخ احمد الی  
الخیر حفظہما اللہ تعالیٰ عن کل  
ضییر۔ واستاذہ الفاضل الکامل  
الحائذ الزاوی عن کل المساوی  
مولانا الشیخ حامد احمد محمد  
الجداوی حفظہ عن شتر العتد  
والغاوی ووقانا وایاھم عن کلاب  
البدع ونباح العاوی وحمانا  
وایاھم عن جمیع المہالک  
والمہاوی وروانا جمیعاً من  
شایب فضله الادی ونصر  
قلوبہم وقلبی الزاوی وغفر لنا  
ولہم جمیع المساوی ورمنا

تحدایسے مسائل کا جواب مصنف مدح  
نے بروز شنبہ شروع فرمایا اور اتوار کو پھر بخدا  
آگیا تو روز دوشنبہ پہر یوں چرچے سے تمام  
فرمایا۔ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ کو لکھنؤ میں  
کے حرمت والے شہر مکہ منظم میں توجہ  
احسان والے اللہ کے فضل سے پیکس کے  
وقت منہم آیا۔ اور اسکی خواہش دو عالموں کی  
کمپٹ رہی تھی۔ ایک فاضل پاکیزہ کامل  
مکمل مصداق خفی کیا مولانا شیخ عبد اللہ  
میرداد کی قادری رضوی شیخ الغبار و سوار  
امان با غفلت حضرت شیخ احمد الغبار کے  
صاحبزادے اللہ عزوجل ان کو ہر حضرت کے  
مفطور رکھے۔ دوسرے ان کے اتہ و فاضل کامل  
سب بری باتوں سے کیوں و کنا رہ گزشتہ مولانا  
شیخ حامد احمد محمد فاضل جل وکدہ و ثمن و کمرہ کے  
شر سے مفطور ہیں اور اللہ تعالیٰ انھیں اے  
ہیں بزم ہب کتوں اور بھونے والے کے بھونگے  
سے بچائے اور انھیں اور انھیں سب تھکوں اور  
گرنے کی جگہوں سے نگاہ رکھے۔ اور ہم سب  
کو اپنے فضل سیراب کے پھیٹوں سے سیراب  
کرسے۔ اور ان کے دل اور میرے دل پر مرد  
کو ترمادہ کرے اور ان کی اور ہماری سب

جمیعاً عوداً بعد عود الی بیتہ  
الکریم وبت حبیبہ الرؤف  
الرحیم علیہ وعلیٰ آلہ  
الصلوة والتسلیم کرات بعد  
مترات بالقبول والبرکات  
بجاء مصحح الحسانات و  
مقیل العثرات دلیل  
الخیرات ماحی الذنوب و  
السیئات صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وعلیٰ آلہ وصحابہ  
واذواجہ الطاہرات۔ و  
قد سقی الرسالہ کفل  
الفقیہ الفاہم فی احکام  
قرطاس الدرر ۱۳۲۳ھ  
فعاہی ذہ والحمد للہ علی  
الائمہ والصلوة والسلام  
علیٰ افضل انبیائہ وعلیٰ  
آلہ وصحبہ وسائر اجیائہ  
وعینا معہم وبہم وفیہم  
ولہم وعلیٰ جمیع المسلمین  
والمسلمات الاحباء منہم و  
الاموات امین یا رب

برائیاں بخشدے اور ہم سب کو بار بار اپنے  
کریم والے گھر اور اپنے حبیب نہایت  
مہربان رحم والے صلی اللہ تعالیٰ علیہ  
وآلہ وسلم کے مزار کمپٹ بار بار بنگار  
حاضری پر حاضری عطا فرمائے۔ تسبیح  
اور برکتوں کے ساتھ ان کی عزت  
کا صد توجنیکیوں کو صحت بخشنے والے  
ہیں اور لغزشوں کے معاف فرمانے والے  
بھلائیوں کے رہنما ہر گناہ و بدی شانے  
والے اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے  
آل و اصحاب اور پاک پیلیوں پر درود  
بجھے۔ مصنف نے رسالہ کا نام  
کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس  
الدرر ۱۳۲۳ھ رکھا۔

ان وہ رسالہ پر ہے اور اللہ کے  
لئے حمد ہے اس کی نعمتوں پر۔ اور  
درود و سلام افضل انبیاء اور ان کے  
آل و اصحاب اور تمام احباب پر اور ہم  
پر ان کے ساتھ اور ان کے سبب اور  
ان کے گروہ میں اور ان کے صدقہ میں  
اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر  
جو ان میں زندہ ہیں اور جو مر گئے ایسا



العلمین۔ ہی کراے پروردگار سارے جہان

قالہ بقیہ شاہدا بما

فیہ راجی رحمۃ ربہ ونعمۃ

حبہ بالکرم النبوی

واللطف المولوی

محمد المعروف

بحامد رضا

الذریلوی ثناء اللہ

من منخل کرمہ

المروی وحماد

اللہ عن

شوالحر

المذہب

التمہیدوں نے بارگاہ امام احمد رضا میں وہ شرف تبویں پایا کہ

خود امام موصوف نے اپنی زبان فیض ترجمان سے اُن کا ترجمہ فرمایا اور داخل

رسالہ کیا۔



لہ غایت محمدان غوری، سند سند جاشینی ص ۳

## الولد ستر لایہ

یہ واقعہ ہے کہ تصنیف و تالیف ہو یا تحقیق و تصدیق، ترجمہ ہو یا حاشیہ، تقریظ ہو یا تمہید ہر جگہ آپ حضرت عجتہ الاسلام کو اپنے والد یکتا کے روزگار کا جانشین سراپائیں پائیں گے۔

الدولۃ المکیہ اور کفل الفقیہ الفہم کارواں ترجمہ اور قلم برداشت تمہید آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب مندرجہ بالا عنوان سے متعلق "الوطیفۃ الکرمیہ" (۱۳۲۸ھ) کا تاریخی نام اور خطبہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیے کہ امام احمد رضا نے اس میں بطور تمہید کچھ فرماتا چاہا تھا، مگر وہ درمکون اور سرمخزون سینۃ اندس ہی میں رہا کہ اس راز سر بستہ اندرون سینۃ کو حضرت عجتہ الاسلام ہی نے اپنے خطبہ میں ظاہر کر دیا اور اس ادب کو طوطا خاطر رکھا کہ امام احمد رضا کی نقل تمہید میں ایک حرف کی بھی کمی نہ رہ جائے۔

"الوطیفۃ الکرمیہ" (۱۳۲۸ھ) کا پہلا صفحہ "الولد ستر لایہ" کا روشن ثبوت ہے۔ دیدہ بنیا کو دعوت مطالعہ دیجئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا مَنْ جَعَلَ الدَّعَاءَ عِبَادَةً بِلِمْزِ الْعِبَادَةِ وَامْرًا  
بَادِعُوْنِ عَادَةٍ وَالزَّمَمَ بَعْدَ الْإِجَابَةِ وَمَنْ عَادَبَهُ  
لَبِيبٌ يَّا عَبْدِي إِجَابَهُ قَالَ رَبِّكُمْ أَدْعُوْنِي اسْتَجِبْ لَكُمْ  
وَإِذَا مَثَلْتُ عِبَادِي عَنِّي فَأَنِّي قَرِيبٌ أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ  
إِذَا دَعَا فَإِنَّهُ سَمِيعٌ مُّجِيبٌ وَمَصْلِيًّا وَمُسْلِمًا عَلٰی  
مَنْ اخْتَبَا دَعْوَتَهُ الْمُسْتَجَابَةُ لِيَوْمِ الْمُنَاقَبَةِ وَعَلٰی  
أَلِهٍ وَأَصْحَابِهِ مَا أَنْعَدُ مِنَ السَّعَادَةِ أَمِينٌ



حکم اس وجہ کریم کو جس نے ہمیں مولا سے عالم دانی اعظم محمد رسول اللہ  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کے بندگان بارگاہ عالم کی  
پناہ میں کیا۔ ہمارے ہاتھ میں حضور پر نور سیدنا خورشید اعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ کا دامن کریم دیا۔ اپنے اویار ہمارے مشائخ سلسلہ خصوصاً  
ہمارے آقا و مولے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
سایہ رحمت ہم پر دراز کیا۔ جنہوں نے ہم تک پہنچایا کہ تہا را حیا وال  
رب کریم فرماتا ہے کہ بندہ اس کے حضور ہاتھ پھیلائے اور  
وہ خالی ہاتھ پھیر دے۔ ہمیں خود حکم و عاویہ اور اپنے کریم سے اجابت  
کو لازم فرمایا۔ فعلیکم بالدعاء فان الدعاء یرد القضا بعد ان  
یسوم بارگاہ کریم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور پر نور  
سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں جو مبارک  
دعائیں ہمیں پہنچیں اور وہ اذکار و اشغال کہ درکتوں کی طرح خاندان  
عالیہ میں غزوان تھے براون اہلسنت و خواجہ تاشان قادریہ و  
رضویت کے لئے شائع کرتے اور دعوے سے کہتے ہیں کہ ان کا  
عادل دین و دنیا کی برکتوں سے مالا مال ہوگا۔ ہر بلا و آفت سے  
محفوظ رہے گا مولیٰ تعالیٰ ان کی برکات تمام اہلسنت کو مستفیض فرمائے آمین  
لے حضور پر نور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور تمہید کچھ تحریر فرمایا ہے  
مگر وہ جو ہر روز ہر شکل درکتوں میں آدس میں غزوان رہے، دل نے چاہا کہ ان  
افعال کو میرے ایک حرف بھی کم نہ ہو، انہیں جملہ نقل کر کے یہیں تک تھے، جو فہم  
قاصرین یا ہر شے ناظرین کیا۔ اس رسالہ کا نام بھی کچھ نہ تجویز فرمایا تھا تاہی نہ  
خبر فقیر نے اسناد کیا۔ گدھے آستانہ سیدہ حضور پر نور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصانیف میں بھی امام احمد رضا کا یہی رنگ نظر آئے گا چنانچہ  
جمعہ کی اذان ثانی بیرون مسجد ہو اور مسجد کے دروازے پر ہو، اس سنت کا احیا

امام احمد رضا نے فرمایا۔ اس سلسلے میں حیدر آباد، اجیر، ہالوں، رامپور کے علماء سے  
تحریری مناظرہ کا بازار خاصا گرم رہا۔ فوجت مقدمہ تک پہنچی۔ بات چونکہ سنت کی تھی  
اس لئے اہل حق نے رسم و رواج سے قطع نظر اس مسئلہ حق کو تسلیم کیا۔  
اس میدان میں بھی حضرت عتبہ الاسلام نے عظیم تحریری کارنامہ انجام دیا  
اور اس مسئلہ حق اور احیاء سنت کی تائید و تصویب میں اعلیٰ انوار رضا اسد الغرار  
وقایہ اہل سنت اور آثار المبتدعین لہدم جبل اللہ المتین جیسے عظیم رسائل اور مفید  
مکاتیب ترتیب دیئے اور امام احمد رضا کے مسلک حق اور تحقیق برحق کو آئینہ بے غبار  
کی طرح واضح رکھا۔

## تاریخ گوئی

تاریخ گوئی بہت ہی مشکل فن ہے۔ اس فن میں بھی حضرت عتبہ الاسلام کو  
اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی نیابت حاصل تھی۔ انفاذ و معانی پر استحضار  
کا یہ عالم تھا، ادھر انفاذ مسموع ہوئے اور ادھر اعداؤں سے آگے۔ اس کا مظاہرہ  
عربی فارسی اردو دونوں زبانوں میں بلا تکلف ہوا۔ کتابوں کے نام ہوں یا اشعار،  
جملے ہوں یا واقعات، ہر مقام پر با معنی بر محل کتاب اور واقعات کے عنوان  
کے مطابق آپ کی برجستہ تاریخ گوئی فنی مہارت پر شاہد ہے۔

آپ نے ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اذعانے کا ذب سے  
متعلق سوال پر ایک مبسوط جواب تحریر فرمایا۔ اور اُسے تاریخی نام "العام الزبانی  
علیٰ اصراف القادیانی" سے منسحق کیا۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۲۳ سال  
کی تھی۔

مسجد جنکشن بریلی جب بنکر تیار ہوئی، اس کی تاریخ کے لئے بعض  
احباب کے اصرار پر عربی میں فی البدیہہ مندرجہ ذیل تاریخی قطعہ مرحمت فرمایا ہے



انہا یصلہ مسجد من امن بالالہ والآخری  
من بناہ بنی لد اللہ بیت در بہجت النادی  
شکرا للہ سعی قیامہ عمر حاصد رضا شفیق وینا  
بج لعدوی بناہ ما اشنع (رخہ) اسہ فایہ بجل وینا  
فلت سبحن ربی الاعلی مسجد اسی علی تقوی  
۳۴۲ ۱۳۵۲۸ ۸۵۲

مسند اذان ثانی جمع میں کہ مسجد میں مہر کے پاس ہوتی ہے۔ امام احمد رضا نے اس سنت کو کہ ہر اذان محبت سے باہر مسنون ہے زندہ کر دیا۔ اس مسئلہ میں حضرت مولانا انوار اللہ خاں حیدر آبادی نے اختلاف کرتے ہوئے ایک رسالہ بنام "اترک الازہر" تحریر فرمایا۔ حضرت حجتہ الاسلام نے اس کا نوٹس لیا اور اس کا جواب "اجل انوار رضا" کے تاریخی نام سے اس طرح لکھا کہ صاحب رسالہ کے نام کی رعایت کے ساتھ ہی امام احمد رضا کے ارشادات کی تائید بھی کر دی۔

امام احمد رضا بن اذکار و اشغال اور وظائف سے خواجہ تاشان قادریہ رضویہ کو افسادہ فرماتے رہے، حضرت حجتہ الاسلام نے اس درکون اور سیر غزروں کو "اولیٰۃ الکرمیہ" کے تاریخی نام سے شائع فرمایا۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا کے وصال پر "تاریخ الوفاۃ" کے تاریخی عنوان سے مندرجہ ذیل تاریخ ارشاد فرمائیں۔ وہ اس فن کا شاہکار ہیں۔ "نور الدفیع" ۱۳۴۰ھ "شیخ الاسلام والمسلمین" ۱۳۴۰ھ "امام ہدایت اللہ الحاج احمد رضا" ۱۳۴۰ھ "الہاد البرہانی القادری البرکاتی" ۱۳۴۰ھ "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" ۱۳۴۰ھ "ہم اویات تحت قبائی لایعزہ غیری" ۱۳۴۰ھ "راج شیخ الکلی فی کل" ۱۳۴۰ھ "راز دار راز رازی سید و مترتری" ۱۳۴۰ھ مولوی و معنوی قرآن زبانت مادی ۱۳۴۰ھ

لے عنایت محمد خان غوری و سندہ مند چاشینی ص ۳

ان تاریخ میں شیخ الاسلام والمسلمین (۱۳۴۰ھ) کا تاریخی مادہ تراخہ جستہ او بر محل ہے کہ امام احمد رضا کے نام نانی اور اسم گرامی کے ساتھ تاج زیریں کی حیثیت رکھتا ہے۔

خانقاہ قادریہ نوریہ رضویہ کی بنیاد رکھی گئی تو حضرت نے "خانقاہ قادریہ مبارکہ" (۱۳۴۵ھ) برجستہ ارشاد فرما کر تاریخ خانقاہ مرحمت فرمادی۔

اپنے شاہزادہ اکبر منیر اعظم ہند مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی شادی غامشہ آبادی میں جو منظوم دعوت نامہ مرحمت فرمایا اس میں بھی "تہذیب شادکی بطیف الہی" (۱۳۴۷ھ) "جشن شادی ابراہیم رضا" (۱۹۲۸ء) کے ہاضمی اور بر محل حملے ارشاد فرما کر سال ہجری اور عیسوی دونوں میں یادگار تاریخیں عطا کر دیں۔ لے

اس فن میں الفاظ و معانی اور ان کے اعداد کا استحضار ضروری ہے حضرت حجتہ الاسلام اس فن میں بھی امام احمد رضا کے جانشین برقی تھے۔ الفاظ کے سموع ہوتے ہی شرمو یا نظم قدسے رد و بدل کر کے تاریخ کا حسن عطا فرماتے۔

دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں مولانا قاری محمد صالح الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ تعلیم ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۲ء میں آپ کی خدمت میں ایک استقبالیہ نظم پیش کی۔ آپ نے اچانک فرمایا۔ "اس نظم میں اس نغظ کے بجائے اگر یہ نغظ رکھ دیا جاتا تو تاریخ بھی ہوجاتی اور وزن شعری بھی برقرار رہتا۔ لے

کبھی کبھی وضو کرتے کرتے کوئی جملہ ارشاد فرمادیتے تو وہی تاریخ ہوتا۔ محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سرور احمد رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان فتح و نصرت کی خبر دیوبند کی مناظر اعظم کے مقابلے میں سنی تو وضو کرتے کرتے برجستہ فرمایا "قد نذ منظر" ۱۳۵۳ھ تحقیق جہاں منظور "ذی دن منظور" ۱۳۵۳ھ

لے ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی ۱۷ جولائی ۸۸ھ ص ۵۲

لے معارف رضا ۱۹۸۷ء ص ۳۰۲



منظور کا بھانڈا سپرد کیا۔ غور کیا گیا تو یہی جملے تاریخی اوسے قرار پائے۔ لہ  
معاصرین علماء میں کسی کا وصال ہوتا تو ایصال ثواب کا اہتمام فرماتے۔ زبان اور تحریر کا  
تعزیت کرتے۔ اور یہ تعزیت نہ صرف اردو میں بلکہ فارسی و عربی و فارسی میں نہ صرف شریک نظم میں ہوتی۔  
مولانا عبدالحکیم درس کا گارجی میں وصال ہوا تو اپنے تواریح وصال "مہم ۱۳۲۲ھ کے تاریخی عنوان پر عربی و  
فارسی شریک نظم میں کئی تاریخیں کہیں کہیں عربی جملوں میں یا جامعہ تاریخی ماتے مندرجہ ذیل ہیں۔  
"تواریخ وصال" ہ۔ "مولانا کریم شاہ عبدالحکیم درس" مہم ۱۳۲۲ھ "خضر مولانا  
وبکل عبد اولیٰ" مہم ۱۳۲۲ھ "مولانا القرضاوی الکریم" مہم ۱۳۲۲ھ "رحمۃ اللہ المولے  
تعلیٰ برجہ واسعہ" مہم ۱۳۲۲ھ "اشہد ان عند ربہم اجر ہم ونور ہم" مہم ۱۳۲۲ھ "ادخلوا  
خالدین بہا" مہم ۱۳۲۲ھ "نعمۃ العبد سبحانی حامد رضا" مہم ۱۳۲۲ھ "النوری الرضوی" مہم ۱۳۲۲ھ  
اور فارسی میں یہ اشعار آج بھی تاریخی یادگار ہیں۔

درس عبدالحکیم عبدالحکیم	مکر و جان خود بخون تسلیم
موت عالم ملتہ العالم	نکدہ دین احمد بے بیم
روح الزواج و سقاہ	زب کوثر و جعفر و تسنیم
درس و عظم حمایت منت	رزد بدعات و طرفہ الیٰ تحیم
امر معروف و نہی عن المنکر	کار و بود و در حیات کریم
درس دین نبی بگو حامد	۱۳۲۲ھ "نعم شہد در کونجی و تسلیم"

اسی طرح حضرت صدیق المدین جامعہ رضویہ منظور اسلام بریلی کا وصال ہوا تو تاریخ وصال ۱۳۲۲ھ کے زیر عنوان  
آپنے ہر جلد "تاج الحقین سراج الدقیقین" مہم ۱۳۲۲ھ "اولیٰ جناب تہذیبین" مہم ۱۳۲۲ھ "رحمۃ اللہ علیٰ تعلیٰ  
رحمۃ واسعہ" مہم ۱۳۲۲ھ تاریخ نکال ماورعی میں ایک شاہ کا و منظوم تعزیت نامہ تحریر کر کے آخری معرکہ  
میں یہ تاریخی شعرا وادباق فرمایا۔

حاکم اخرج الوصل یا احمد رضا تو آیہ رضوان ادخلوا خالدین

۱۳۲۲ھ

لہ محمد حامد نقیب شافعی مولانا، مناظر بریلی کی مفصل روئیداد ص ۲۱

## وظیفہ روز و شب

حضرت محمد اسلام عابد شب بیدار و تہجد گزار عامل و شاغل بزرگ تھے۔ آپ اپنے والد  
عابد امام احمد رضا کی طرح دنیاوی معاملات سے کنارہ کش رہتے۔ جاگیردار اور مالی امور اپنے فرزند  
اکبر مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی سیال کے سپرد کر دیتے تھے۔ جو وقت عبادت و ریاضت اور  
ادرا و فرائض سے بچتا وہ مذہب حق پر اہل سنت و جماعت کے استحکام و اشاعت میں صرف ہوتا  
آپ اپنے علم نامدار مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے وصال ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء کے  
بعد ہی سے دارالعلوم منظور اسلام بریلی کے مہتمم تھے اور آپ کی نیابت میں امام احمد رضا کے پیشتر  
زمانے حکیم علی احمد خاں صاحب اپنی زندگی سیردارالعلوم منظور اسلام کا کام کرتے اور نائب مہتمم رہے  
امام احمد رضا کی موجودگی میں دارالعلوم کا سارا انتظام انصرام آپ کے سپرد تھا۔ آپ کے دور اہتمام  
میں حضرت مولانا رحمہ اللہ شیخ الحدیث، شمس العلماء علامہ ظہور الدین فاروقی نقشبندی مجددی  
رام پوری و شمس العلماء کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ نور الدین رام پوری صدر  
المدرسین تھے۔ اہلسنت کے ممتاز علماء مولانا محمد حسرت علی خاں دکنوی مولانا احسان علی صاحب  
صدیقی مظفر پوری، مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سستی پوری، مولانا عبدالحق جگر پوری کپورتی پشاور  
مولانا محمد عبدالحق پوری، مولانا مفتی سید محمد افضل حسین مونگیری، مولانا غلام جیلانی میٹھی غلام  
فارغ التحصیل ہوتے

دارالعلوم منظور اسلام کے صرف آپ مہتمم رہے بلکہ مولانا رحمہ اللہ کے ۱۳۲۶ھ ۱۹۰۸ء  
میں میرٹھ چلے جانے کے بعد شیخ الحدیث اور صدر الدین کا منصب بھی آپ نے سنبھال لیا۔ حدیث  
و تفسیر خصوصاً بیضاوی شریف پڑھانے کا انہماک اتنا دلنشین تھا کہ علماء و دوز و دوسرے آپ کے  
درس میں شرکت کے لئے شہرِ رحال کرتے اور سفر و حضر میں آپ سے استفادہ کرتے۔

لہ مولانا حسین رضا خاں، سیرت اہل سنت ص ۱۲۱



## آپ کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شہرہ آفاق ہوئے

- حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں براہۃ العزم صاحب سجادہ امام احمد رضا م ۱۴۰۳ھ
- علامہ مولانا حسین رضا خاں حسن بریلوی و خلیفہ امام احمد رضا م ۱۴۰۱ھ
- شاہ عبدالکريم صاحب تاجی ناگپوری پیر و مرشد بابا و ہمین شہداء تاجی مدفون کراچی م ۱۳۶۶ھ
- مولانا مفتی ابراہیم صدیقی تھری، مدیر شہیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی
- محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سوار احمد شیخ الحدیث جامعہ ضریف منظر اسلام لائل پور پاکستان م ۱۳۰۰ھ
- مولانا محمد عبدالغفور پڑاوی شیخ القرآن علامہ مقبول و مقبول خطیب شعلہ بیان وزیر آباد پاکستان
- مولانا مفتی عبدالحمید قادری م ۱۳۹۳ھ
- مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں فرزند اکبر م ۱۳۸۵ھ
- مولانا شاہ رفاعت حسین مفتی اعظم کانپور، امین شریعت صوبہ بہار م ۱۴۰۳ھ
- مولانا غلام جیلانی مانسہرہ پاکستان
- صدر الدین جامع مقبول و مقبول مولانا غلام جیلانی غفلمی
- مولانا تقدس علیخان رضوی سابق مہتمم دارالعلوم منظر اسلام بریلی م ۱۴۰۸ھ
- مولانا محمد علی آنولوی حامدی نائب مدیر ماہنامہ یادگار رضا بریلی
- مولانا قاری غلام فی الدین ملہ دانی، نبی تال

عہدہ مندرجہ بالا نام نہایت اعتقاد کے ساتھ نذر عنوان ہیں ورنہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے تلامذہ کی کثیر تعداد ہے۔ حضرت تقدس کے تلامذہ حضرات کو خود و اعانت قبل قدس سرہ نے سندت عطا فرمائی۔ دارالعلوم ہند منظر اسلام بریلی کے درجہ عالی میں شیخ الحدیث اور صدر المدین کی جگہ کام کیا۔ (عنایت محمد خاں غوری سند ہند جانشین، ص ۶)

لے مفتی اعظم اور میں نے وہوں نے حجۃ الاسلام سے پڑھی ہیں غلیفہ امام احمد رضا علامہ حسین جیلانی کا ارشاد اتم اسخوف کے پاس ٹیپ میں محفوظ ہے۔

لے حضرت تقدس میاں مرحوم کا راقم اسخوف سے ارشاد

(باقیہ صفحہ آئندہ پر)

آپ معمول کے مطابق روزانہ دارالعلوم کے دفتر میں تشریف لاتے اور مولانا تقدس علیخان رضوی نائب مہتمم سے امتحانی امور پر تبادلہ خیال کرتے۔ مفتی قلیار خاں مرحوم، مولانا مفتی ابراہیم صدیقی تھری اور شمس الحسن شمس بریلوی فاضل مشرقیات سے سبھی تعلیمی معاملات میں مشورہ فرماتے اور ان کی رائے کی بڑی قدر و منزلت کرتے تھے۔

طلبہ کی تدریس اور قیام و طعام میں بغض نفیس دلچسپی لیتے۔ محدث اعظم پاکستان شیخ الحدیث مولانا سوار احمد کی ایسی تعلیم و تربیت فرمائی کہ خود فیتہ المصلیٰ اور قدوری تک پڑھایا۔ اپنے گھر ہی میں لعمامہ کا انتظام فرمایا تا آنکہ لوگ شیخ الحدیث کو حامی خاندان کا فخر خیال کرنے لگے۔ اور یہ انداز تعلیم و تربیت آپ کا عام تھا۔ جس سے ہر مفتی طالب استفادہ کرتا۔ جہانوں کی پذیرائی امام احمد رضا کے خاندان کا عام دستور تھا۔ آپ کا دو لنگر خانہ جہانوں کیلئے مہمان خانہ اور طلبہ کے لئے لنگر خانہ ہوتا۔ اور ہر راتے جانے والا آپ کے دسترخوان بکف و کرم کا خوش رہا۔ آپ ان تمام خصوصیات کے جامع تھے جو ایک مجدد کے جانشین میں ہونی چاہیے۔ آپ کا نہ صرف اپنے معاصر بلکہ اصاغر علماء کے ساتھ یہ معمول تھا کہ وہ مہاروں کی ضروریات کا خود خیال کرتے۔ رجسٹر کے ہنگام میں وہ امور جو خدام اور کارکنان کے ذریعے انجام دیئے جاتے حضرت حجۃ الاسلام خود انجام دیتے تھے۔ دارالعلوم منظر اسلام کا عظیم الشان اجلاس بریلی میں ہوا تھا، علماء کا ہجوم، مردین، معتقدین کا شاندار اجتماع تھا ہر شخص کی پذیرائی کا اسکی حیثیت کیلئے انتظام تھا۔ علی الصباح مولانا محمد عارف اللہ قادری میرٹھی نے دستک سنی۔ وہ روزہ جو کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ خود حضرت حجۃ الاسلام گرم پانی کا لڑائے وضو کیلئے ایستادہ تھے۔

اللہ کے کوئے دوست کی روشن مجالیاں، ہر روزہ پہنچتی ایمین لئے ہوئے (ضیاء باس اشعی)

(باقیہ صفحہ آئندہ پر)

۲۔ اپنے زیر سایہ کھڑے آپ کی تربیت فرمائی اور فیتہ شریف اور قدوری تک کتابیں پڑھائیں۔ م ۱۴۰۳ھ ۱۹۵۹ء لے مولانا محمود احمد قادری نے ذکر علماء المصنف ص ۸۰۔

۳۔ مولانا محمد صدیق خاں بریلی تعارف علماء المصنف ص ۲۳۰ لے مولانا محمود احمد قادری نے ذکر علماء المصنف ص ۸۰۔

۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد عارف اللہ قادری نے ذکر علماء المصنف ص ۲۳۰ لے مولانا محمود احمد قادری نے ذکر علماء المصنف ص ۸۰۔

۵۔ مولانا مفتی محمد عارف اللہ قادری نے ذکر علماء المصنف ص ۲۳۰ لے مولانا محمود احمد قادری نے ذکر علماء المصنف ص ۸۰۔

۶۔ مولانا مفتی محمد عارف اللہ قادری نے ذکر علماء المصنف ص ۲۳۰ لے مولانا محمود احمد قادری نے ذکر علماء المصنف ص ۸۰۔



## حجۃ الاسلام بانی منظر اسلام

تذکرہ جمیل کے تذکرہ و اوراق میں حجۃ الاسلام کے کارنامے نمایاں پدیدہ ناطقین کے جہاں چکے ہیں۔ مگر مندرجہ بالا عنوان منظر اسلام کی تاریخ میں جہاں اک گوشہ مستور و روشن کر رہا ہے وہاں آگے اور حسین باب کا اضافہ بھی کر رہا ہے۔

امام احمد رضا اپنی تصنیف و تالیف و فتویٰ نویسی اور فرقہ فساد کی تردید میں اس حد تک معروف تھے کہ خود بھی ارشاد فرمایا "بسم اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جہیں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں" (المفروضات ص ۹۰)

غالباً ہی وجہ تھی کہ مصباح التہذیب و حسی بنیاد حضرت مولانا مفتی علی خاں والد ماجد امام احمد رضا خاں نے ۱۲۸۹ھ میں رکھی کے بعد بریلی میں اہلسنت کا کوئی باقاعدہ دارالعلوم نہ تھا۔ مگر امام احمد رضا کی ذات ہی اپنے دور میں ایک دارالعلوم اور مخزن العلوم تھی درس و تدریس کے زور شور کا یہ عالم تھا کہ طلباء دور دور سے اپنے مدارس چھوڑ کر بارگاہ رضوی میں حاضر ہوتے معلوم و فنون سے فیضیاب ہوتے۔ حیات اعلیٰ حضرت میں ۱۳۱۱-۱۳۱۲ھ

بائیں ہر ایک باقاعدہ دارالعلوم کی ضرورت محسوس تھی۔ مگر امام احمد رضا اپنی دینی مصروفیات کی وجہ سے اس سلسلہ میں توجہ نہیں فرما سکے کہ امام احمد رضا کے مزاج شناس اصحاب و خدام نے ایک سید صاحب کو اس سلسلہ میں واسطہ بنایا اور سید صاحب نے اس اہم و دینی ضرورت (مدرسہ کا قیام) کا ذکر فرمادیا اور امام احمد رضا سے اس کی پرورد سفارش بھی کر دی۔

امام احمد رضا مدرسہ کی زور واریوں خصوصاً سرمایہ کے حصول کی وقتوں سے واقف

لے قبل سید امیر محمد صاحب جو اعلیٰ حضرت قبلہ کے فاضل دوست تھے اور وہی قیام دارالعلوم کو محدود تنجیل سے نکال کر منظر عام پر لانے والے تھے۔ مولانا حسین رضا خاں سیرت اعلیٰ حضرت ص ۱۹

تھے۔ پھر مزید یہاں آپ کے پاس اتنا وقت ہی کہاں تھا کہ آپ بذات خود اس کام کو انجام دیتے۔ آپ نے اس خدمت سے معذرت کر لی۔ مگر مشیت ایزدی کو منظر اسلام کا قیام اور عالم دین کا اعلام منظور تھا۔ سید صاحب مذکور امام احمد رضا کی خدمت میں یوں گویا ہوئے۔

"حضرت! اگر آپ نے مدرسہ قیام نہیں فرمایا تو بدعتیہ لوگوں و یوں بند یوں و پابیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہے گا اور میں قیامت کے دن ضیغ اللہ نہیں مسمی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ کے خلاف نالش کروں گا۔ یہ سننا تھا اور وہ بھی آل رسول کی زبان سے امام احمد رضا لرزہ برآمد ہو گئے اور فرمایا سید صاحب! آپ کا حکم بسر و چشم منظور ہے مدرسہ قائم کیا جائے اس کے پہلے ماہ کے اخراجات میں خود ادا کر دوں گا۔ پھر بعد میں دوسرے لوگ

اس کی ذمہ داری سنبھال لیں گے

اس روایت کے پس منظر سے منظر اسلام کی تاریخی اور واقعاتی حقیقت کھل کر سامنے آگئی اور اس سلسلہ میں امام احمد رضا کی رضا اور اعانت و نصرت کا بھی علم ہو گیا۔ اسی مناسبت سے تاریخ میں امام احمد رضا کو منظر اسلام کا بانی قرار دیا گیا۔ مگر حتمی سنت ماحی بدعت حضرت مولانا شاہ سراج الدین سلامت اللہ نقشبندی مجددی رامپوری ص ۱۳۳۸ھ نے منظر اسلام کا معائنہ فرمایا لے اور طلباء کا امتحان لیا تو اپنی تفصیلی رپورٹ میں یہ تحریر فرمادیا "ان میں سے تمام ہندوستان میں اس وقت جو بدعت و شوکت و جہاد و شہرت اور اقبال و بہت و قوت و ثروت نمایاں و معنوی علمی و عملی حق تعالیٰ نے جناب حامی دین متین و ارشد برحق حضرت خاتم النبیین صلی

لے حضرت مولا تاج الدین علی خاں رضوی سابق بہتم دارالعلوم منظر اسلام بریلی کا رقم الحروف سے ارشاد ہے یہ دعایہ حضرت موصوف نے حضرت حسن میاں کے دور ہاتھام میں فرمایا۔ حسن میاں کا سال وصال ۱۳۶۶ھ ۱۹۰۸ء اور منظر اسلام کا سال بنیاد ۱۳۶۳ھ ۱۹۰۴ء ہے اور یہ دعایہ انیس تین سال بدعت کے درمیان ہوا۔



اللہ علیہ وآلہ وسلم مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی متبع اللہ المسلمین  
ابن ابی بقاء رحمہ اللہ ان کی درازی عمر سے اہل اسلام کو فائدہ نصیب کرے  
گو جس قدر عطا فرمایا ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن اور ان کی سعی  
بیشع قبول فی الدین اور ان کی تصانیف مبارکہ روز مبطلین سے دلائل اور  
مہر امن ہے اور یہ شہید مصداق ہیں مضمون حدیث نہاکہ ان اللہ  
جند کل بدعتہ کبید بعد الاسلام ولینا من اولیائہ یدب  
عن دینہ لہ بے شک ہر بدعت و بدعتی جس سے اسلام پر داؤ کیا  
جاتے اس کے مقابل اللہ کا لشکر اس کے اولیا میں سے کوئی ولی تھا  
ہے جو اس کے دین کا دفع کرتا ہے (رضوی)

حضرت مولانا کے فیضان کا ادنیٰ اثر یہ ہے کہ ان کے فرزند احمد  
صاحب ہمت بلند جامع انصار سعادت ماحی بدعت حاصل تو اتنے شریعت  
قرۃ العین العلامہ مولانا احمد رضا خان صاحب طول عمر و زید قدردان کی عمر  
طویل اور عزت زیادہ ہو (رضوی) نے ایک مدرسہ خاص اہلسنت کے  
بنام "منظر اسلام" بنیاد ڈالی جسکی صرف بریلی والوں کے نہیں بلکہ تمام  
اہلسنت ہندوستان کے واسطے اشد ضرورت تھی اس کے وجود اور خوبیاں  
دو اور مدرسہ اور اس کے مقاصد کے ملازم سے مفصل ہوں گی۔

بہترین امتحان سالانہ مدرسہ مذکور حسب اطلب فقیر اقامت الحروف

لفظ مطلب یہ ہے کہ بدعت میں اہل حق اور عامیہ دین کی جو صفیں بتائی گئی ہیں وہ ان میں موجود ہیں۔  
۱۔ ہر قسم کی خوبیوں و فضائل کے جامع  
۲۔ بدعت کو مٹانے والے  
۳۔ شریعت کے مایہ ناز  
۴۔ نگاہ مبارک کی تحسین  
۵۔ دارالعلوم منظر اسلام رضا نگر سودا گرانہ بریلی شریف ۱۳۲۲ھ میں قائم ہوا۔

وہاں حاضر ہوا اور احوال مدرسہ اور مدرسین اور مبلغ علوم طلبہ اور طرز تعلیم  
واقف ہوا ہر قسم کے طلبہ ہندی و متوسط و متہدی کے متعدد جلسہ امتحان  
میں شریک اور علوم و نیب ضروریہ معقول و منقول خصوصاً علم تفسیر و  
حدیث و فقہ و سیر و اصول وغیرہ میں امتحان کی کیفیت پر مطلع ہوا۔ الحمد  
للہ کہ بہرکت حسن سعی مدرسین اور خوبی انتظام ناظمین اکثر طلبہ علوم دین  
کو مستعد اور اس بشارت کے بشیر پایا۔ (ایزال اللہ یغرس فی  
ہذا الدین غرساً یستعملہم فی طاعتہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ اس  
دین میں کچھ پودے لگاتا رہے گا۔ جن سے اپنی طاعت میں کام لگیا (رضوی)  
بالخصوص منتہی طلبہ کی ملو بہمت اور حسن تقریر و مطالب اور تحسیرات  
فتاویٰ جو دیکھنے میں آئے اس سے نہایت شادمانی ہوتی۔

اللہ تعالیٰ اس مدرسہ کو حسن ترقی روز افزوں عطا فرمائے  
ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم و نفع جناب مولانا حسن رضا خاں صاحب  
دام حمد ہم سے امید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارک سے جسکی نظیر اقلم ہند  
میں کہیں نہیں ہے۔ ایسی برکات فائض (جاری) ہوں جو تمام  
اطراف و جوانب کے غلامات اور کدورت کو مٹائیں۔ اور ترویج عقائد حقہ  
منفیذ (بلند) اور ملت بریضا شریفہ حنفیہ کے لئے ایسی مشعلین روشن  
ہوں جن سے عالم منور ہو۔

تمام اہلسنت کو واسطے توجہ خاص اور شرکت عام اس مدرسہ  
کے محدثین فقہاء، محققین اور ائمہ دین کیلئے یہ ہدایت پس ہے۔  
العلوم دین فائز واعین تاخلاق دین کو یہ علم (یعنی قرآن  
و حدیث فقہ وغیرہ کا علم) دین ہے۔ لہذا تم دیکھو کہ اپنا دین کس سے حاصل  
کر رہے ہو (رضوی) اور بحسب الصلاۃ فی الدین دین میں تصلب



لازم ہے (رضوی) واللہ سبحانہ الموفق والمعين۔ فقط  
کاتب حبیب احمد نوری جماعتی غفرلہ القوی۔ خادم الجامعہ الاسلامیہ للتحقیق  
رام پور یوپی۔ مورخہ ۲۴ صفر منظر ۱۴۲۸ھ بروز شنبہ شریف  
مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۷ء

اس مشاہداتی رپورٹ سے برکوک پاک ہندوستان میں منظر اسلام کی خداست  
عالیہ، برکات جاریہ اور طلبہ کا معقول و منقول میں علوم نافعہ کا علم ہوا۔ حضرت مولانا سراج  
الدین شاہ سلامت اللہ قدس سرہ نے اپنی مندرجہ بالا رپورٹ میں امام احمد رضا کے اولیٰ  
فیضان کے نتیجے میں حجۃ الاسلام کو منظر اسلام کا بانی قرار دیا۔ حضرت مولانا حسن رضا خاندان صاحب  
حسن بریلوی (م ۱۳۲۶ھ) کے حسن اہتمام کرمیہ اور منظر اسلام کو بے نظیر مدرسہ فرمایا۔

## حجۃ الاسلام منظر اسلام میں بحیثیت محدث بریلوی اور صدر المدرسین

آپ پہلے ہی پڑھ چکے ہیں کہ حجۃ الاسلام نے اپنے والدنا دار امام احمد رضا کی زندگی ہی  
میں طلبہ کو پڑھایا اور آپ نے آپ کے تلامذہ کو سند سے بھی نوازا۔ انہیں ایام میں حضرت مولانا  
حنین رضا خاں خلیفہ امام احمد رضا اور حضرت مفتی اعظم ہند جانشین امام احمد رضا کو آپ نے پڑھایا  
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے پڑھانے کا سلسلہ کبھی جزوی اور کبھی کلی طور پر جاری رکھا۔  
حضرت مولانا رحمہم الہی صدر المدرسین اور محدث منظر اسلام ستاد حضرت مفتی اعظم ہند کے ۱۳۵۴ھ  
۱۹۳۶ء میں بریلی سے میرٹھ چلے جانے کے بعد منظر اسلام میں یہ صرف حدیث بلکہ معقول و منقول کے  
اعلیٰ درجات کی کتابیں بھی آپ نے ایسی پڑھائیں کہ شاید باید۔ ہر درجہ میں پڑھنے والوں  
کا ہجوم رہا۔ اور آپ کی معروفیات میں خاصہ اضافہ رہا۔ آپ نے اپنے ایک مکتوب میں تحریر  
فرمایا "اس سال بوجہ حدیث شریف پڑھانے کے فقیر کو قطعاً فرصت نہ ملی۔ درمیان سال میں

مدرسہ اول دارالعلوم منظر اسلام بعض احباب کے اصرار سے میرٹھ کو بھیج دیتے گئے، درس فقیر  
کے سر رہا"۔

مدرسہ کے ساتھ ہی جب بھی موقع پیش آیا آپ نے اپنے والد ماجد سے استفادہ کا  
سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ امام احمد رضا نے جب علم توقیت موجودہ انداز میں پڑھانا شروع کیا تو  
حجۃ الاسلام بھی مولانا ظفر الدین بہاری مولانا حکیم سید شاہ عزیز غوث وغیرہم کے ساتھ شریک۔  
درس رہے۔

آپ کا کام اس کے علاوہ امام احمد رضا کیلئے ائمہ سے کتابیں نکال کر لانا اور سندوں کی  
عبارتیں تلاش کر کے پیش کرنا بھی تھا۔ آپ کی یہ خدمت ۱۳۲۶ھ تک جاری رہی۔ تا آنکہ حضرت  
مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی کے وصال کے بعد منظر اسلام کا اہتمام آپ نے منجبال لیا پھر  
امام احمد رضا کی خدمت میں کتابیں پیش کرنے اور سندوں کی تلاش کا کام مفتی اعظم مولانا شاہ  
محمد مصطفیٰ رضا خاں کے سپرد ہوا۔

## دارالعلوم منظر اسلام کا شاندار اجلاس

تاریخ گواہ ہے کہ دارالعلوم منظر اسلام کے یوم تاسیس سے آج تک اس کا ہر سالانہ  
اجلاس فقید المثال رہا ہے۔ مگر ان سطحوں میں ۲۱/۲۲/۲۳ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹/۲۰/۲۱ دسمبر  
۱۹۳۳ء کے شاندار اجلاس کی تیاریوں اس میں مدعوین علماء مشائخ اور علماء کرام کا مختصر ذکر کیا جا  
رہا ہے۔ تاکہ حجۃ الاسلام کا منظر اسلام کے تریں دور اہتمام کا منظر انکھوں میں آجائے۔ اور آپ کے  
لے مولوی ذرات رسول عادی کے نام حجۃ الاسلام کے مکتوب کی خوشگوار قلم اخروفت نے جناب وجاہت دیوں  
قادر سے حاصل کر لی ہے۔

۱۔ مولانا ظفر الدین فاضل بہاری حیات علیہ المرت ۱۵۹

۲۔ مولانا سنین رضا خاں سیرت اعلیٰ حضرت ص ۱۱۶-۱۱۷

۳۔ تفسیر وحدیث اصول وفروع کلام و منطق و فلسفہ ریاضی وغیرہ میں آپ کو بطور حاصل تھا۔ آپ کا مدرسہ  
بیضاوی، شرح عقائد، شرح چمنی بہت مشہور تھا۔

حجۃ الاسلام نمبر ۱۳۵۲ھ ۱۹۵۹ء ص ۲۰



غیر منقسم ہندوستان میں مہلت و شہرت کا اندازہ ہو سکے۔ اور یہ بھی معلوم کیا جاسکے کہ ان اماموں کا فاضل  
 دینیوں، علمائے عالمین اور طلبائے کمالین سے منظر اسلام کا منظر کتنا دلکش ہوگا۔ حضرت حجۃ الاسلام کے  
 مندرجہ ذیل مکتوب سے آپ کی مصروفیات اور کاوشوں کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ آپ نے  
 تحریر فرمایا: ”یہاں آج کل دارالعلوم کے جلسہ ہائے سالانہ کے انتظامات زیر نظر ہیں۔ عجلت میں  
 شوری کا انعقاد چرچا ہے اور سارے عائد شہر کی توجہ منقطع ہے۔ اس سال قیچہ عثمان بہترین  
 صورت میں رکھا جاتا قرار پایا ہے۔ میں طالب علم و تبار فضیلت کے قابل تیار ہونے لیا،  
 روسائے شہر کی رائے ہے کہ گورنر بریلی حافظ احمد سعید خاں صاحب (جو میری ملاقات کے اشتیاق  
 میں دہلی سے پہنچے آئے) اور میرے موجود نہ ہونے کے باعث ملاقات نہ ہو سکی (چونکہ ان مسلمان  
 گورنر میں الہذا جلسہ سالانہ میں انھیں دعوت دی جاتی ہے۔ اور نواب سر منزل اللہ خاں اور سر محمد یوسف  
 وغیرہ عائد ہند اور مشائخ میں سے جناب دیوان صاحب ایمیر قدس اور میر جہاغت علی شاہ صاحب  
 پیر پنجاب وغیرہ منتخب حضرت کو بلایا جائے۔ جسکے معارف کا تخمینہ تقریباً ۹۰۰ کیا گیا ہے۔ مولیٰ  
 تعالیٰ بخیر انجام پہنچائے اور جلسہ دارالعلوم کو نتیجہ خیز کرے۔“

## مشاہیر خلفاء

حضرت حجۃ الاسلام جامع الکمالات بزرگ تھے۔ آپ کے مریدین اور خلفاء غیر منقسم ہندوستان  
 کے ہر علاقے میں پائے جاتے تھے۔ آپ کا سلسلہ آپ کے خلیفہ اکبر حضرت مفسر انظم ہند مولانا  
 محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کے خلفاء اور صاحبزادگان سے یورپ، افریقہ کے علاوہ بادشیس

سے مولوی وزارت، رسول حامدی کے نام حجۃ الاسلام کے مکتوب کی فوٹو کا پی راقم اکھروں نے جناب وجاہت  
 رسول قادری سے حاصل کر لی ہے۔

آپ حضرت سید شاہ آل رسول صاحب قدس سرہ کا سلسلہ حضرت کے خاتم الخلفاء فخر العلماء، شاہ عبد  
 المصطفیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ اور ان کے خلیفہ و خلیفہ صاحب سجادہ جناب مولانا  
 مولوی محمد عطاء صاحب ملکہ اللہ تعالیٰ و زوادی علم و عمل و فضل سے جاری ہے۔ اس سلسلہ کے بھی کثیر  
 مریدین و صاحب سلسلہ بلا عرب و عجم ہند میں ہیں۔ آج العلماء سید محمد میاں قادری خاندان بنگالہ میں ۸۸

میں بھی خوب پیلا۔ ان سطور میں حضرت حجۃ الاسلام کے مشاہیر خلفاء کے نام دیتے نظر میں آئیں۔

- ۱۔ مولانا ظہیر الحسن اعظمی مدنون اودھ پور
- ۲۔ مولانا حافظ محمد میاں صاحب اشرفی رضوی علیہ السلام۔ اسپاری ضلع دربھنگہ بہار م ۱۹۳۵ء
- ۳۔ مولانا عنایت محمد خاں خوری فیروز پوری
- ۴۔ مولانا مفتی ابراہیم حسن صدیقی کلہری مدنون لہر ضلع شاہجہاں پور
- ۵۔ مولانا ولی الرحمن پوکھر پوری مدنون مظفر پوری م ۱۹۳۴ء
- ۶۔ مولانا حماد رضا خاں نسائی میاں بریلی ضلع اصغر مدنون کراچی ۱۹۵۶ء
- ۷۔ مولانا قادری احمد حسین فیروز پوری مدنون گجرات م ۱۹۶۰ء
- ۸۔ مولانا سردار ولی خاں عرف غرو میاں بریلی مدنون ملتان
- ۹۔ مولانا مشتعلی خاں کلکندی مدنون پٹی بھیت م ۱۹۶۰ء
- ۱۰۔ مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد الوری مدنون دہار و آٹالا پور م ۱۹۶۱ء
- ۱۱۔ محدث و فاضل پاکستان مولانا سردار احمد لکھن پوری م ۱۹۶۳ء
- ۱۲۔ مولانا شاہ محمد اجمل سنہلی م ۱۹۶۳ء
- ۱۳۔ مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں صاحب سجادہ خلیفہ اکبر م ۱۹۶۵ء
- ۱۴۔ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جوہی پوری مدنون حیدر آباد سندھ م ۱۹۶۰ء
- ۱۵۔ مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں رضوی بریلی مدنون لاہور م ۱۹۶۲ء
- ۱۶۔ مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن قادری دعاء نگری م ۱۹۸۱ء
- ۱۷۔ محدث بریلی مولانا محمد احسان علی مظفر پوری م ۱۹۸۷ء
- ۱۸۔ مولانا محمد سعید سنہلی فیروز پوری م ۱۹۸۶ء
- ۱۹۔ حاجی الرسول صوفی عزیز احمد بریلی م ۱۹۸۵ء
- ۲۰۔ مولانا رحمان رضا خاں رحمانی میاں بریلی نمبر اکبر م ۱۹۸۵ء
- ۲۱۔ مولانا شاہ رفعت حسین مفتی اعظم کان پور میں شریعت بہار م ۱۹۸۳ء



۲۲۔ مولانا رضی احمد ہارنوی دھوبی بہار

۲۳۔ مولانا شاہ ابوسہیل انیس دالم این شریعت بہار

۲۴۔ مولانا قاضی فضل کریم قاضی شریعت بہار

۲۵۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی م ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء

۲۶۔ یادگار سلف مولانا الحاج تقدس علیخان رضوی بریلوی مدون پیرجوگوشہ سندھ

۲۷۔ راقم الحروف محمد براہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی بالی و سربراہ سنی رضوی سوسائٹی انڈیا شیلہ

۲۸۔ مولانا مفتی نضر علی نعمانی، کراچی ۱۹۰۹ء تا ۱۹۸۰ء پیر قیام آباد سندھ ۳۰۔ مولانا محمد علی آنروری

## تصنیف

آداب محرکابی ہوں یا مصروفیات خانقاہی و دس و تیس کے اوقات ہوں یا سنی مسلکی معاملات۔ ان گوناگوں مشاغل کے باوجود جب کبھی بھی موقع میسر آتا آپ اپنے والد ماجد کی روش کے مطابق فتویٰ نویسی میں متوجہ ہو جاتے اور تصنیف و تالیف کا کام بھی جاری رکھتے اس میں شک نہیں کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں بہت سے فتوے لکھے۔ دوسری اور مسلکی ضرورت کے مطابق کتابیں بھی تصنیف فرمائیں۔ نعت گوئی میں تو آپ کو شغف نام تھا مگر آپ کا علمی اور قلمی ذخیرہ عدم تحفظ کی زد ہو گیا۔ راقم الحروف آپ کے ذخیرہ نعت سے ”بیاض پاک حجت الاسلام“ کے تاریخی عنوان سے ایک اور شقیں ”ذریعہ التجا“ جمع کر کے مکتبہ ذیل سلور میں آپ کی تصنیفات کی نامکمل فہرست پیش کی جا رہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ راقم الحروف غیر قادری مگر بارگاہ رضوی محمد براہیم خوشتر صدیقی، سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں قطب مدینہ مولانا شیخ ضیاء الدین قادری سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریدہ میں حضور مفتی اعظم سندھ سے اور سلسلہ عالیہ نوریدہ رضویہ قادریہ میں مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں، مفسر و عظیم ہند مولانا محمد براہیم رضا خاں جیلانی میاں اور مفتی مولانا الحاج تقدس علیخان رضوی قدس سرہم سے انور و مجاز ہے۔

۲۔ داود اور قابلیت شریعت۔ بکھتر قابلیت داود است  
۳۔ ہفت روزہ رمضان مصطفیٰ اگرچہ انوار۔ حجت الاسلام نمبر ۱۳۷۹ھ ۱۹۵۹ء ص ۸

۱۔ مجموعہ فتاویٰ قلمی

۲۔ انصار الربانی علی اسراف القادیانی (۱۳۱۵ھ)

۳۔ نعتیہ دیوان

۴۔ تمہید اور ترجمہ الدولۃ المکیہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

۵۔ الاجازات المتینہ لعلہار بکتہ والمدینہ ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۶ء

۶۔ تمہید کف الفقیہ الفارم۔ ۱۳۴۰ھ ۱۹۱۶ء

۷۔ تاریخی نام، خطبہ الوطیفہ الکرمیہ ۱۳۳۸ھ

۸۔ سد انصرار قلمی

۹۔ سلامۃ اللہ بل اللہ من جیل العناد والقتلہ ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء

۱۰۔ حاشیہ تلاجل قلمی

۱۱۔ کنز المصلیٰ پر حاشیہ ۱۳۲۳ھ ۱۹۰۵ء

۱۲۔ اجلی انوار الرضا ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۵ء

۱۳۔ آثار المبتدعین لہدم میل اللہ استین۔ میات علی حضرت ص ۱۱

۱۴۔ وقایہ اہل سنت، حاشیہ مکتوبات امام احمد رضا خاں ص ۵۳



## اسفار

حضرت حجۃ الاسلام خانقاہ قادریہ رضویہ کے سجادہ نشین اور امام احمد رضا کے برحق جانشین تھے۔ آپ کی مصروفیات میں ملی، ملکی، مسلکی اور خانقاہی تعلقات بھی کچھ شامل تھے۔ ہر سال شمال سے شعبان تک آپ پورے ہندوستان میں سرگرم عمل رہتے، چچا رمضان میں آپ کو مسلسل سفر بھی کرنا پڑتا۔ امام احمد رضا کی معیت میں آپ نے کئی سفر کئے۔ وبرا حق و ہدایت عظیم آباد پٹنہ کے تاریخ ساز جلسہ منعقدہ ۶ مارچ ۱۹۰۷ء، ۱۳ مارچ ۱۹۰۸ء و جب المرجب ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء میں شرکت کیلئے اپنے امام احمد رضا کی معیت میں سفر کیا۔ اور خدمت کی سعادت بھی حاصل کی۔ اور خانقاہ اسی سفر سے صوبہ بہار میں مسلسل آمد و رفت اور خانقاہی تعلقات کا آغاز ہوا۔ جو تا حیات جاری رہا۔

پھر امام احمد رضا کی معیت میں ۱۳۲۲ھ تا ۱۹۰۵ء کے سفر حج کا شاندار موقع پیش آیا۔  
 عربین طیبین میں آپ کے علمی اور عملی کارنامے ظاہر ہوئے۔ عالم اسلام میں آپ جانے  
 پہچانے گئے۔ پھر امام احمد شاہی کی معیت میں جبلپور کا پہلا سفر کیا۔ ۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ  
 ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بمقام عید گاہ ککلات تین ہزار کے اجتماع میں آپ  
 کا خطاب عام ہوا۔ اسی تاریخی جلسہ میں امام احمد رضا نے مولانا مفتی محمد برہان الحق جبلپوری  
 کی دستار بندی کی جسکی تکمیل حجتہ الاسلام کے ہاتھوں ہوئی۔ (مفتی محمد برہان الحق جبلپوری  
 اکرام امام احمد رضا ص ۶۷-۶۸) اس جلسے میں آپ اپنا پہلا دل اور جان بخش خطاب فرما رہے  
 تھے۔ سامعین ہر تن گوش شمع کر امام احمد رضا تشریف لے آئے۔ آپ کی تقریر سن کر  
 بہت مسرور ہوئے، داد دی اور کلمات حسین فرماتے۔ زندگی بھر آپ کے بیانات کی بنیاد  
 سچلکتہ، مغفّر پور، اودے پور، چٹوڑ، کالی پور، لاہور، یوپی، سی پی اور بہار کے شہریں  
 میں دہم دہی، لوگ آپ کی تقریر سنتے مر ڈھنٹے اور تائب ہوتے۔

(ہفت روزہ رفائے مصطفیٰ، ج۱۳، نمبر ۱۳۹، ۱۹۵۹ء ص ۳)

اسی طرح آپ نے دارالعلوم مصباح العلوم اشرفیہ مبارکپور میں خطاب فرمایا تو سامعین رنگ و  
گئے۔ مولانا قاری مصلح الدین صاحب قیام ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء اپنی آنکھوں و دیکھی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔  
”وہاں پر اہل شیعہ حضرات نے یہ کہا کہ ایسی نورانی صورت آج تک دیکھی نہ گئی۔ اور نہ ایسی مدلل تقریر  
سُنی۔“ معارف رضا کا راجی ص ۲۰۳۔

سفرِ لکھنؤ

یہ سفر وسیلہ غفر تاریخ کے صفحات میں نمودار محفوظ اور الاستقامت فوق الکرامہ بشارتیں  
دشادینہ ہے۔ اندازہ کیجئے فرنگی محل کھٹو کا تاجدار علم و فن مولانا محمد علی جوہر کا مرشد زین حضرت  
مولانا شاہ عبدالباری فرنگی محل قدس سرہ ۱۳۴۴ھ تا ۱۹۴۶ء کھٹو کے اسٹیشن کے پلیٹ فارم  
پر اپنے تدریسی خانقاہی اور سیاسی دوستوں کے جم غفیر کے ساتھ استقبال کیلئے تشریف فرما  
ہیں۔ اور عتبات الاسلام خادم الحرمین کے جلسہ میں شرکت کے لئے علماء کی معیت میں وارد ہوئے۔  
مولانا فرنگی نے بڑے محکوش اندیشہ کہا۔ مگر چشم فلک یہ نظارہ دیکھتی رہ گئی۔ اور مجمع شہرہ  
گیا کہ حجر الاسلام نے مصافحہ کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت مولانا عبدالحفیظ سابق مفتی اعظم گروہ  
م ۱۳۴۴ تا ۱۹۵۸ء بخون ملتان اپنا آنکلوں دیکھا حال بیان کرتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالباقی  
رحمۃ اللہ علیہ سے زمانہ خلافت میں کچھ باتیں سرزد ہو گئیں۔ ان پر علامہ حضرت نے گرفت فرمائی آخر  
سکار و صاف سے کچھ پہلے خدام الحرمین کے جلسہ میں علامہ ربیلی شریک ہوئے۔ اس وقت حجت  
الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالباقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے  
مصافحہ نہ کیا۔ اور ان کے یہاں قیام سے بھی انکار کر دیا اور فرمایا کہ اعلیٰ حضرت نے آپ پر  
جو اعتراضات کئے ہیں ان باتوں سے رجوع کیجئے۔ چنانچہ حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم  
الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے تحریر دی۔ اس کے بعد حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب  
رحمۃ اللہ علیہ خود فرنگی محل گئے۔ دونوں میں مصافحہ و معاندہ ہوا۔ حضرت مولانا حامد رضا خان نے  
حضرت مولانا عبدالباقی کے ہاتھ جوئے۔ اس لئے کہ وہ صحابی کی اولاد میں ہیں۔ اور وہیں قیام







الشفات نہ ہوگا۔ منو دینا میرا کام نہیں اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ  
یہدی من یشاء الی صراط مستقیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا  
ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ  
۱۵ صفر المظفر ۱۲۲۹ھ

علی صاحبہا والہ افضل الصلوٰۃ والصلوٰۃ والصلوٰۃ

مال بھی ہوا کہ اکابر و بزرگوار تھے رہے، خجالت و شرمندگی نہ ہاتھ تھے۔ رجوع و اتحاد ان لوگوں  
سے گزرنے لگا۔ اور ایک بہت بڑا مسئلہ باقی رہ گیا۔

فاریں آپ نے امام احمد رضا کا مکتوب گرامی پڑھا۔ اب اسی موضوع سے متعلق  
یہ بھی پڑھتے چلتے کہ بریلوی (اہلسنت) اور دیوبندی (فرقہ داری) کے اختلافات کیا  
ہیں۔ اس سلسلہ میں مشہور مؤرخ مولانا حکیم نعم الغنی رامپوری م ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۲ء کی کتاب  
”مذاہب الاسلام کی مندرجہ صفات بڑی معلوماتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

## فرقہ و بابیہ کے بعض عقائد

مولوی فضل احمد مفتی شہر لودھیانہ لکھتے ہیں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے  
ایک تو وہ ہیں جنہوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی اور اجماع امت سے علیحدہ ہو  
کر تقلید شخصی کا افکار کر دیا۔ ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔ مگر دوسری قسم کے وہابیہ  
ان کا فتنہ نہایت عظیم و ضرر رساں ہے۔ یہ وہ لوگ جو ظاہر میں بڑے زور و دعویٰ کرتے  
ہیں کہ ہم مقلد اور پکے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول و فروع میں واجب سمجھتے ہیں  
مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔ اس لئے امامت ان کی ناجائز  
اور وہ قابل نفرت ہیں۔ فہرست ان کے عقائد کی حسب ذیل ہے۔

① خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ لخصاً از سالہ یکروزی مولفہ مولوی محمد امجد علی

صاحب دیوبند صفحہ ۱۳۵ مطبوعہ فاروقی دہلی ۱۲۹۷ھ ہجری۔

② الف) اگر مراد از اعمال متین لذات است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست پس لا نسلم  
بلغظہ الخ۔ یکروزی وقوتہ الایمان مطبوعہ مطبع نول کشور بار دوم ۱۲۸۳ھ۔

ب) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں اختلاف ہوا ہے  
کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں ان اللہ علی کل شئی قذیر کے خلاف ہے (بلغظہ برائین  
قائلہ از مولوی خلیل احمد ساکن انیسوی صفحہ ۲ مطبوعہ مطبع ہلالی الہیہ پریس ساڈھورہ مطبع  
انبالہ ۱۲۸۹ھ۔ وصیانہ الایمان از مولوی محمد امجد علی دیوبند)

③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔  
(لخصاً وقوتہ الایمان صفحہ ۶۰)

④ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہیں  
(لخصاً ایضاً صفحہ ۱۳-۱۹)

⑤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے دو برابر ایک ذرہ ناچیز سے بھی بڑے ہیں۔  
(لخصاً ایضاً صفحہ ۵۵)

⑥ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شیخ بنا دے گا۔  
(بلغظہ لخصاً ایضاً صفحہ ۳۳)

⑦ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ حیات البنی نہیں مرکز دیوبند ہو گئے۔  
(بلغظہ لخصاً ایضاً صفحہ ۶۰)

⑧ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں  
(لخصاً ایضاً صفحہ ۸۶-۲۳-۲۹-۲۰)

⑨ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب خدا تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے  
(ایضاً صفحہ ۱۰-۲۶-۲۷-۲۸)

⑩ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب والوں جانتا شرک ہے (ایضاً



(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کھسکرنا شرک ہے

(ایضاً صفحہ ۱۰ - ۲۰)

(۱۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لئے کھڑا ہونا

شرک ہے۔ (ایضاً صفحہ ۲۰ - ۳۱ - ۳۳)

(۱۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد رسول اللہ کہنا شرک ہے

(مخصوصاً ایضاً صفحہ ۱۳)

(۱۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے

(ایضاً صفحہ ۳۱)

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں

(بلفظ براہین قاطعہ صفحہ ۲)

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شیطان کو عام زیادہ ہے

(مخصوصاً بلفظ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱)

(۱۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمرو

بلکہ ہر مہی و جنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے

(بلفظ حفظ الایمان مولفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی

صفحہ ۳۲۹)

(۱۷) خدا سے ہم کو کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں

(بسط البنات مولفہ مولوی اشرف علی صفحہ ۷)

مصدقہ "بأخدا وایم کار و باخلان کار نیست" بلفظ

(۱۸) حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے

(مخصوصاً ایضاً الحق از مولوی حمداً جمیل دہلوی صفحہ ۲ - مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ۱۳۹۱ھ)

(۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا بدعت و

شرک ہے۔ اور مثیل کہنیا کے جنم کے ہے۔ (مخصوصاً فتویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۳ -

براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد صفحہ ۲۲۹)

(۲۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔

(بلفظ صراط مستقیم از مولوی حمداً جمیل صفحہ ۸۹ - مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی ۱۳۸۱ھ)

(۲۱) کعبہ شریف میں جو چار مصلیے بنائے گئے ہیں وہ مذموم ہیں

(بلفظ سبیل الرشاد مولفہ مولوی رشید احمد)

(۲۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی میلاد شریف اور گیارہویں

شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا حرام ہے۔ مثیل ہنود

(فتاویٰ مولوی رشید احمد صفحہ ۱۶ - ۱۷)

(۲۳) ختم فاتحہ بزرگان قتل سوم، دہم، چہم وغیرہ کو ہنود کی رسم بیان کرتے ہیں

(براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد خلیفہ دہلی)

## یکسر ہزار سودا

آپ کی مغربی مصروفیات کا اندازہ ۱۳۵۲ھ ۱۹۳۳ء کے اس مکتوب سے بھی ہوگا۔

جس میں لاہور کے جلسہ مذکور میں شرکت کا بھی ذکر ہے۔ اپنے تحریر فرمایا: "میں لاہور

میں انجمن حزب الاحناف کے جلسے مقرر ہیں جہاں میری صدارت کی اشاعت کر دی گئی اور

میں وعدہ شرکت کر چکا ہوں۔ پھر فریوریز پور کے احباب نے اصرار کیا ہے کہ میں لاہور سے

وہاں آؤں۔ اور ایک شادی چند ماہ سے صرف میرے آنے پر ملتوی رکھی ہے جب میں

وہاں پہنچوں گا تو تقریر تاریخ ہوگا۔ اور تقریر تاریخ میرے ہی ذمہ رکھا ہے۔ براہ میں ملے سر

کے بعض احباب مصر میں کہ یہاں بھی قیام ہو۔ غرض یکسر ہزار سودا۔

و جہت رسول قادری ابن مولوی حاجی وزارت رسول قادری کے نام مکتوب کی موصولہ نوٹ لکھی۔



## لاہور میں آپ کا قیام

حضرت حجت الاسلام کالاهور میں قیام عموماً حضرت شاہ محمد غوث قادری کے مزار پر انوار پڑھتا۔ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں یہاں حاضر ہوتے اور خوب خوب استفادہ کرتے آپ کے مرید ہوتے۔ علما و آپ سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں مازون و مجاز ہوتے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد لاہوری کو بھی آپ نے مازون و مجاز فرمایا۔ ۱۹۲۳ء میں امتحان کے لئے جامعہ نعمانیہ میں ۱۹۳۳ء میں حضرت مولانا سید وید علی شاہ صاحب محدث الوری امیر انجمن حزب الاحناف لاہور کے عرس چہلم میں لاہور تشریف فرمایا ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ برائبر ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۳ء تک حزب الاحناف کے جلسے کی صدارت کے لئے لاہور آتے رہے۔ اور فیصلہ کن مناظرہ پر آپ کا یہ سفر لاہور اپنے حسن اختتام کو پہنچا۔ بہر حال آپ کا سفر مسلکی ہو یا ملی۔ یوم مسجد شہید گنج کے لئے لاہور کا ہوا پنجابیوں کے خلاف جلسہ خدام الحرمین میں شرکت کے لئے لکھنؤ کا ہو۔ ہندوستان کے طول و عرض میں ترقی و تہذیب

۱۳۹۲ھ ۱۹۴۳ء تک جاری رہا (انوار امیر ملت، محمد صادق قصوری ۶۶)

امرتسر کے پندرہ روزہ اخبار الفقہ نے بریلی اور پٹنہ میں ۱۵، اور ۱۶ جون کو نجدیوں کی مذمت میں ہونے والے دو جلسوں کی کارروائی بڑی تفصیل سے شائع کی ہے۔

## پٹنہ میں تشریف آوری

پٹنہ میں حضرت مولانا دوسی احمد محدث سورتی ۱۳۴۳ھ ۱۹۱۶ء کی قیام گاہ تھا اور محدث سورتی کو امام احمد رضا سے جو دوست و محبت تھی وہ شہرہ آفاق۔ پھر صاحبزادہ محدث سورتی مولانا عبدالاحد امام احمد رضا کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ امام احمد رضا ہی نے آپ کو سلطان الواعظین کے خطاب سے نوازا۔ آپ کو سفر حج میں بھی امام احمد رضا اور حجت الاسلام نے محمد بن کلیم قادری۔ تذکرہ مشائخ قادریہ ص ۲۵۳۔ بہتر وارفتہ کے مصنف نے انوار میں ۱۸ ج ۱ ص ۱۰۷

کی حدیث کا شرف حاصل رہا۔ اور یہ حجت الاسلام کا بڑا اعزاز تھا اور اولاد شریانیہ کا اظہار کہ محدث سورتی کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی۔ لے انہیں خصوصیات کے پیش نظر حجت الاسلام کا پٹنہ میں آنا جانا تھا۔ حضرت امام میاں قادری رضوی نبیرہ محدث سورتی رقمطراز ہیں۔

”وہ بائیس سال میں دس بارہ مرتبہ پٹنہ میں تشریف لائے اور اپنے والد ماجد کی عادت کے مطابق سب سے پہلے حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ کے لئے تشریف لے جاتے اور وہی جگہ قیام فرماتے۔ سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد کے مکان پر یا مولوی عبدالحق صاحب گرگھنوی م ۱۹۳۲ء ۱۳۵۰ھ کے یہاں۔ آخر میں ان دونوں حضرات کی وفات کے بعد آپ کا قیام مولوی محمد ابراہیم صاحب کی کوٹھی میں محدث سورتی کے مزار کے قریب ہو کر آتا تھا۔ پٹنہ میں آپ کی تشریف آوری اور چند روز قیام مسلمانوں کے لئے بڑی خوشی کا باعث ہوتے تھے۔ ہر آن الہی عقیدت گھیرے رہتے تھے اور قدم قدم پر لوگ پروانہ و رنار ہوتے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اہلبیت، صحابہ کرام اور بزرگان دین کے ادب و احترام کے قیام میں آپ ہمیشہ مصروف و منہمک رہے اور اعلیٰ حضرت کے قیام کردہ مدرسہ اودانکی تصانیف فتاویٰ کی ترتیب و اشاعت کی جانب خصوصی توجہ فرماتے رہے۔ آپ کی حیات میں اعلیٰ حضرت کی وفات اور جدائی کا غم بڑی حد تک لوگ محسوس نہیں کرتے تھے۔“

سوانح اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء

## اودے پور میں نزول احلال

اودے پور میواڑ راجستھان کو شرف رہا ہے کہ سارا کا سارا علاقہ حضرت حجت الاسلام کے گیسو کے ارادت کا امیر تھا۔ اور آپ کی روحانی مملکت کی راہدہائی۔ یہاں آپ کا لے خواجہ شمس چیدر۔ تذکرہ محدث سورتی۔ ص ۱۵۶ مطبوعہ کراچی پاکستان



قیام مسلسل رہتا۔ لوگ شب و روز دیوانہ وار آپ کی زیارت سراپا کرامت کرتے، پروانہ و انار ہوتے۔ زائرین کے سیلاب رواں میں آپ کا روئے تاباں زیارت گاہ عالم ہوتا۔ اس منظر کی چشم دید رپورٹ پڑھئے۔

”بارہ سال کی عمر میں پہلی بار حجۃ الاسلام کی زیارت کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ اودے پور سلاوت واڑی محلہ کی جامع مسجد میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انسانوں کا ایک سیلاب حجۃ الاسلام کی زیارت کے لئے رواں دواں دیکھا۔ اور اتنے عظیم اجتماع میں مجھے بھی حجۃ الاسلام کی ایک جھلک دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ اس سے پہلے میری آنکھوں نے ایسا گورا اور نورانی چہرہ نہیں دیکھا تھا۔ بس ایک ہی جھلک ہر بڑے اور چھوٹے کو مبہوت کر دیتی تھی۔ اور ہر آنے والا حلقہ ارادت میں داخل ہو کر (مرید ہو کر) ہی لوٹ پاتا تھا۔ چونکہ ہزاروں لاکھوں اس فیض سے استفادہ کر رہے تھے۔ لہذا کپڑے کی لمبل جو کئی گزوں پر مشتمل ہوتی تھی وہ لمبی کر دی جاتی تھی۔ اور لوگ اس طرح مہمل کپڑے کو پکڑ لیتے تھے اور حلقہ ارادت میں داخل ہوتے جاتے تھے۔ یہ عمل گھنٹوں جاری رہتا تھا۔ ایک ایسی کشش آپ کے وجود میں موجود تھی جو نہ صرف مسلمانوں بلکہ کسی غیر مسلموں کو اسلام کی سعادت حاصل ہونے کا سبب بنی۔ اور یہ فیضان جب تک وہ ذات اودے پور میں رہی یہ سلسلہ بڑھتا ہی گیا۔“

## اودے پور میں آپ کا فیضان

آپ کے اودے پور دورہ کے بعد بیس سال کی عمر تک میں نے دیکھا کہ اودے پور میں ایک بھی وہابی ڈھونڈنے سے نہیں مل پاتا تھا۔ اور ۱۹۳۴ء جب میں پاکستان آ گیا تو پھر تقریباً ہر سال اودے پور اور امیر شریف عرس میں حاضری کی سعادت حاصل رہی ہر گھر میں محفل میلاد اور صلوة و سلام کی برکتیں آج بھی وہاں موجود ہیں۔

لے واقف المعروف کے نام جناب قمر الدین احمد نجم مدرس پاکستان نعت کو نسل کراچی کا گرامی نام

یہ واقعہ ہے کہ آپ کا سفر ہندوستان کے ہر علاقے میں ہوتا اور جہاں ہوتا وسیلہ نظر ہوتا۔ اور ہر جگہ ارادت و زیارت کا منظر دیدنی ہوتا۔

## ”اے تماشا گاہ عالم روئے تو!“

ہندوستان کے اکابر علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ فکاہوں نے حجۃ الاسلام سے زیادہ حسین چہرہ نہیں دیکھا۔ پھر اس پر لباس کی سچ و سچ مزید برآں تھی۔ جو لباس بھی آپ زیب تن فرماتے وہ بھی آپ کے جہاں سے جگہ کا اٹھتا۔ جس مقام سے گزرتا ہوتا تو لوگ جن صورتی دیکھ کر انگشت بندھاں رہ جاتے اور سارا ماحول غزلخواں ہوتا۔

”دم میں جب تک دم ہے دیکھا کیجئے“

ان کی سنگت باتوں کا یہ عالم ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ اہل مجلس کا یہ حال ہوتا کہ ”وہ کہیں اور سنا کرے کوئی“ ”حسن خدا دادا ایسا کہ جس محفل میں ہوتے وہی جہاں محفل ہوتے۔ زکا میں کھلی کی کھلی رہ جاتیں۔ دیدہ ہوش پر نیم ہوش ہونے کا لگان ہوتا۔ لوگ دنور وید میں ہنگامہ کارہ جاتے اور آنے والا شخص بخیر و میں پکارا اٹھتا۔“

”ماہذا البشرا ان ہذا الاملاک کو نہ“

ان کا حسن و جمال علامہ کی بندش وارحمی کی وضع قطع اور پاکیزہ صاف ستھرا لباس اور بزرگی دلوں کو مستحضر کر رہی تھی۔ وہاں ہر شیعہ حضرات نے کہا کہ ایسی نورانی صورت آج تک دیکھی نہ گئی اور نہ ایسی مدلل تقریر سنی۔

(مولانا تاج محمد صالح الدین صدیقی م ۲۰۳۱ھ ۱۹۵۳ء ۱۹ عید الفطر ۱۳۷۱ھ)

آپ نہایت حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے سرخ و سفید چہرہ اس پر سفید ریش و آپ کا قد بالائے شانہ و بالاکھوں کے مجمع میں پہچان لیا جاتا تھا۔

ادیب شہیر حضرت شمس بریلوی

حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نور



مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوں سے ایسا روشن تھا کہ بس دیکھنے والے کا ہر دل کرتا کہ وہ حضرت کے شمع کی طرح روشن چہرہ کو دیکھتا ہی رہے۔ اور آپ کی یہ زندہ کرامت تھی کہ کئی بڑے بڑے ہندو کاہنت ۱۹۳۴ء میں اجیر شریف میں حضرت خواجہ غریب نواز کے عرس شریف کے موقع پر صرف آپ کا شمع کی طرح روشن چہرہ دیکھ کر ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ وہ یہ کہتے تھے کہ یہ روشن چہرہ بتاتا ہے کہ یہ حق و صداقت اور روحانیت کی تصویر ہیں۔

علامہ نور احمد قادری ایم اے فارسی - تاریخ اسلام نیشنل پبلیشرز

ایم۔ او۔ ایل - ایل۔ ایل۔ بی۔ پی۔ ایچ۔ پی۔ ایچ۔ یو۔ ایم۔ کے۔ ایل۔ ای۔ اے۔ یو۔ کے۔ آنرز

دعوت حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی۔ ص ۱ مطبوعہ کراچی

### ۱۳۵۲ھ لاہور کا فیصلہ کن مناظرہ ۱۹۳۴ء

مذہب الاسلام کے حوالے سے فرقہ واریہ کے بعض عقائد میں اپنے یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم توحید و عہد و بلکہ ہر صبی و جنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ بلفظ: حفظ الایمان مولفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ مطبع مجتہدانی دہلی ۱۳۲۹ھ ص ۱، بھی ملاحظہ فرمایا۔ اور یہی عقیدہ لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ کا موضوع قرار پایا۔ اس مناظرہ میں اہلسنت کی جانب سے دو مبند یوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے مقابلہ میں حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ محمد عطاء رضا خاں علامہ بریلوی مناظر منتخب ہوئے۔

اہلسنت کا یہ فیصلہ نہایت مناسب تھا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ حفظ الایمان میں اس عقیدہ کے کھنڈے والے تہدییات ہیں۔ وہ اس مناظرہ میں خود اگر اپنی مندرجہ الاعبات کو اسلامی اور اس عبارت کی روشنی میں اپنے آپ کو مسلمان ثابت کریں۔ اور یہ بھی طے پایا کہ وہ اگر خود نہ آسکیں تو کسی کو اپنا وکیل بنا کر بھیج دیں جس کی فتح و شکست تھا تو

صاحب کی فتح و شکست ہو۔ مخالفین نے یہ وعدہ بھی کر لیا کہ اگر مناظرہ میں مولانا تھانوی نہ آسکے تو ان کا وکیل ضرور آئے گا۔ مگر وہی ہوا جو اس سے پہلے ۱۳۲۹ء میں ہوا جس کی تفصیل آپ امام احمد رضا کے کتب بنام مولوی اشرف علی تھانوی میں پڑھ چکے ہیں۔

### مناظرہ میں علماء و مشائخ اہلسنت کا ہجوم

چشم فلک شاہد ہے کہ مسجد وزیر خاں لاہور کا وسیع و عریض صحن حق و باطل کا فیصلہ کن مناظرہ دیکھنے کیلئے ہزاروں فرزندان توحید و رسالت سے بھرا ہوا تھا۔ عوام کا بے پناہ ہجوم پھر اس میں مشائخ اہلسنت، حضرت حجتہ الاسلام علامہ بریلوی، شیخ طریقت مولانا شاہ علی حسین کچھوچھو، حضرت صدر الانامل مراد آبادی، حضرت پیر صدر الدین سجاد نشین حضرت موسیٰ پاک شہید ثانی، حضرت فقیر عظیم کوٹلوی، مولانا شاہ محمد صاحب سیالکوٹی وغیرہم کی تشریف آوری بڑی ایمان پرور تھی۔ ہر شخص مناظرہ کا منتظر تھا۔ وقت آیا اوگیا مگر مولانا تھانوی آئے اور نہ ان کے وکیل۔ اور ملت اسلامیہ کا وہ نامور و گستاخانہ عبادت جو ہنوز اہل حق کے سینوں کو چھلنی کر رہا ہے، ہمیشہ کے لئے باقی رہ گیا۔ ہاں! یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ حق کے سامنے باطل ہمیشہ مغلوب و مجبور رہا ہے۔ اور یہی ہوا کہ حضرت حجتہ الاسلام اس مناظرہ میں بھی فاتح و غالب رہے۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے ہم عقیدہ مفتوح و مغلوب۔ (تلخیص مہنتہ وار رضا کے مصطفیٰ گوجرانوالہ حجتہ الاسلام نمبر ۱۳۵۲) اہلسنت کی اس عظیم امتنان کامیابی پر مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کی جانب سے حضرت حجتہ الاسلام کے اعزاز میں ایک شاندار جلسہ کا انعقاد کیا گیا۔ اہل پنجاب نے اپنی آنکھوں سے امام احمد رضا کا یہ ارشاد "حامد منیٰ انا من حامد" حامد مجھ سے ہے میں حامد ہوں! کا نظارہ حامد رضا کی صورت میں بلا حجاب کیا۔ لوگوں نے حضرت حجتہ الاسلام کی خدمت میں نذرین عقیدت و محبت کی پیش کشیں۔ شعراء نے ہر یہ منظوم سے اپنے جذبات کا اظہار کیا عوام نے دل کھولی کر نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت سے آپ کا خیر مت دم کیا منظوم تہنیت



نامہ میں الحاج سید الیوب علی صاحب رضوی بریلوی کے مندرجہ ذیل اشعار مہنوز زبانِ زبور عوام میں ملاحظہ ہوں۔

### لاہور میں دولہا بنا جا مددِ حامدِ رضا

ہم منیوں کے پیشوا حامدِ رضا حامدِ رضا  
کیا نام ہے پیارا ترا حامدِ رضا حامدِ رضا  
اعدایہ ہے تیرا قضا حامدِ رضا حامدِ رضا  
اجباب الہی تو بقا حامدِ رضا حامدِ رضا  
چشمِ چراغِ اصفیا شمعِ جمالِ اقتدار  
مناذرا صانعِ خدا حامدِ رضا حامدِ رضا  
گھر گھر ترا افسانہ ہے ہر دلِ ترا یونان  
اسے جان محمد مصطفیٰ حامدِ رضا حامدِ رضا  
صورت ہے نورانی تری سیرت ہے لائقِ تری  
طیبت ہے تیری مرجعِ اہلِ رضا حامدِ رضا  
بگالِ تیرا حجازی مشتاق تیرا حبیبی  
پنجاب پر نہ ترا حامدِ رضا حامدِ رضا  
ہندوستان میں وہم ہے کس بات کی معلوم  
لاہور میں دولہا بنا جا مددِ رضا حامدِ رضا  
سمجھے تھے کیا انوکھا ہوا رانِ ملیں ہ گیا  
تیرے ہی سر پہ ابرِ حامدِ رضا حامدِ رضا  
جتھے رہیں گے حامدین تیرے ہمیشہ یقین  
پھولے چھلے گا تو مددِ رضا حامدِ رضا  
الیوب قلعہ محصور آیا نہ کوئی وقت پر  
تیرے مقابل منجھلا حامدِ رضا حامدِ رضا

لے مرادِ حضرتِ قدس سرہ

لے یہ اس نمیکہ کن مناظر کی طرف اشارہ ہے جو مسجدِ وزیر خاں لاہور میں منعقد ہوا تھا۔ جس میں شہزادہ علی حضرت خیر الاسلام بریلوی (علیہ الرحمہ) اور دیگر اکابر علماء و مشائخ اہل سنت تشریف لائے لیکن مخالفین میں سے کسی کو بھی آپ کے سامنے آنے کی ہرأت نہ ہو سکی۔

### ”مرادین پارۂ ناں نہیں“

شخصیتیں اپنے معاملات سے پہچانی جاتی ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں کہ ضرورت درپیش ہو۔ جلبِ منفعت کے لئے ماحول بھی سازگار ہو۔ پھر اپنے دامنِ کرم میں وہ پرسک نہ صرف کانٹوں بلکہ سپونوں سے بھی جھنک دیا جائے۔ ایک باعمل عالم حق کو مصلح اور خود آشنا و خدا آشنا شیخ کے علاوہ کون کر سکتا ہے۔

حضرت خیر الاسلام کا قلعہ اراوت ہندوستان میں خاصا وسیع تھا۔ آپ کے گیسو کے محبت کے اسیر امیر و غریب، علماء و مشائخ اربابِ دولت و ریاست، جسمی لوگ تھے مگر آپ کی زندگی میں حرص و مہوس، جلبِ منفعت کا دور دور تک نام و نشان نظر نہیں آتا ہاں اپنی زندگی کے ہر نشیب و فراز میں اپنے والدِ ذیشانِ امام احمد رضا کی روشِ ہر وقت پیشِ نظر رکھتے۔ آپ کی مندرجہ ذیل تحریر اس حقیقت کی کتنی تشارعاً کاس ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

عزیزم مولوی امانت رسول سلمہ کا خط دیکھا۔ مولے تعالیٰ انھیں دونوں جہان کی نعمت و دولت سے سرفراز کرے۔ ان کی ہمدردی کا شکریہ۔ دل سے دعائے خیر کے سوا کیا ہو سکتا ہے مگر فقیر کوئی زبردست دنیا دار عبداللہ ہم عبداللہ بنار فقیر نہیں۔ علی حضرت قبلہ کی روش میرے لئے بہترین اسوہ ہے۔ میں نے ناظمِ ننگندہ عزیز محترم منشی شیخ محمد حسین صاحب مرحوم کی تحریک پر جب بارہ سو روپے ماہوار کی جگہ پر نظر نہ کی تو اب چھ سو روپے کی ملازمت کر کے کیا دنیا طلبی کروں گا۔ نواب رامپور نے بیچاس ہزار روپے خانقاہ شریف کے نام سے دیئے کالاج دیا اور بار بار ان کے خطوط بنام فقیر آئے مگر الحمد للہ تعالیٰ نے فقیر نے اصلاً تو جواب نہ کی۔ مولیٰ تعالیٰ دین حق کا فادہ رکھے اور اس کی سچی خدمتوں کی توفیق رفیق



فرمائے اور خلوص نیت و اخلاص عمل کے ساتھ خالصاً بوجہ اللہ خدمت دین  
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جلائے اسی پرارے اور اسی پر مشرور فرمے  
آمین۔ میں جب کسی حیدر آباد گیا ان سے ملوں گا انہیں مطلع کروں گا  
یہ میرا کام نہیں کہ میں اپنی بالذات میز تقریفوں کے اشتہار چھپا کر وہاں  
بھیجوں اور دنیا سازی سے طلب دنیا کا جال بچاؤں۔ جب جاؤں گا اپنے  
کسی عزیز کے یہاں قیام کروں گا۔ جس سے میرا روحانی یا خون کا رشتہ  
ہوگا۔ بڑے بڑے روضے سے میرا کوئی علاقہ واسطہ نہیں ہے۔ رہی دین کی  
خدمت وہ جس طرح میرا رب مجھ سے لے میں اس کیلئے ہر وقت حاضر  
ہوں۔ والدعار

غیر محمد حامد رضا خان عفر  
خادم سجادہ و گدائے آستانہ رضویہ بریل  
دوم شعبان الحیر ۱۳۵۲ھ روز دوشنبہ ۱۷

”اُن کے صاحبزادے حضرت مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جن سے محمد کو چند دن  
فیض حاصل کرنے کا موقع ملا۔ بڑے حسین و جمیل بڑے عالم بے انتہا نوش اخلاقی  
تھے۔ ان کی خدمت میں بھی نظام حیدر آباد نے دارالافتاء کی نظامت کی درخواست  
کی اور اس سلسلے میں کافی دولت کالانچ دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں جس دروازہ  
فلائے کریم کا حقیر ہوں میرے لئے وہی کافی ہے۔“

## ملت بیضا کیلئے خون کا نذرانہ

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں ۸ نومبر ۱۹۳۵ء ۱۳۵۶ھ یوم مسجد شہید گنج کے سلسلے میں  
بعد نماز جمعہ شاہی مسجد لاہور سے ایک لاکھ فرزند ان توحید و رسالت ایک میل لمبا اسلمہ بند جلوس  
پولیس کے پہرہ میں روانہ ہوا۔ اس تاریخی اجتماع میں حضرت امیر ملت پیر سید جامع علی شاہ،  
مولانا شوکت علی نواب محمد امجد علی خاں مولانا غلام حبیب نیرنگ ایم ایل اے، مولانا منگل الدین  
مدیر الایمان دہلی، مولانا عبدالقدیر بدایونی، مخدوم پیر محمد الدین گیلانی کے علاوہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا  
حامد رضا خان بریلوی شریک تھے۔ (محمد صادق قصوری، انوار امیر ملت ص ۶۳-۶۶)  
جب جلوس دہلی دروازہ لاہور سے گزر رہا تھا کسی ہندو نے ایک پتھر پھینک دیا جو حضرت  
حجۃ الاسلام کی پیشانی پر لگا اور خون بہنے لگا حضرت سید ابوالبرکات نے اپنے روال سے  
چھیڑ دیا تاکہ مسلمان مشتعل نہ ہوں (سیدی ابوالبرکات ص ۳۵)

یہ استغفار کا وہ مقام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں میں سے کسی کسی کو عطا فرماتا ہے  
نہ نعمت و تاج میں نے شکر و سپاہ میں ہے

جوابت مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

لے وجاہت رسول قادر کی امین مولوی حاجی وزارت رسول حامدی کے نام مکتوب کی موصول نوٹ کاپی

لکھ منو حسین سیف الاسلام مولانا: تقویت ص ۶۹



## شجرۂ نسب

حضرت حجتہ الاسلام کی شادی حاجی وارث علی خاں دھین کا عقد حضرت مولانا مفتی علی خاں کی بڑی صاحبزادی، امام احمد رضا کی بڑی بہن حجاب بیگم سے ہوا (عہ) کی صاحبزادی کنیز عائشہ سے ہوئی۔ آپ وہ محترم عرش نصیب خاتون ہیں جن سے حضرت حجتہ الاسلام کا نام و نسب چلا۔ تا دم تحریر آپ کا شجر و نسب مندرجہ ذیل ہے۔

### امام احمد رضا خاں



لے دو سال کی عمر میں انتقال ہو گیا۔ جس کا خاندان پاکستان میں ہے۔ مفتی مولانا محمد مودود سجادہ نشین دہلی خاندان مودودی بریلی شریف  
عہ مولانا حفیظ الدین، حیات علی حضرت ص ۱۰

## نبیرۃ اکبر کی ولادت باسعادت

دس ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ کا دن نہ صرف خاندانہ امام احمد رضا بلکہ تمام متوسلین کے لئے بڑا یادگار دن تھا۔ جس میں نبیرۃ اکبر امام احمد رضا وصاحبزادہ اکبر حجتہ الاسلام مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اس جشن مسرت میں امام احمد رضا بنفس نفیس شریک تھے۔ منظر اسلام کے طلبہ کے لئے ان کی خواہش کے مطابق خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا۔

اس جشن مسرت میں شریک مولانا حفیظ الدین فاضل بہاری رقمطراز ہیں

”حضرت حجتہ الاسلام مولانا شاہ محمد رضا خاں صاحب کے برابر لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں اس لئے حسب لوگوں کی دلی تمنا تھی کہ کوئی لڑکا پیدا ہوتا تاکہ اس کے ذریعے اعلیٰ حق کے حبیب و نسب و فضل و کمال کا سلسلہ جاری رہتا۔ خداوند عالم کی شان کہ ۱۳۲۵ھ میں مولوی محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قبلہ کی ولادت ہوئی۔ نہ صرف والدین اور اعلیٰ حضرت بلکہ جملہ متوسلین کو از حد خوشی ہوئی۔ اس خوشی میں منجملہ اہل اولیٰ کے اعلیٰ حضرت نے جملہ طلبائے درس و محنت و جماعت منظر اسلام کی ان کی خواہش کے مطابق دعوت فرمائی۔ جنگالی طلباء سے فرمایا آپ لوگ کیا کھا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ”جھلی بہات“ چنانچہ دو چھل بہت وافر طریقے پر منگائی گئی۔ اور ان لوگوں کی حسب خواہش دعوت ہوئی۔ بہاری طلباء کو فرمایا آپ لوگوں کی کیا خواہش ہے؟ ہم لوگوں نے کہا ”برانی زردہ خیرنی کباب میٹھا کرا وغیرہ“ بہاریوں کے لئے پر تکلف کھانا تیار کرایا گیا۔ پنجاب اور ولایتی طلباء کی خواہش ہوئی ”دنبہ کا خوب چرب گوشت اور تنور کی کچی گرم گرم روٹیاں“ غرض ان لوگوں کے لئے وافر طور پر اسی کا انتظام ہوا۔ اس وقت خاص عزیزوں مریدوں کے لئے جوڑا بھی تیار کیا گیا تھا۔ نہایت ہی مسرت سے کھتا ہوں کہ میں بھی انہیں خاص لوگوں سے ہوں جن کے لئے جوڑا بھی تیار کرایا گیا تھا۔“ (مولانا حفیظ الدین، حیات علی حضرت ص ۴، ۵، ۸)

استاذ من حضرت مولانا حسن رضا خاں من بریلوی اس جشن مسرت میں شریک تھے اس



موقع پر آپ نے بڑے یادگار اشتهار کئے۔ ان میں یہ مصرعہ ”علم و عمر اقبال و طالع و سے خدا“ تو اتنا برجستہ تھا کہ تاریخ ولادت ۱۳۲۵ء قرار پایا۔

حضرت جیلانی میاں کو یہ طرہ امتیاز بھی حاصل رہا کہ امام احمد رضا نے خانہ ان اور بریلی کے معززین کی موجودگی میں ۴۴ ار شعبان المعظم بروز چہار شنبہ ۱۳۲۵ء کو آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی و بخت لی اور خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ (مفتی عبدالوہاب قادری، حیات منسرخم ہند ص ۱۳)

صرف یہ ہی نہیں بلکہ یہ فرما کر ”میرا پوتا میری زبان ہو گا“ جیلانی میاں کے جذبہ اعتقاد حق و ابطال بالکل کی عظیم بشارت بھی دیدی۔ اور دین و ملت کی خدمات سے بھرپور شاندار مستقبل کی نشاندہی فرمادی۔

علماء و مشائخ نے اس بشارت کا مظاہرہ منظر اسلام کے دربارتہ۔ حدیث و تفسیر، تہذیب کے ملول و عرض میں آج کی تعمیر اور مسلك اہلسنت و جماعت کی ہندوستان گیر خدمت و اشاعت میں بحیثیت خود ملاحظہ فرمایا۔ آپ کی ذات ”لسان رضا“ کی بشارات کا مصداق ٹھہری اور منسرخم کا لقب تو اتنا مشہور ہوا کہ علم قرار پایا۔

آپ کی ذات یوں بھی نجیب الطریقین ٹھہری کہ امام احمد رضا نے اپنی پوری مفتی اعظمی بڑی صاحبزادی اور اپنے پوتے جیلانی میاں (حجۃ الاسلام کے بڑے صاحبزادے) کو اپنی گود میں بٹھا کر اپنے دونوں صاحبزادوں کی موجودگی میں فرمایا۔ میں تم دونوں کا وکیل ہوں اور اپنی وکالت میں ان دونوں کا نکاح کرتا ہوں۔ (ما تم اُخرو سے بزرگوں کی روایات)

امام احمد رضا کے ہاتھوں کا لگا یا ہوا یہی حسب و نسب کا وہ پودا ہے جو رحمان رضا کی صورت بڑھا اور سبحان رضا کی صورت حامی باغ میں لہلہا رہا ہے۔ اور ”خاندانی آکاہن خاندان“ کی بشارت کا ظہور ہو رہا ہے۔

حضرت منسرخم ہند جیلانی میاں کی زندگی کے یہ تین بڑے روشن نقوش تھے۔

(۱) منظر اسلام ان کے آباد و آباد کا شجر سدا بہار تھا۔ اس کی آبیاری اور گل و غنچہ و جڑ و پتی و شاخ کے سواہ نے میں زندگی بھر مصروف رہے۔ اس راہ میں بڑے صبر و دما مصائب سے آپ کو گزرنا پڑا

تا ان کہ مدد میں کی بروقت تنخواہ کے لئے گھر کے زیورات تک رہیں نگہ دینے جاتے۔ یہ تنخواہ ایشیا جسٹس دارالعلوم منظر اسلام کو منظر اسلام بنائے رکھا۔ حضرت مفتی سید محمد افضل حسین صاحب (جو اس دور میں منظر اسلام کی خدمت تدریس سے وابستہ رہے) نے صحیح ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ لانا ہم میری نگاہوں نے نہیں دیکھا۔

اگر صرف مکتب کی کرامت ہوتی تو ختم ہر جاتی مگر یہاں فیضانِ نظر بھی تھا جو ہر دور میں نیا کام کرتا رہا۔ اغیار، حساد کی کار فرمائیاں، مایوسی کی خیم پوشیاں اور لیل و نہار کی تبدیلیاں آپ کے آڑے نہ آ سکیں۔ آپ کا کاروانِ علم و عمل شاہراہِ صفا پر رواں دواں رہا۔

(۴) درس و تدریس میں انہماک کا یہ عالم تھا کہ مسلم شریف و شفا شریف پڑھاتے ہوئے ان کی شروح پیش نظر ہوتیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ صاحب مسلم، امام مسلم بن الحجاج، شیری اور صاحب شفا قاضی عیاض کی روحانیت جلوہ گر ہے۔ کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ الفاظ سے گذر کر معانی میں پہنچ جاتے اور قال کو چھوڑ کر سراپا حال ہو جاتے۔ اپنے اسلاف کرام کی طرح برکت المعطفے فی الہند شیخ محقق محدث دہلوی سے خاصا شغف رکھتے۔ معتقدات میں ان کی قصانیت ازبر ہوتی مسلك کے اثبات میں دلائل کے انبار لگا دیتے۔ ان کی عبارتیں جہوم جہوم کر پڑتے یہاں تک کہ ان کے مزار سے بھی استفادہ کرتے۔ (مفتی عبدالوہاب قادری، حیات منسرخم ہند ص ۱۳)

(۵) مسلك اہلسنت کی اشاعت میں مسلسل کوشش فرماتے۔ خود ہندوستان گیر دورہ فرماتے اپنے تلامذہ و مریدین کو دور دراز مقامات میں روانہ کرتے۔ صوبہ بہار (جو حامی صوبہ ہے) کے شہروں اور گاؤں میں قشربے لے جاتے۔ ایپال کے آثار چڑھاؤ میں بھی آپ کا سفرو سیلہ ظفر جاری رہتا۔ آپ جہاں بھی جاتے رضا کی زبان ہوتی، حق آپ کا ہر کاب اور باطل سرنگوں اور خراب ہوتا۔

### کچھوچھ اور بریلی

اہلسنت کا شاندار ماضی شاہد ہے کہ شیخ المشائخ حضرت سید علی حسین کچھوچھو اور امام احمد رضا فاضل بریلوی جہاں بھی ملتے ایک دوسرے کے لئے قیام فرماتے، دوست بوسی



بلکہ قدم بوسی میں سبقت کرتے۔ احترام میں، الاکابر کا حسین منظر سامنے ہوتا ہے یہی منظر اس دور میں بھی محدث اعظم ہند کچھوچھو اور منسٹر اعظم ہند بریلوی کی ملاقات میں دیکھا جاتا۔ جیسے ہی ایک دوسرے کا سامنا ہوتا ہے تماشا آپس میں لپٹ جاتے دست بوسی میں سبقت کرتے بلکہ قدم بوسی کے لئے تیزی سے سٹی فرماتے۔

## نیپال کا سفر

منسٹر اعظم ہند بریل شریف سے نیپال کیلئے براستہ منظر لوہر روانہ ہوئے۔ لکھنؤ سے واپس کے درجہ اول میں تشریف فرما ہو کر مفتی عبدالواحد سے فرمایا۔ ”غالباً محدث اعظم ہند اسٹاٹس سے کہیں جا رہے ہیں انہیں دیکھا جائے اور اسی کلاس میں انہیں لایا جائے۔ مفتی عبدالواحد نے مختلف ڈبوں میں تلاش کرتے ہوئے محدث اعظم ہند کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور جیلانی میاں کا معروضہ پیش کیا کہ وہ آپ کو مع سامان اپنے ڈبے میں بلا رہے ہیں۔ محدث اعظم نے فرمایا چلو میں وہیں آتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں سید والا جیلانی میاں کے ڈبے میں بھی دروازہ ہی تک پہنچے تھے کہ جیلانی میاں نے قیام تعظیمی فرمایا۔ دونوں حضرات نے وہاں ایک دوسرے کی دست بوسی میں سبقت کی۔ محدث اعظم اس سبقت میں بازی لے گئے اور پہلے جیلانی میاں کے ہاتھ چومے اور پھر جیلانی میاں نے یہ سعادت حاصل کی۔ یہی نہیں بلکہ قدم بوسی کے لئے ایک دوسرے کے آگے جھکے۔ پھر معاف فرمایا۔ آمین

## نسبت کا احترام

مندرجہ بالا سطور کا ایک ایک لفظ نسبت کے احترام کا ایک ایک گوشہ مستور اجاگر کر رہا ہے۔ اب اسی دور خود بینی و خود اگہی میں یہ بھی پڑھتے چلتے کہ ضلع سرلاہی نیپال میں محدث اعظم

سید مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری مولانا آقا محمد علی خان کی راقم الحروف سے روایت ہے۔ راقم الحروف سے محمد مفتی عبدالواحد قادری کی رپورٹ جو الینڈر ۱۹۰۶ء میں تلمب بند کر لی گئی۔

ہند کچھوچھو تشریف فرما ہیں، ارادتمندوں کا جو ہم سے لوگ مرید ہونے کے لئے آ رہے ہیں مگر اپنے ارادتمندوں کو منسٹر اعظم ہند جیلانی میاں بریلوی کی خدمت میں مرید ہونے کیلئے بھیج رہے ہیں۔ یہ تھا اپنے استاد گرامی امام احمد رضا کی نسبت کا احترام۔ غالب نے جانے کمن اوائل کو بلائے جان قرار دیا۔ مگر یہاں تو احساس شعری کا یہ عالم ہے کہ

حیات جاں سخی خوشتر ان کی ہر بات

عبادت کیا اشادت کیا ادا کیا (غالب)

## دارالعلوم منظر اسلام۔ ماہنامہ علیحضرت بریلی اپنے پس منظر میں

نشر و اشاعت اور مذہب حق اہلسنت و جماعت کی خدمت کے لئے جماعت دہنائے مصطفیٰ بریلی کا کارنامہ ہماری تاریخ کا عظیم حصہ ہے۔ بایں ہمہ ہر دور میں مسلک امام احمد رضا اہلسنت کی آواز گھر گھر پہنچانے کے لئے بریلی شریف سے ایک ماہنامے کی ضرورت تسلیم ہی ہے۔ ہمارے اکابر و مہتمم خاصاً حمۃ الاسلام مولانا شاہ محمد جاد رضا خاں علائقہ بریلوی کی سرپرستی اور ابوالعانی مفتی ابرار حسن مدنی کی ادارت میں ماہنامہ یادگار رضا کا بریلی سے اجرا ہوا۔ مولانا ابوالفضل محمد علی قادری نائب مدیر مقرر ہوئے۔ اس رسالے کا اہتمام حضرت جیلانی میاں کے سپرد ہوا۔ یہ ماہنامہ مذہبی

سید مولانا محمد علی قادری ساکن قصبہ آئور، حضرت مولانا حامد رضا خاں بریلوی کے خاص شاگرد و تربیت یافتہ تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں حفظ قرآن اور ابتدائی اردو فارسی کتابوں سے فارغ ہوا تو میرے والد مرحوم نے بریلی شریف کے مدرسے میں بھیجے گا ارادہ کیا حضرت فاضل بریلوی کا آخری زمانہ حیات تھا، جب والد صاحب بریلی پہنچے تو براہ راست علیحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے نہایت شفقت و محبت کا اظہار فرمایا اور میرا نام پوچھا میں نے عرض کیا مولانا علی سکر بیت دہائیں دیں اور حضرت مولانا حامد رضا خاں کو دیا اور ان کی سرپرستی کی کہ یہ تھا سید الیٹیر مولانا محمد علی خان کی تعلیم و تربیت کرو۔ مولانا محمد علی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا حامد رضا خاں کی نایت درجہ شفقت و محبت میرے حال پر کیا۔ ان کی حسن تعلیم و تربیت کا فیض ہے (راقی ماشیہ صفحہ ۱۰۰)



ستار اور اطلاق بھی، تمدن بھی تھا اور تاریخی بھی، علمی بھی تھا اور ادبی بھی۔ اس کے مضامین گواہ ہیں کہ اس نے اپنے دور کے ہر سلیخ کا مقابلہ کیا۔ اور مقدس مذہب اسلام کا ہر حصے اور فتنے سے دفاع کیا۔ وقت کب کسی کا ساتھ دیتا ہے گذرنا چلا گیا۔ تحفۃ الاسلام کا وصال ہو گیا اور یادگار رضا بھی ماضی کی یادگار بن کر رہ گیا۔ گزیر گوں کا فیضان حق ہے۔ ایک بار پھر حضرت عجز الاسلام کے عرسِ جہلم کی تقریب میں جمعیتِ حامیہ کی تشکیل کا اعلان کر دیا گیا۔ اس کے اغراض و مقاصد میں دارالعلوم منظر اسلام، مرکزی جامعہ رضائے معصیٰ، بریلی کی بقا اور تحفظ کی سعی کا اعادہ کیا گیا تحفۃ الاسلام کے سوانح سے متعلق ان کی پاک زندگی کے نمایاں واقعات و حالات کو اسلامی دنیا میں عام کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایک ماہوار رسالہ ”الہام“ کے اجرا کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ یہ سب کچھ ہمارے غلبوں اور خائفوں میں گفتگو کی حد تک ہوتا رہا۔ پھر لوگ سوچ اُٹھے ۱۹۴۷ء تک گردشِ ایام کا شکار رہے۔ اور جمعیتِ حامیہ کا سارا منصوبہ ہندوستان کی سیاسی ہنگامے کی نذر ہو گیا۔ ملک تقسیم ہوا اور لوگ بھی لاکھوں کی تعداد میں اور صوبہ تقسیم کر دیے گئے۔ تا آنکہ ”کیوں رضا آج گلی سوئی ہے، اٹھ مرے دھوم مچانے والے“ کی دھوم بریلی میں ایک بار پھر مچی۔ اور امام احمد رضا کا خود پوتا (مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں) دھوم مچاتا ہوا نظر آیا۔ دارالعلوم منظر اسلام کی مدرسہ میں دنیا میں بہار آگئی۔ مسجد رضوی رکوع و سجود سے آبادی خالقِ قادرِ رضویہ میں فادری رضوی فیضان کی ہر طرف چہل پہل دوڑ گئی۔

بایں سہا سہا میاں گار رضا بریلی کا انسی ہنوز آواز دے رہا تھا۔ دنیا سے اہلسنت کا تحریک  
اشاعتی میدان خالی تھا۔ بروچک کی تقسیم نے فکر و نظر اور علم و عمل کی دنیا میں تہلکہ مچا رکھا تھا کہ  
اس عالم یاس و ملال میں، اک صاحب کمال و جمال مولانا محمد ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں امام احمد رضا  
ہمایاں کا پوتا اٹھا اور اس نے مسلک اہلسنت کی اشاعت و حمایت کیلئے اعلیٰ حضرت ہی کے نام سے

(صفحہ گذشتہ کا باقی ماضیہ)

کہ میں بریلی سے فارغ التحصیل ہوا جب رسالہ یادگار وصال کا اجرا ہوا تو مجھے ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت مولانا عابدی صاحب نے فرمایا کہ ان کو تو خود ایڈیٹر بن کر رہ جائے۔

(پروفیسر ڈاکٹر محمد الیوسف قادری معارف و فضا کراچی، ص ۱۱۲-۱۹۰۳ء، ص ۱۱۲ء)

ایک ماہنامہ بنیادی اشاعتی - ۱۳۸۰ء ستمبر ۱۹۶۰ء کو طلوع قمر کے عنوان سے مرکز اہلسنت بریلی سے جاری کر دیا۔ اس کے پہلے مدیر عبد المجید رضوی اور منیجر حافظ انعام اللہ تسنیم قرار پائے۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کا پہلا شمارہ عرض حال کر رہا ہے۔

آخر سے ایک ماہنامہ رسالے کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، اہلسنت کے پاس نہ رسائل ہیں نہ اخبارات۔ خصوصاً ہندوستان میں اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہر طرف باطل کی سیاہ کالی گھٹائیں چھا تی چلی جا رہی ہیں اور اس کا کوئی مداوا نہیں ہو رہا۔ اس مسئلے میں کرنے کی ضرورت کی چیز روزانہ اخبار، ماہنامہ رسائل اور مدارس اہل سنت کی بڑے پیمانہ پر آمد کو ہے۔ اس سے بھی زیادہ باہمی تعاون، اعتماد اور کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی۔ مگر جو ہو رہا ہے اور انداز یہ ہے کہ ہوتا رہے گا۔ وہ ہے عبودیت قفل، بے حس، افراط فزی، خلع عین و عنایت کشوں اور کارکنوں کو تنگ کرنا، ان پر جانکاشتہ چینیاں، گروپ بندی یاں اور اس طامشکی اور بہت کچھ انالشہ وانالمیراجون۔ اس ضرورت کے پیش نظر یہ رسالہ شائع ہو رہا ہے۔ خدا کرے اس کی اشاعت میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے اس عزم پر شائع کیا جا رہا ہے بہر حال ضرورت شائع ہو رہی ہے..... خدا نے چاہا مستقل شائع ہو گا..... یہ رسالہ ایسا ہی چلے گا جیسا دارالعلوم..... ماہنامہ اعظم حضرت انتصار اللہ قرآن ہی ہو گا۔ ابھی تو بال ہی ہے۔ ایک دن آئیکجا جب یہ بد کمال ہو جائیگا اور یہ ہو کر رہے گا“ (ص ۳ - ۲۲)

آج کا ماہنامہ اعلیٰ حضرت پڑھتے اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کو دیکھتے۔ مثلاً ”جنگ کاکہ“ مومنین کامل اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔“ کتنا حق اور سچ ہے۔ مندرجہ بالا سطروں میں ایک ولی کامل کی نگاہ حق آگاہ جس حدیث مستقبل کو دیکھ رہی تھی وہ آج ہمارے سامنے ماہنامہ اعلیٰ حضرت اور دارالعلوم منظر اسلام کی صورت میں مسکرا رہا ہے۔

واقف انعام اللہ صاحب تہنیم بریلوی کی وہ نظم بھی ملاحظہ فرماتے چلیئے جو موصوف نے



فارسی زبان میں ماہنامہ اعلیٰ حضرت کیلئے تحریر فرمائی ہے

چراغ اعلیٰ حضرت جسد و گردش چہ ہر دوا و ہر پیر بخ صافیت  
تعالیٰ اللہ از تابانی اور ہر روشن دل مسرا ہل سنت  
بہ کشت نجدیت چوں برقی غافلنا جو باران کرم ہر اصل سنت  
ہر مدح مصطفیٰ رطب اللسان ہست چہ شیریں ہست کام اعلیٰ حضرت  
نیاید چوں بہ بزم قدسیاں ہم ز شہر مسوحہ بازگشت  
ہر زیر سدرستی بولہیم رخ تاباں نمودست اعلیٰ حضرت  
برائیم آں منقرآن مست کہ چوں او نیست کس در اہل سنت  
خود انرا ہمہ اقوال اویند سبق بروہ نیرناں او بہ حکمت  
عرب ہم پیشوائے خویش خوانند نہ ہاں عز و شہان اعلیٰ حضرت

طغیل ساقی تسنیم و کوثر  
منم تسنیم مست اعلیٰ حضرت

(ماخوذ ماہنامہ اعلیٰ حضرت دسمبر ۱۹۲۰ء)

مفسر اعظم ہند حضرت جیلانی میاں اپنی آنے والی نسلوں اور سنیوں کیلئے طغیٰ عملی، مسلکی، خاتقاہی شاہراہ عمل اور طریقہ کار متعین کر کے اعلیٰ حضرت برصغیر ہفتہ ۱۳۸۵ء ۱۲ جون ۱۹۶۵ء علی الصباح ۷ بجے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ وصال پر مولیٰ کی خبر سے زیارت اور تازہ جنازہ میں شرکت کے لئے پورا شہر ٹوٹ پڑا۔ رات کو ۱۰ بجے غسل دیا گیا۔ دوسرے دن اسلامیہ کالج بریلی کے وسیع میدان میں مولانا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور ۹/۲۰ بجے نمبر ۱۱ امام احمد رضا کو انہیں کے دائیں جانب آرام سے لٹا دیا گیا۔

## نمبرۃ الصغریٰ کی ولادت باسعادت

امام احمد رضا خان منگلوی کے چھوٹے پوتے اور حجت الاسلام کے چھوٹے صاحبزادے مولانا خاں نعمانی میاں ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۶ء بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ اپنے جد امجد کے زیر سایہ پانچ سال تک پر وان پڑھتے رہے۔ امام احمد رضا نے اپنے اس چھوٹے نبیرہ کا مولانا عبد السلام جیلپوری کے نام ایک مکتوب میں اس طرح ذکر فرمایا۔ چھوٹا نبیرہ شدت اس میں مبتلا ہوا یہ سب بھلائی کے بعد وگرنہ شقیابا ہوتے۔ ولادت الحمد دوم ربیع الاول شریف ۱۹۱۶ء ۱۳۳۳ھ

(مولانا میر محمد احمد قادری، مکتوبات امام احمد رضا خان منگلوی رحمہ اللہ)  
حضرت نعمانی میاں نے اپنے والد اور حجت الاسلام کا پورا زمانہ پایا۔ منہ و حق میں استفادہ کرتے رہے۔ آپ کی شادی خانہ آبادی سیدہ طاہرہ خاتون بنت سید حسن علیہ السلام کی بیٹی سے ۱۹۳۸ء ۱۳۵۷ھ میں ہوئی آپ کا وصال پر لال ۱۳۵۷ء ۱۹۶۷ء میں ہوا۔ کراچی میں آپ کا دفن بنارہ اقم الحروف نے مولانا احیاء مناخاں نعمانی میاں سے عربی کی ابتدا کی کتابیں پڑھیں۔ آپ کی اولاد کو دریں ۳۰ اور ۱۲۰ اشائیں ہم شادی شدہ پاکستان میں مقیم ہیں۔

## نمبرۃ اکبر حجت الاسلام

حضرت حجت الاسلام کا بڑا پوتا مفتی اعظم ہند کا بڑا نواسہ مولانا محمد ریحان خان صاحب سجادہ منولی خاتقاہ عالیہ قادریہ ضویہ نوریہ حادیہ مرکز اہلسنت بریلی خلیفہ خواجہ قطب میں ۱۲۵۲ھ ۱۹۳۴ء کو منصف شہر دہلی پر جلدو گر ہوا۔ اپنی ولادت سے رحلت تک آفتاب تاباں کی طرح چمکتا اور باران کی طرح برستا، سفیل دریا کی طرح اپنی خوشبو و کبیر تار و میدان کی طرح گرجتا صرف ۵۳ سال کی عمر میں جہد و جد سے خاتقاہ اور ملک و ملت کی خدمات نمایاں انجام دیتا ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء کو اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہے

نذر و رہے تو دین کی خاطر ستمی زندگی اور جان کی تو خدیت اسلام کر گئے



آپ کی سیرت و خدمات پرستقل راقم الحروف کا تاریخی مکتوب قطعہ احساس منظم و تذکرہ قارئین ہے۔

فدوی و عزیزی حضرت مولانا سید محمد رضا خاں صاحب سہانی میاں و برادران و ایشان۔ و بعد ان امام احمد رضا خاں سرپا شکوہ اثنان اعظم مولانا سید محمد رضا خاں صاحب سلام منور!

”تجربہ پزیر“ و ”حسبہ“ و ”موصول ہوا“ کہ ”آہ آہ“ کے جانشین علی حضرت میر تقی علی حضرت ”آہ آہ“ کا خاندان عالیہ رضویہ ”کو کب اسلام حضرت مولانا ریحان“ حضرت ریحان و ریحان ”علاقہ روزگار“ کے علاقہ ”الحاج محمد ریحان رضا“ شیعہ شہستان دیوان عام ”بزرگ نہاد و ستادہ نشین آستانہ عالیہ“ مرتبہ امام سجادہ نشین آستانہ قادریہ رضویہ و انما ”جنت کائنات میرہ حجتہ الاسلام“ ریحان امام احمد رضا ”آہ آہ“ رضوی ”بزم گد قادی رضوی“ ”آہ آہ“ و ”آہ آہ“ و ”آہ آہ“

ایک عظیم دور۔ فکری، تعلیمی، تعمیری۔ حضرت مجتہد الاسلام سے شروع ہو کر بظاہر حضرت ریحان رضا کے وصال پر ختم ہو گیا۔ امام احمد رضا کے یہ سترتن خوشتر از صد تن تھے۔ آپ کے فیضان کے یہ تینوں بڑے روشن مینار تھے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ مادیرہ کا اعلیٰ شاداب اپنی ریحان بکیر گیا۔ جو کہ ہنر، سقا، وہ ہوا مقدمات کا فیصلہ ہی تھا۔ ان صاحب سجادہ کے کاندھوں پر عظیم ذمہ داریاں آگئیں ہیں۔ مگر یہ کارِ رضا ہے۔ نہ پہلے و نہ بعد کے صاحب رضا شاداب مل حال رہے گی۔ آپ کا اسی صبر و شکر سے روشن ہے۔ اپنے والد گرامی اور جد سانی کی اعلیٰ روایات اور جد و فانی کی نمایاں خدمات کو پیش نظر رکھتے کار رضا میں پوری ثابت قدمی کے ساتھ قدم آگے بڑھائے۔ آپ صاحب منزل ہیں اور نشان منزل آپ کے سامنے ہے۔

یہ چند جملے اس نسبت کے پیش نظر لکھے رہا ہوں جو راقم الحروف کو آپ کے جد و کرام سے ہے آپ کے جد گرامی حضرت جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ایک تفصیلی عربیہ آپ کے ولادہ رحم و مشغور کو ۶۵ و ۶۶ میں لکھا تھا اور آج آپ کو لکھ رہا ہوں۔ خبر قیامت اثر سنتے ہی آپ کے نام تعزیتی شیلگرم روانہ کیا جا چکا ہے۔ ایشیاس، جنوبی افریقہ، برطانیہ میں صف ماتم بھی ہوئی ہے

ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔ اپنے خطوط سے اس فقیر قادری کو آگاہی بخشیں۔ تفصیلات کا منظر ہوں۔ اس بندہ دروہا اس کے اہل خانہ اور قادری رضوی غلام کی جانب سے اپنے جملہ برادران و شریکان والدہ محترمہ جہانمہ کی خدمت میں ہدیہ سلام منور کے بعد تعزیت پیش کیجئے۔ اپنے جد و دویشان اور بارگاہ ریحان میں سلام پیش کریں۔ فقیر قادری سگ بارگاہ رضوی عبد الباقی خشتہ مدنی

۶ شوال الحکم ۱۴۰۵ھ / ۲۵ جون ۱۹۸۵ء

### قطعہ تاریخی

کون دنیا سے گیارہ تھے ہیں آہ! پو منظر اسلام، مسجد، خانقاہ  
شکر! یہ مصرعہ ”تاریخ سکا“ ”داخل جنت ہوا۔ ریحان۔ ۹۱“ (۱۳۰۵)

آہ! کیا آئی خبر حضرت ریحان گئے  
مسجد و مدرسہ و خانقاہ و سجادہ  
مقاود، سوداگری کو چھوڑے سوداگر کا  
جانے والے رہے اپنے تجاہل کا شکار  
پہل مرحبا سے جسکی شان گل کھل رہی تھی  
تو نے دو منظر اسلام کو منظر بنجھا  
تیرے افکار نے فقیر کو اک روپ دیا  
تیری رحمت کا وہ غم کو غم عالم ٹھہرا  
جا ہے افریقہ و یورپ ہو، کہ جو بڑھنیر  
دور ہو گا ہی ہو، یا نسل کی بندی کا پرورد  
گلشن خاں بدی متی سجادہ شاداب کو آہ!  
اللہ اللہ یہ مقدمہ کو اسب و جد کے حضور  
ہر گئی آہ گل آج یقیناً سوئی!

بجہ گئی شیعہ شہستان رضا اسے خوشتر  
لوگ کہتے ہیں کہ ریحان رضا خاں گئے

خوشتر قادری غلام  
۱۹ ۶ ۹۱



## مولانا ضیاء الدین احمد قادری

۱۴ ————— ۲

سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشہور شیخ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری رضوی مدنی کے وصال پر خالص ہندوپاک کے مذہبی حلقے میں تاہنوز مصفاۃمیں بھی ہوئی ہے حضرت موصوف کی سیرت سے متعلق یہ چند مکتوبات لکھے گئے ہیں۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد قادری موصوف کلاں ضلع سیالکوٹ پنجاب متحدہ ہندوستان میں ۱۸۷۹ء/ ۱۳۹۷ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کا سال ولادت یا غفور سے برآمد ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام عبدالعظیم تھا۔ عید الجذہ کی صبح انھیں قادری بزرگ تھے۔ اس گھرانے کے جد اعلیٰ کا نام شیخ قطب الدین قادری تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر تک پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ کا خاندان رحمانی کہلاتا ہے۔ آپ کا عہد طفلی تیرہویں صدی کا انتقال تھا۔ آپ کی ذات المحبت فی اللہ والبغض فی اللہ کا منظر تھی۔ جب کبھی لوگوں کے استفسار پر اپنے والد کا نام بادل ناخواست لیتے تو فرمادیتے میرے والد

بدعتیہ تھے۔ اور بظاہر والد کی بدعتیہ گی ان کے ترک وطن اور ہندو اور دہلیہ کی ہجرت کا سبب بنی۔

چودہویں صدی کا ہندوستان برطانوی ہندوستان تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں خافقاہوں، بیکس اور مساجد کی تباہی کے بعد ہندوستان میں تسلیم و تربیت، صحت و خدمت کے نام پر مشنری اور سوشل فرائیڈز کے کالج جگہ جگہ قائم کئے جا رہے تھے۔ اسلامی فکر و نظر کو مسیحی سانچوں میں ڈھالا جارہا تھا اور چودہویں صدی کا ہندوستان ان برطانوی اقتدار کے سایہ میں پردان چڑھ رہا تھا۔

دین و مذہب کے نام پر دہلی، پٹنہ، مرزا، جیسے فتنے انگیزوں کی پشت پناہی کر رہے تھے۔ شیعہ اسی زمانے میں علماے عالیین اپنے موصوف حسنہ اور پر جوش تبلیغ سے جہاد باللسان فرما رہے تھے۔ انہیں ستودہ صفات علماء میں حضرت مولانا عبدالقادر بیہروی بھی تھے۔ جو بیگم شاہی مسجد لاہور میں احیاء حق و البطلان باطل کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔ صاحب تذکرہ مولانا ضیاء الدین احمد نے درس نظامی کا آغاز اسی بیگم شاہی مسجد لاہور میں کیا۔ اور حضرت بیہروی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر کی کاشف حاصل کیا۔ یہ مولانا کے علم و آگہی کی پہلی منزل تھی۔ اور درس نظامیہ کا شاندار آغاز تھا۔ گریڈ وہاں ہوا طلب تھا اور قطرہ نشہ مند۔ فوق و شوق جاوہ منزل۔ آپ نے پہلی ہیبت یوپی کی راہ لی اور آپ کا جذبہ قال آپ کو قال رسول کی منزل تک لے آیا۔ دورہ حدیث کے شب و روز میسر آئے۔ محدث شہرہ آفاق محدث سورتی کی خدمت میں آپ نے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ آپ کا قیام دو سال رہا۔

کتاب کی کراہت نے اپنا رنگ دکھایا۔ فکر و نظر کو شعور کا کمال پیش کیا اب ضرورت تھی فیضانِ نظر کی۔ قدرت نے دستگیری کی، عقل کو دل کی راہ مل گئی



ہر جمعرات کو مولانا پبلی جیت سے بریلی شریف حاضری ہوتے۔ اور اک صاحب فکر و نظر اس صدی کے مجدد مولانا شاہ احمد رضا خاں کی خدمت و صحبت میں رہتے۔ نماز جمعہ انہیں کی امتداد میں ادا کرتے۔ یہ تھی ایک صاحب فیضان کی بارگاہ میں مولانا کی حاضری۔ دل و نظر کی تربیت کے یادگار ایام اور ۱۳۱۱ھ/۱۸۹۶ء کا زریں دور۔

مولانا دہلی احمد غوث سورتی اور امام احمد رضا بریلوی کی تعلیم و تربیت سے شریعت و طریقت کی راہ روشن تھی۔ حضرت دستگیر غوث اعظم کی محبت نے دستگیری فرمائی۔ آپ نے ۱۹۰۰ء/۱۳۱۸ھ میں ہمیشہ کیلئے پنجاب کو چھوڑ دیا اور عشق و محبت کی آخری تربیت گاہ فیضان و عرفان کی دلکش منزل بغداد مقدس روانہ ہو گئے۔

حضرت مولانا جو غوث اعظم میں پہنچ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ ”ناقصاں را پیر کامل کا ملاں را رہنما“ آپ کا مقدر بنا۔ آپ کا بغداد شریف میں قیام نو سال چھ ماہ رہا۔ آپ کے یہ ماہ و سال جذب و سستی میں گزرے استغراق کا اس حد تک غلبہ کہ اگر جنوں کے آثار پیدا ہو گئے۔ بایں ہمہ آپ سکر و محو کی منزلوں میں جان جاناں کے حضور محو جاناں رہے۔ تا آنکہ مرید نے مراد کی منزل پائی اور خود آگاہ خدا آگاہ ہو گیا۔

انہیں مبارک ایام میں ایک عارف کامل حضرت سید حسین الحسنی الکروری نے آپ کے حال پر کرم فرمایا۔ آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور آپ کو جذب و مستی کے عالم سے نکال کر سلوک و عرفان کی منزل تک پہنچا دیا۔ حضرت کردی آپ کو اپنے ساتھ بستی چرچہ قلعہ کردستان لے آئے۔ یہاں آپ نے سید حسین کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سال قیام کیا۔

جذبہ عشق رسول بیدار تھا اور وصال محبوب آپ کا مقدر۔ آپ نے روضہ رسول پر حاضری کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سید حسین الحسنی کردی نے ساہن مفر

مہیا کیا۔ اور اپنی دعاؤں نصیحتوں کے ساتھ اس عاشق رسول کو مدینۃ الرسول کیلئے رخصت کیا۔ اس طرح آپ کا جذبہ دروں جان سے جان جاناں اور منزل سے جان منزل تک لے آیا۔

آپ بغداد سے براستہ دمشق بذریعہ ریل ۱۹۱۰ء/۲۴/۱۲ میں مدینہ طیبہ پہنچ کر مقیم ہو گئے۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اہل دل و اہل فکر کی رفاقت میسر آئی۔ انہیں ایام میں اپنے حافظ الحدیث سید احمد النس المذنی سے بیضاوی شریف پڑھی۔ خود ارشاد فرمایا کہ میں عربین طہیین میں جس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا وہ آپ کے کمال سادگی سے متاثر ہوتا۔ آپ کو سلاسل طریقت و فضیلت میں خلافت و اجازت سے نوازا۔ یہ تھا آپ کا دور استفادہ جو ”بلکہ شرط قابلیت و ادا درست“ کے بالکل مطابق تھا۔ حضرت سیدی عہد الرحمن سراج کی مفتی اعظم حنفیہ سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی حضرت علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی نے بھی آپ کو خلافت و اجازت سے مدینۃ الرسول میں نوازا تھا۔

آپ جس عہد میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے وہ حکومت ترکیہ کا عہد تھا۔ ہر طرف برکت کے آثار ظاہر تھے۔ اسلامی تقاریب بڑے اہتمام سے منائی جاتی تھیں۔ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام کی صدائیں بلند ہوتیں۔ عام و خاص رسول مدنی تا عہد ارک محبت میں مست و سرشار نظر آتے۔ ہر سال شہنشاہ و دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گنبد مزار پر غلاف سبز چڑھایا جاتا اور اس غلاف کی تیاری میں مہینے کی سادات شہزادیوں کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ اور ان کو اس خدمت کا نذرانہ ترک حکومت کی جانب سے پیش کیا جاتا۔ اس طرح سادات کرام کی گزراوقات کیلئے روزینہ فراہم کیا جاتا۔ حضرت مولانا موصوف مدینۃ الرسول کے ان شب و روز کو بڑی حسرت سے یاد فرماتے اور ابیدہ ہوتے۔



پیران برکت نشان شریف کی حکومت ۱۲۴۳ھ/۱۹۲۲ء تک رہا۔ تا آنکہ نجدیوں نے غزوہ کیا اور سودیوں کی حکومت ۱۹۲۵ء میں برسرِ اقتدار آئی اور عبد ماضی کا یہ آفتاب اپنے نصف النہار پہنچ کر غروب ہو گیا۔

یہ مسلم ہے کہ جو فنا فی الرسول ہوتا ہے وہ فنا فی الشیخ بھی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا منیا والدین احمد اپنے شیخ کامل امام احمد رضا کے (تذکرہ ۱۳۱ھ) ہی میں اپنے زمانہ قیام حبشیت میں بک چکے تھے۔ ہاں بیعت اصلاحی کی تکمیل ابھی باقی تھی۔ مولانا نے ایک خواب دیکھا، قلب ماضی نے یہ تعبیر دی کہ امام ابراہیم یوسف کی زندگی کا یہ آخری سال ہے۔ اللہ اللہ! جس دلی صفات نے ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۲۹ھ تک مدینہ سے سولہ مسجح باہر نکلنا گوارا نہ کیا، اب اس نے اپنے شیخ کامل کی آنوی ملاقات کھیلے بریلی شریف سفر و سید فطر کا قصد کر لیا۔ یہاں ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں پہنچ کر اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں کی بارگاہ میں ۶۲ روز حاضر رہے۔ بیعت و خلافت سے نوازے گئے۔ وہاں آپ کو شریعت و طریقت کا ایک ساحل بیکراں نظر آیا۔ حضرت امام ابراہیم یوسف کے شب و روز بھی دیکھے۔ عبادت و ریاضت، تصنیف و تالیف کے خیر العقول مناظر بھی نظر آئے۔ احمد رضا کے پیکر میں اک کرامت محبت اور استقامت مسلم تھا۔ جو از عجم تا عرب اپنے فیضان کے دریا بہا رہا تھا۔

حج کے ایام قریب تھے۔ حضرت مرشد بریلوی نے اپنے مدنی خلیفہ کو دعاؤں کے ساتھ حجاز مقدس واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ابھی یہ مدینہ کا مسافر حج کے بعد مدینہ پہنچا ہی تھا کہ صفر مظفر ۱۳۴۰ھ میں بریلی شریف سے شلیک ہوا کہ ایک علیٰ حضرت بریلوی وصال فرما گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا منیا والدین احمد قادری رضوی نے وصال کی امید نے اپنی پوری زندگی مدینہ کی مجاورت میں گزار دی۔ اور وری گوارہ نہ کی۔ مریدین خلفاء

واعزاعرب و عجم میں تشریف آوری کی دعوت دیتے اور آپ یہ فرماتے کہ میرا وقت آخری ہے۔ میں مدینہ سے باہر جانا نہیں چاہتا۔ کہیں موت نہ آجائے۔ آپ کا مدینہ منورہ میں ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۵۱ھ تک دم واپس ۲۴ سال تک قیام رہا۔

سادگی آپ کا شعار تھی۔ آپ کی صورت خدا یاد اور سیرت سیرت رسول کا منظر تھی۔ سنت رسول کی اتباع میں آپ نے بکریاں بھی پالیں۔ اس کے دور سے مہمانان رسول کی ضیافت فرماتے۔ حجاج وزائرین کا ٹھکانا آپ کا گھر تھا۔ آپ کی ذات قادری رضوی جلوہ گاہ تھی۔ آپ کا دولت مندہ قادری خانقاہ تھا۔ آپ شہرہ آفاق قادری شیخ تھے۔ عرب و عجم میں آپ کے مریدین اور خلفاء کی تعداد ہزاروں ہے۔ آپ کا اصل مشغلہ حب رسول کی دولت جمیل، نعت رسول تھا۔

آپ کی ہر مجلس مجلس نعت ہوتی اور ہر محفل یاد خدا و ذکر رسول سے آباد ہوتی۔ آپ کی بارگاہ میں عرب و عجم کے ہر علاقے کے لوگ آتے مجلس و نعت خوانی میں شریک ہوتے۔ ہندی حجازی ترکی شامی مصری ایلانی سوڈانی گجراتی سب اپنی اپنی زبان میں نعت رسول پڑھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ سارا عالم نعت خواں ہے۔ اور آپ کی حب رسول و نیائے جمیل صرف نعت سے آباو ہے۔ آپ سب سے دوزانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے، نعت سننے، اشکبار ہوتے، مرجام رہا فرماتے، سبحان اللہ صلی علیہ کی گونج میں روتے۔ اپنے شیخ کامل امام ابراہیم یوسف کا مجموعہ نعت "حدائق بخشش" سے خصوصاً بار بار نعت شریف سننے "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی گونج میں آپ کا قادری دولت مندہ حدائق بخشش معلوم ہوتا آٹھ بیٹھے اسی کے اشعار آپ کی زبان پر ہوتے۔ اپنی خلوت و جلوت بارگاہ رسول میں حاضری، احباب کی ملاقات اور خلوص و محبت کے اظہار کی وقت اپنے شیخ کامل امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ کے اشعار سے کام لیتے مختصر یہ کہ آپ کی خلوت و جلوت کا انجام نعت رسول پر ہوتا۔ اختتام پر عالم



لنگر تقسیم ہوتا۔ مہانان رسول آپ کے مہان ہوتے۔ صبح کا ناشتہ ہو یا دوپہر کا کھانا  
 ہر کئے والے کو اصراراً شریک فرماتے۔ رات کی مجلس میں نعت رسول کا معلم بھی  
 کچھ اور ہوتا۔ پھر صلوة و سلام اور دعا کے بعد تقسیم لنگر و بارفیا کی کا بڑا دنواز  
 منظر تھا۔ جو روزانہ دیکھنے میں آتا۔ کیف و سرور کی اس مجلس میں شریک ہونے والے  
 "ایک باور دیکھا ہے اور دوسری بار دیکھنے کی تھیں" دلوں میں نے کر رخصت  
 ہو جاتے۔

آپ مصنف نہیں تھے مگر مصنفین آپ کے حضور اپنا تصنیفی مواد حاصل  
 کرتے۔ آپ کی خدمت میں اہل قال آتے اور مست حال ہو کر واپس جاتے  
 اور دونوں بقدر ظرف اپنا اپنا حصہ پاتے۔ عام احصاء آپ کو ستید ہی کہہ کر  
 مخاطب کرتے۔ علمائے مدینہ آپ کا بڑا احترام کرتے۔ آپ سے ملنے وہ لوگ  
 خود آتے اور آپ کو شیخ العلماء کہہ کر یاد کرتے۔ حضرت مبلغ عالم اسلام مولانا شاہ  
 محمد عبد العظیم صدیقی مدنی سے رشتہ منودت و اخوت و قدم واپس تک رہا۔  
 حضرت صدیقی کے ایام علالت و رحلت میں آپ ان کے پاس بھی رہے اور  
 اپنے فرزند گرامی مولانا محمد فضل الرحمن قادری مدنی کو ان کی خدمت کیلئے مانو  
 فرمایا۔ مولانا علی حسین ابکر الدینی آپ کے محب و مخلص اور قریب و اقرب تھے۔  
 آپ کی محبت میں غربا و فقراء کو دیکھ کر سلف صالحین کی یاد تازہ ہوتی۔  
 تواضع و انکساری تو آپ کا مزاج تھا۔ آپ کی خدمت میں جو بھی آتا آپ حسبِ قیاس  
 اس کی پندیرائی فرماتے۔ آپ کا دروازہ سب کے لئے کھلا اور دسترخوان گرم  
 عام ہوتا۔

مریدین غلصین کی اصلاح ہر وقت پیش نظر ہوتی۔ نماز پنجگانہ کی  
 تاکید فرماتے۔ مہارتِ قلب و فکر کی تلقین کرتے۔ عقائد و اعمال کی تصحیح پر  
 زور دیتے۔ غلصین علماء اہل محبت کی قدر کرتے۔ انفرادی و انتشار سے ہمیشہ

الگ رہنے کی تاکید فرماتے۔ ہر شخص کو اس کے فرائض کی انجام دہی کی ہدایت  
 کرتے۔ صبر و شکر کے کلمات ہمیشہ آپ کی زبان پر ہوتے۔ آپ مدینہ  
 الرسول میں حضرت حسان کے نقش قدم اور امام بوصیری کی راہ پر گامزن اور حضرت  
 جامی کا سرور لئے مست و سرشار اور اپنے شیخ کامل امام احمد رضا بریلوی کے  
 مسلک کی یادگار تھے۔ طریقت کا ہر خالوادہ آپ سے مانوس تھا۔ آپ مذہب  
 حق اہلسنت و جماعت کے اعلم العلماء و شیخ المشائخ تھے۔

آپ نے اتباع سنت میں ساکنانہ زندگی بھی بسر فرمائی۔ عبادت و  
 ریاضت سکروٹھو کی منزلوں سے گذر کر ۴۵ سال کی عمر میں پہلا نکاح کیا۔ پھر  
 پہلی اہلیہ کی منہا رقت کے بعد دوسرا نکاح بھی مدینہ ہی میں کیا۔ آپ کی  
 باقیات صالحات میں آپ کے جانشین برحق مولانا فضل الرحمن قادری مدنی اور ایک  
 صاحبزادی ہیں۔ آپ ہی کی پوتی حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی شریکِ حیات ہیں۔ مکتوب  
 الصدور بزرگوار کے علاوہ دوسرے بزرگوں سے بھی آپ کے تعلقات دیرینہ تھے۔  
 حضرت محدث علی پوری، پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کا تو مدینہ منورہ میں قیام  
 بھی آپ کے پاس ہوتا۔ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوکیلا  
 بریلوی کی قدم بوسی اور دست بوسی میں سبقت فرماتے۔ ایک بار حج کا ارادہ فرما  
 اس لئے فرمایا کہ مرشد زادے حضرت مفتی اعظم ہند کے زیر سایہ عرفات میں  
 قیام اور دعاؤں میں شمولیت میسر آئے۔ مدینہ میں حضرت موصوف کے پاس  
 ایک شخص مرید ہونے آیا تو آپ نے اس کو تنبیہ فرمائی اور کہا کہ شہنشاہ کی موجودگی  
 میں مجھ سے طلب ہو رہا ہے۔ پھر وہیں مرشد زادے سے اس کو بیعت کرایا  
 حضرت حافظ ملت حافظ عبد الغفر نے مبارک پوری، مفتی اعظم پاکستان  
 مولانا ابوالبرکات، محدث اعظم پاکستان مولانا سرور احمد، حضرت مجاہد ملت مولانا  
 حبیب الرحمن، حضرت مولانا محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی اور علامہ احمد سعید گانگی



قدست اسرارہم العزیزہ وغیرہم علیہا السلامت و مشائخ طریقت آپ کی خدمت میں ضرور آتے۔ اور آپ سب کی پذیرائی فرماتے۔ آپ کا آستانہ ہر دور میں ایک بین الاقوامی پلیٹ فارم رہا۔ جہاں عرب و عجم کے علماء و عوام ایک دوسرے سے نئے افق و نئی مسائل پر تبادلہٴ خیالات کرتے۔ فیصلے ہوتے اور دین و وقت کے پیغام کو لے کر آپ کی دعاؤں کے ساتھ لوگ اپنے اپنے علاقے میں جاتے۔ نئے جوگ اور نئی امنگوں کے ساتھ درس و تدریس و غلط و تعلیق اور تصنیف و تالیف کے کاموں میں مشغول ہو جاتے۔

یہ تھا حضرت شیخ مولانا ضیاء الدین احمد قادری مدنی کا عالمی فیضان  
اور یہ تھے مدتہ الرسول میں ایک عاشق رسول مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کے ایمان  
آفسر میں صبح و شام۔



## مُحَافِظُ

مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی مولانا حبیب الرحمن خاں شیروانی ابن محمد قلی خاں (د ۱۳۲۵ آ  
۱۹۰۶ء) ۲۸ شعبان ۱۳۸۳ھ ۵ جنوری ۱۸۶۶ء کو شیروانی

خانہ اہل حکیم پور میں پیدا ہوئے اور اس خانہ اہل کے محل سرسبد کہلاتے۔ مولانا کی تعلیم قرابت بڑے اہتمام سے خالص مشرقی ماحول میں ہوئی۔ مشرقی زبانوں پر خاصا عبور تھا مزاج خالص علمی تھا۔ ذوق و شوق کا یہ عالم تھا کہ اپنی جیب خاص سے ایک کثیر رقم خرچ کر کے حبیب گنج میں ایک ایسا نادار اور قیمتی کتب خانہ جمع کیا کہ اس کی شہرت ملک سے باہر پہنچی۔ اسی علم و فضل کی بنیاد پر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں شہید دینا کے سربراہ مقرر ہوئے۔ یہاں تک کہ میر عثمان علی خاں بہادر نظام دکن نے آپ کو ریاست کا صدقہ الصدق بنا کر حیدر آباد بلا لیا۔ وہاں نظام دکن نے بڑی پذیرائی کی اور مولانا کو صدقہ یار جنگ کے خطاب سے نوازا۔ مولانا کے خصوصی مراسم تا دم اخیر مولانا سید سلیمان اشرف سے قائم رہے۔ مولانا شیرانی جب تک علی گڑھ میں رہے سید صاحب مرحوم کی صحبت میں گھنٹوں بیٹھتے۔ ان کی علمی تعلیفنی برتری کے دل سے نازل تھے۔ مولانا سید سلیمان اشرف کی الانہار، کوشلی کی شعر العجم پر فوقیت دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا اپنے مسلک میں آزاد خیال ہرے بھی ترک مولاات کے زمانہ میں تحریک سے الگ رہے۔ حضرت صدق الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کی مدرسہ مہارت کے مراح تھے ۱۱

حضرت حجۃ الاسلام سے تعلقات کی بنیاد خالص علمی تھی۔ سچر و نولر رئیس ابن رئیس تھے۔ مولانا نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی کا معائنہ بھی فرمایا اور یہاں کی تدریسی صلاحیتوں سے متاثر ہو کر عید آباد وکن سے ایک ماہانہ فطیہ مقرر کیا جو تقسیم ہند تک جاری رہا۔

مولانا کا انتقال ۱۱ ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ ۱۱ اگست ۱۹۵۱ء علیگڑھ میں ہوا۔ اپنے موروثی قبرستان جمود کی نزدیکیں گنج آسودہ خواہ ہوئے۔

۱۔ ابوالکلام آزاد : مقدمہ غبارِ خاطر، ص ۹۰ - ۹۱ -

۵۳-۱۰۰

کہ مولانا حسین رضا خان صاحب کا ارشاد



مولانا شاہ عبدالباری فرنگی مغل لکھنؤ فاضل اکمل مولانا عبدالباری ابن حضرت مولانا

شاہ عبدالوہاب ۱۲۹۵ھ ۱۹۷۷ء کو فرنگی مغل لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ شیخ ایسے کہ انہیں جد صاحب فائزادہ مدرس ایسے کہ جامع معقول و منقول، شیخ الحدیث ایسے کہ بڑے بڑے علمائے آپ سے درس حدیث لیا اور آخر تک درس حدیث دیتے رہے۔ آپ ہی کی کوشش سے فرنگی مغل لکھنؤ میں مدرس نظامیہ قائم ہوا۔ تحریک خلافت، تحریک مولات میں بھی گاندھی کی آدمی ہیں آگے مگر صاحب نسبت تھے۔ بزرگوں کا فیضان کام آگیا۔ امام احمد رضا پھر آپ کے شہزادہ اگرچہ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کی توجہ دلائے پر آپ نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور خلافت شرع باتوں سے رجوع کر لیا۔ عربین یمنین میں مزارات کے انہدام پھیلنے کے باوجود تہور کے سہارے جانے کے خلاف، اندام الکعبہ، اندام الحرمین کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ آپ ہی کے حکم سے مولوی اشرف علی تھانوی کی بہشتی زیور اور حفظ الایمان فرنگی مغل میں جلائی گئی۔ آپ نے تھانوی صاحب کو حفظ الایمان کی کھڑی عبارت سے توبہ کے لئے بار بار متوجہ کیا۔ مگر توبہ کی توفیق نہ ہوئی تھ

آپ علمائے فرنگی مغل کے شیخ تھے۔ آپ کے وصال پر رجب المرجب ۱۴۳۴ھ ۱۹۲۵ء پرنفرنگی مغل کا ایک عہد ختم ہو گیا۔

مولانا رحم الہی مظفرنگری امام ۱۲۱۰ھ - ۱۳۰۱ھ حضرت مولانا سید عبدالعزیز انبیتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ درسیات پر پوری مہارت تھی۔

تدریس کا انداز بڑا دلنشین پایا تھا۔ امام احمد رضا بریلوی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ یہ طرہ امتیاز آپ کو حاصل تھا کہ مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں آپ کے تلمیذ بندہ مرتبت تھے۔ آپ کے تلامذہ میں اکابر علماء مظفرنگری مولانا شمس الدین لکھنوی م ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۱ء مولانا غلام جیلانی اعظمی، مولانا محمد حسن فاروقی، مولانا عزیز الحسن پھیرچندی م ۱۳۹۲ھ ۱۹۷۳ء مولانا احسان علی مظفر پوری محدث بریلی م ۱۴۰۲ھ

سے محمد سعید احمد پرنیسر، تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم م ۱۰۲ - ۱۰۳

سے محمود احمد قادری مولانا، تذکرہ عالمائے اہلسنت م ۱۷۳ - ۱۷۴

۱۹۸۲ء کے نام بھی آتے ہیں۔ پوری زندگی تدریس میں گزری۔ عمر کا آخری حصہ منصف بنیانی کی وجہ سے وطن میں گذرا۔ ۱۳۶۳ھ ۱۹۴۴ء سفر مظفر میں بریلی شریف حاضری دی۔ احباب تلامذہ سے ملاقات کے بعد وطن واپس ہوئے۔ گاڑی میں اختلاج قلب کا دورہ پڑا اور پھر کچھ تپ نہ چل سکا۔ شہید تدریس لے سفر میں مرتبہ شہادت پالیا۔

مولانا شاہ عبدالسلام جبل پوری معاصرین میں یہ تھا آپ کو شرف حاصل تھا کہ آپ امام احمد رضا کے درس میں حضرت حجت الاسلام کے شریک

اسباق تھے۔ آپ کو عبدالسلام کا لقب پیر و مرشد کی بارگاہ سے عطا ہوا تھا۔ امام احمد رضا نے آپ کو علمی عملی و فنی اخلاقی تعلیم و تربیت کے ساتھ بیعت و خلافت سے ۱۳۱۳ھ ۱۹۹۶ء میں سرفراز فرمایا آپ تحریک ہندو کی بنیاد سے لیکر وصال اپنے پیر و مرشد کی ہدایات کے مطابق احیاء سنت اور سرکوبی بدعت میں ہر ہر مقام پر پیش پیش رہے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ آپ کے صاحبزائے مولانا مفتی عبد ربان الحق بھی امام احمد رضا کے تلمیذ اور خلیفہ تھے۔ آپ کا وصال جبیلور میں ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ ۱۹۵۲ء کو ہوا۔ امام احمد رضا نے اپنے خلفاء میں آپ دونوں کا ذکر اس طرح فرمایا تھ

عید سلام سلامت جس سے بڑا محنت آفات میں آتے یہ ہیں

آل الرحمن، برصان الحق، بڑا شرق پر برق گراتے یہ ہیں

آپ کی آخری آرام گاہ قلعہ دار السلام جبیلور میں زیارت گاہ خاص دھام ہے۔

مولانا محمد علی اعظمی مولانا محمد علی اعظمی بن مولانا حکیم جمال الدین ۱۲۹۶ھ ۱۹۱۸ء قصبہ گھوسی اعظم گڑھ یوپی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی کتب اپنے

جد ماجد مولانا خاندان بخش اور رشتہ کے بڑے بھائی مولانا محمد صدیقی سے پڑھیں۔ پھر

انھیں کے مشورے سے شہر علم و حکمت جون پور آکر حضرت امام الحکیم مولانا ہدایت اللہ خان صاحب

لے محمود احمد قادری مولانا، تذکرہ عالمائے اہلسنت م ۸۹ وغیرہ

لے محمد ربان الحق مفتی جبیلوری، اکرام امام احمد رضا م ۳۲ - ۳۵ - ۳۶

تھ الاستاذ علی الارشد، امام احمد رضا



بحرین پور سے ایسا استفادہ کیا کہ خود مصید السلاطین بن گئے۔ پھر محدث سورتی کا شہرہ آفاق مدرسہ الحدیث پبلی سمیت آپ کی مشرق تکمیل بنا۔ علم طب کا موروثی ذوق آپ کو لکھنؤ کے آیا ۱۳۲۳ھ میں حکیم عبدالولی سے علم طب حاصل کیا۔ ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۲۶ھ تک اپنے استاد و محدث سورتی کے مدرسہ الحدیث پبلی سمیت میں درس دیتے رہے۔ اور پٹنہ عظیم آباد میں ایک سال تک طب بھی کرتے رہے۔ ۱۳۶۱ھ میں احمد رضا کو بریلی میں ایک مدرسہ کی ضرورت ہوئی۔ حضرت محدث سورتی نے آپ کو پٹنہ عظیم آباد عتیق و محبت کی آخری قتل گاہ، بریلی شریف، روانہ کر دیا۔ پھر کیا تھا۔ پھر کیا تھا! لعل کو معدنی نشان اور آج کو ساحل مراد وقت کے سب سے بڑے نقیب نے انھیں صد الشریعہ کے لقب سے نوازا۔ معاصرین نے ان کو مسلسل شب و روز دینی مصروفیات کی بنا پر ان کو کام کی مشین قرار دیا۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امام احمد رضا کے دست حق پرست پر ایسی بیعت کی کہ اٹھارہ سال تک شیخ کامل کی باگاہ میں حاضر رہے۔ عہد اور فانی الشیخ کے مرتبہ کمال کو پہنچے اور خلعت سے نوازے گئے۔ مرشد کامل نے "میرا عہد عہد کا پکا" کہہ کر بزرگی و دینداری کی گواہی دی کہ نقیب ایسے کہ صدر الشریعہ آپ کے نام کا بڑا و عظیم قرار پایا۔ پوری زندگی احکام شریعت کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے۔ آپ کے معاصرین نے آپ کی کتاب "جواب بہار شریعت" کو شریعت کا باغ بہار تسلیم کر لیا۔ درس ایسے کہ اس حدیث کی تدلیسی دنیا پر آپ کا اور آپ کے تلامذہ کا سکہ چل رہا ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔ جن میں محدث اعظم پاکستان مولانا سرور احمد لائل پور کا، حافظہ ملت مولانا حافظ محمد عبدالعزیز محدث مبارکپوری و مجاہدیت مولانا حبیب الرحمن رئیس اڑیسہ، امین شریعت مولانا شاہ رفاقت حسین، مولانا قاضی شمس الدین جوہر کی فاضل جلیل مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، مناظر اعظم مولانا اختر علیا لکھنؤی، مولانا غلام نیر دانی صدر المدین جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی، مولانا تقی علی شاخ الحدیث جامہ دلاشیر بیر جوگٹہ غیر پور پاکستان، نقیب عصر موئی نامتقی امجد اولی خاں قادری لاہور، مولانا عبدالمصطفیٰ عظیمی شیخ الحدیث برائوں شریف

۱۳۴۳ھ میں دارالعلوم مدینہ منورہ غنائیہ امیر شریعت کی صدارت کیلئے کہنے سے عزت کرا اور استاذ شیخ کی ترک مجاہد پر راضی نہ ہوئے۔ تاہم ان کو صاحب سجادہ حضرت محبت الاسلام نے مولانا سید سلیمان اشرف کی درخواست پر اجازت دے دی۔

مولانا احسان علی صدیقی محدث بریلی منظر و لکھنؤی، مولانا ولی البنی صاحب بیکی شریف، مولانا سید آلی مصطفیٰ مبارکپوری، علامہ عبدالمصطفیٰ انزہری کراچی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہرہ آفاق ہوتے اور مولانا قوال الدین شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی، مولانا قاری محبوب رضا خاں کراچی، مولانا سید تمیز الدین ملکپوری بقید حیات ہیں۔

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ ۶ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دو شنبہ مفتی اعظم ہند مولانا شاہ عہد مصطفیٰ رضا خاں کی معیت میں حج و زیارت کے ارادے سے رات کو بمبئی پہنچے۔ اسی رات ۱۸ بجکر ۲۰ منٹ پر وصال فرما کر حج و زیارت کی سعادت ابدی حاصل کر لی۔

تم رکھنے کی تربت بھی نہ آئی تھی سفینے میں  
دینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں

**مولانا عبد الاحد محدث پبلی سمیتی** سلطان الواعظین مولانا عبد الاحد محدث سورتی حضرت مولانا وصی احمد کے تنہا و یکتا صاحبزادے تھے ۱۳۹۸ھ ۱۹۸۳ء میں پبلی سمیت میں پیدا ہوئے۔ تیر و سال کی عمر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں کی خدمت میں بریلی حاضر ہوئے اور آپ ہی سے دور حدیث پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ امام احمد رضا نے خود اپنے دست مبارک سے دستار بندی کی۔ اپنے والد نامدار محدث سورتی سے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد تکمیل الطب کی لکھنؤ میں طب کی تکمیل کی اور ایک عرصہ تک طبابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر مدرسہ حنفیہ پٹنہ عظیم آباد میں چند سال تک مدرس نظامی کے جملہ فنون پڑھاتے رہے۔ پھر آخر عمر تک مدرسہ الحدیث پبلی سمیت میں درس حدیث دیتے رہے۔ آپ کے مواظبا حسنہ کی و حرم پور سے ہندوستان میں تھی۔ آواز بڑی پاٹ واری تھی۔ امام احمد رضا نے ایک خصوصی تقریب میں سلطان الواعظین کا خطاب عطا فرمایا۔ اور اپنی کتاب الاستاذہ میں خلفاء کے تذکرہ میں آپ کا ذکر اس طرح فرمایا۔

اک ک وفاء عبد الاحد کے کئے تھے نہ پہلے یہ ہیں

یہ شرف بھی آپ کو حاصل رہا کہ آپ نے حجت الاسلام مولانا شاہ محمد رضا خاں کے ساتھ امام احمد رضا خاں کی معیت میں فریضہ حج ادا کیا۔ حرمین مطہرین میں ساتھ ساتھ رہے۔ وہاں کے دینی تصنیفیں مسکلی



مراحل میں حق رفاقت و خدمت ادا کرتے رہے۔ آخر عمر تک تحریک خلافت تحریک ترک مولات، تحریک مسجد شہید گنج پل بازار کانپور، ہندو مسلم اتحاد، عجاز میں نجدیوں کے مظالم کے خلاف اپنے پیرو مشد امام احمد رضا کے مسلک اور ہدایات کے مطابق صنف اول میں ہر طرح نبود آزار رہے۔ حج الاسلام سے خصوصی مراسم تھے۔ آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں امام احمد رضا سے ماڈون و جاز تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۵۲ھ شعبان ۱۲ دسمبر ۱۹۳۲ء کو لکھنؤ میں ہوا۔ گنج مراد آباد کے باغ میں اپنے خسر مولانا عبدالحکیم گنج مراد آبادی کے پہلو میں آرام فرمایا۔ آپ کی باتیات سالات کا سلسلہ قاری احمد پل صیقلی اور ان کے صاحبزادے خواجہ رضی حیدر اور دیگر اولاد ذکور و انث سے جاری ہے۔ آپ کے وصال سے مدرسہ الحدیث پل صیقلی بصیت کا عہد زریں ختم ہو گیا۔ مسجد پل صیقلی مرحوم کے جلسہ تعزیت میں حضرت حجت الاسلام نے دعا کے مغفرت فرمائی۔

(خواجہ رضی حیدر، قدرت سورتی۔ مراد احمد قادری مولانا تذکرہ علماء اہلسنت ص ۱۶۸-۱۶۹)

## تلامذہ

حجت الاسلام کے تلامذہ کی فہرست میں مفتی اعظم کا نام نامی جہاں تبصیح کے دائرہ میں امام کی حیثیت رکھتا ہے، وہاں حجت الاسلام کی زندگی کا یہ گوشہ مستور بھی جگہ کا اٹھتا ہے کہ آپ امام احمد رضا کی موجودگی میں سند تدریس پر فائز ہوئے۔ اور آپ نے نہ صرف باہر بلکہ لکھنؤ والوں کو بھی پڑھایا۔ مندرجہ ذیل مسطور میں یہ حقیقت آشکار ہے

### احوال پاکیزہ مکرم مفتی اعظم

صورت و سیرت شریعت و طریقت کے غاسن کو اگر ختم کر دیا جائے تو وہ مفتی اعظم عالم اسلام مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کا سراپا قرار پائے گا  
آپ کا وہ ات و در علت، محاسن و نقصان کا عنوان اتنا ہمد گیر ہے کہ لکھنے والے مسلسل لکھ رہے ہیں۔ مگر یہ قصہ تمام ابھی ناتمام ہے۔

مفتی اعظم اپنے بڑے بھائی حجت الاسلام سے عمر میں ہزار سال چھوٹے تھے۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی سے پڑھائی کی ہے اور استفادہ بھی کیا ہے۔ مگر اصل وہ صحبت و تربیت ہے جو اپنے اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا سے حاصل کی۔ جس نے آپ کو سب کچھ بنا دیا۔ خود تحریر فرماتے ہیں۔

”فقیر جب تک سن شعور کو نہ پہنچا تھا اور اچھے برے کی تمیز نہ تھی، بھلائی برائی کا ہوش نہ تھا اس وقت میں ایسے خیال ہونا کیا معنی۔ پھر جب سن شعور کو پہنچا تو اور زیادہ بے شعور ہوا۔ جوانی و لڑائی مشہور ہے مگر الصغیرہ مؤثرہ صحبت بغیر نگلائے نہیں رہتی۔ اور پھر اچھوں کی صحبت اور وہ بھی کرن جنھیں سید العلماء کہیں تو حق یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا جنھیں تاج العرفان کہیں بجا، جنھیں مجدد وقت اور امام ادلیا سے تعبیر کریں تو صیح، جنھیں حرمین طہیین کے علمائے کرام نے ملائح جلیلہ سے سراہا، انہ سید الفرد الامام، کہا ان کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ اپنا شیخ طریقت بنایا، ان سکنندین



لیں جا تریں لیں انھیں اپنا اشارہ اپنا پیر ایسے کی صحبت کیسی بابرکت صحبت ہوگی  
تجہ تو یہ ہے کہ اس صحبت کی برکت نے انسان کو دیا .... جسکی نظر عنایت نے پکا مسلمان  
بنادیا ۔ اللہ اعلم بالصواب

راقم الحروف احوال پاکیزہ و مکرم مفتی اعظم کے تاریخی عنوان سے منقبت اور تاریخی احوال  
پر مشتمل سیرت منظم و پر تاریک کر رہا ہے۔

## فراق مفتی اعظم ہند

میشہ سرور ابراہیم

۱۹۰۶ء

میشہ سرور زمانہ

کیا بتاؤں کون کیا مقتدا جاتا رہا  
مقتدا کرتے تھے جسکی اقتدا جاتا رہا  
نوبصورت نوب سیرت خوش قلبا جاتا رہا  
خوبی خوباں کا جو معیار تھا جاتا رہا  
حق شعار و حق نگر حق آشنا جاتا رہا  
حق و کد و حق نظر حق رہنما جاتا رہا  
پارسائی کی سند ملی تھی جسکی ذات سے  
پارساؤں میں وہ ایسا پار سا جاتا رہا  
آفتاب نور پہنچا جس کا نام نہ انہار  
وہ ہوا زکون تو عالم نور کا جاتا رہا  
اٹھ گیا نوری میاں کا دار حق اٹھ گیا  
جانشین حضرت احمد رضا جاتا رہا  
کس کو جو مذکورہ کسکو پاؤں کو کس کو پاؤں  
خود تھا ہر اک بات کا جو فیصلہ جاتا رہا  
لفظ ہی خاموش ہو جاتا کسی جس کے حضور  
وہ بیس بے بدل اسلام کا جاتا رہا  
جلس بیت میں آ جاتے تھے جسکی عزت کی  
دوست و او نائب غوث الوری جاتا رہا  
اسے بری اسے زمین آبدار علم و فن  
جو امانت دار تھا اسلاف کا جاتا رہا  
جانے والے تجھ پہ ہوں سو سو مذکورہ حق میں  
تو گیا کیا حوصلہ اسلام کا جاتا رہا  
مصطفیٰ تھا امام جس کا وہ تھا مصطفیٰ  
صورت و سیرت میں تھا جو مصطفیٰ جاتا رہا  
اصطفیٰ منزل میں تو اور مصطفیٰ منزل تک  
از بریلی تاسدینت صمد جاتا رہا

لے پسندیدہ سے مراد قیام گاہ مدینہ میں جہاں آپ کا قیام ہوا اس کا نام بھی اصطفیٰ منزل تھا  
لے ذات نبوت مراد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسے شہید حضرت احمد رضا پابندہ باد  
تو گیا تو آہ اب احمد رضا جاتا رہا  
گول جو تیا تھا اس کا نور کون کون  
اسے سراپا گوش و شیریں نذا جاتا رہا  
مدد ہو کوئی مسجد ہو یا کوئی خانقاہ  
ہر مکان میں تو میکش لاریب تھا جاتا رہا  
منزل گم کردہ منزل ہدایت کا نشان  
مرشد ہادی ہمارا اسدا جاتا رہا  
زندگی بھر تھی رہنے سے مصطفیٰ کو بکھر رہی  
وہ رہا سے مصطفیٰ کا مصطفیٰ جاتا رہا  
ذوب کج فتنائیں وہ تھا کے گھاٹ لک  
ہر ویدار شرع اصل بت جاتا رہا  
احمد نوری نے دی جسکی ولادت کی خبر  
اس بشارت کی خبر کا مستند جاتا رہا  
دل گیا تو غم نہیں کر دیا کہ پاس تھا  
غم تو یہ ہے آج اپنا دل بجا جاتا رہا  
ہر دل بیک کو دل ملتی تھی جسکی دید سے  
اس دل بے آسرا کا آسرا جاتا رہا  
احمد نوری نے دیا جسکو فطرت پسندی  
تالہ نوری کا وہ نوری رضا جاتا رہا  
دست بھی جسکا براہ راست دست نداشت  
جو بریلی پر تھا یعنی کالسا جاتا رہا  
جو رہا شیریں او اہر دم فدائی راہ میں  
وہ دل سے حق امام الہ تعالیٰ جاتا رہا  
ڈٹ گیا جو جو ہمیشہ موج مدوٹاں میں  
کشتی امت کا ایسا ناخدا جاتا رہا  
مملکت نفس امارہ ہوا جس کے حضور  
جو بہر خاس تھا تسیر تھا جاتا رہا  
لو کہ جو جسم شاغل و زاکر رہا  
شغل ذکر و فکر وہ مشغلہ جاتا رہا  
فرط و غرور و اصر و شائع چل رہا  
ہم گنہگاروں کے دل کا وصلہ جاتا رہا  
ہو گیا عسرا ب و سر آہ سونا ہو گیا  
راکھ و خاشاک اسام الاولیا جاتا رہا  
ہو گیا تاریک عالم اور ظلمت بڑھ گئی  
چھپ گیا دن آفتاب پر ضیا جاتا رہا  
ناز تھا جس کے جو زان پر خود ناز کو  
وہ سراپا نازش امیل و لا جاتا رہا  
پیر وہ ایسا کہ لاکھوں لاکھ ہوں جسکے خیر  
اس صدی کا بے بدل وہ رہنما جاتا رہا  
ذات تھی جس کی مریدوں کیلئے حیرتیں  
وہ جفاقت کا مکمل دائرہ جاتا رہا

لے اس سے حضرت مروج کا فیضان ملا ہے



ہمسفر جبرائیل منزل دور شب رہ پر خطر قافلے کی نصیب میرت فدا جا رہا  
جس نے دکھائی یہ دعا خوشتر کو خوشتر کر خدا  
آہ! وہ خوشتر کا خوشتر خوش ادا جا رہا

شیخ المشائخ مرشد العلماء قطب الاولیاء رئیس الاقطیاء شہزادہ امام احمد رضا حضور منقہ اعظم ہند  
مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری کی وفات حسرت آیات پر خطبات اور

تاریخی مآذ نے

”تواریخ وصال مہم بوب“

۱۲

داؤد اکتف محمد امین چہ نمبر ۶ گریہ کر دہ آدمی تھی ونگ

آں رئیس الاقطیاء زوداد خرا ۶ کرد ملت نیک فرما خرا

مکمل مدلی مرشدی آل ارحم مولانا مصطفیٰ رضا نوری اہل جود و عطا ”شہسوار احمد رضا“

قوی زمان خاتم القہار قبلہ طالبان صاحبزادہ احمد رضا ”ملک دنیا مرشد العلماء“ دلی

نہجہ عدیل مصطفیٰ رضا ”فقیر عالم دین اسلام“ دین شاہ ابو البرکات محمد الدین جلیانی آل الرحمن

”محمد مصطفیٰ رضا دلی باگ“ مزاج شناس طیف حضرت ”ابن حق دلی مجدد الطہارت“ مولد

مصطفیٰ رضا ”تاریخ نیک وجود“ ”تاریخ جلوس“ ”مصطفیٰ رضا پاک زاداد“ ”گدا گئے

نوری کی ولادت باسعادت“ ”دلی کامل خاتم اکابر“ ”سنا نوری رضوی“ ”آجنگا قادری صوفی

”خلیفہ عظیم البدل برائے حسین احمد نوری“ ”زیب فصحا خاتم الخلفاء“ ”منزل مہمان غوث الہدی

”سیدی منقہ اعظم ہند قدوہ اصنیاء“ ”رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ ”واللہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلوٰۃ

بشیرت عازم است“ ”حقا مسلم علی خادوہ الدین مصطفیٰ“ ”ان کا برابر سیم فلام“ ”اصف ندی

خوشتر صدیقی“

پیشکش: غیر تقاریب سب بارگاہ رضوی عبد البرہم خوشتر صدیقی بانی سربراہ سنی رضوی  
موسس اشریف نیشنل ماذون و مجاز سلسلہ مالیت قادریہ رضویہ حامد مصطفیٰ رضوی

حضور منقہ اعظم عالم اسلام مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری رضوی بریلوی نور اللہ مرقد و نے اپنا  
کلام اپنے دست فیض مام سے لکھا ہوا راقم الحروف غیر تقاریب سب بارگاہ رضوی عبد البرہم خوشتر صدیقی  
کو عطا فرمایا اور اپنے کاشانہ اقدس بریلی شریف میں عید میلاد کی تقریب میں اسی سے پڑھوا کر سننا  
یہ نعت ”نعت شفاعت طلب“ کے تاریخی عنوان سے پہلی بار پڑھ کر جمیل کے قارئین کی نذر کر رہا ہوں۔

نعت شفاعت طلب

۱۲

پڑھوں وہ مطلع نوری شمار مہر نور کا جو جس سے قلب روشن جیسے مطلع ہوشیار کا

سنائی کی چمکتا مطلع وصف دئے نور کا وہ جس کے سامنے ہوا نہ چہرہ ماہ خاد کا

سر عرش علی پہنچا قدم محبوب داور کا زبان قدسیاں پر شور ہے اللہ اکبر کا

بنا عرش بریں مسند کتب پائے منور کا خدا ہی جانتا ہے مرتبہ سرکار کے سر کا

دو عالم صدق پاتے ہیں سر سرکار کے در کا اسی سرکار سے قلم ہے جو کچھ ہے مقدر کا

مئے خلعت جہاں کی نور کا تر کا ہوا عظیم میں نقاب دہے انور کے مرے خوشیاد سر کا

بڑے دربار میں بیجا یا بھوکو میری قسمت نے مری جان صدق کیا کہنا سر کے اچھے مقدمہ کا

چہ شنگ تیرے قبضہ جب کا وہ شاہ جہاں یہ آ رہی ہے بادشاہ کا یہی سلطان مسند کا

ضیا بخشی تری سرکار کی عالم پر روشں ہے مہر خورشید صدق پاتے ہیں پیار سے در کا

لگا دھڑے اپنی بنایا مہر زروں کو الہی نور دن و دنا ہر مہرہ ذرہ پرور کا

طبق پر آسمان کے گلستا میں نعت شہزادہ قلم لے لاش دل جاتا ہے جبریل کے پر کا

متابل ذرہ در کے ذرا سامند فکل آیا بہت شہرہ شناکہ تھے ہم خوشتر صدیقی کا

جہاں حق نہاد کھیں عیاں نور خدا پائیں کلیم آئیں اشاد کھیں خدا پرورد سے در کا

نہ سایہ مارح کا ہرگز نہ سایہ نور کا ہرگز تو سایہ کیسا اس جان جہاں کے جسم نور کا

وہ آئینہ اگر دیکھیں تو اپنے آپ کو دیکھیں کہاں آئینہ میں مار دے گی ان کے برابر کا

حال عقل ہے تیرا مائل اے مے سرور تو ہم بھی نہیں کر سکتا عقل تیرے ہمسر کا



خدا شاہ رضا کا آپکی طالب رضا ہوگا  
وہ جاتا پچا جاتا ہوا میں آقا دہائی ہے  
ہمیشہ رہتی دنیا تک ہیں دشمنوں کے  
ہے وہ لوگ جہاں میں منہ جالا اپنا لے آقا  
یہ ان کے بچے انکی ال وہیں رہیں وہیں  
یہ سب دونوں جہاں میں تھیں انکی تھیں

جو آب و تاب و خزان منور و کیلے نور کی  
مرا بحر سخن سرشہر ہونوش آب گھر کا

## علامہ حسین رضا خاں بریلوی

حضرت علامہ مولانا حسین رضا خاں ابن استاد من مولانا حسن  
رضا خاں حسن بریلوی ۱۳۱۰ھ تا ۱۸۹۲ھ میں پیدا ہوئے  
آپ مفتی اعظم سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے۔ آپ امام احمد رضا کے ہارور زادہ تلمیذ اور خلیفہ تھے۔ آپ  
نے حقہ اسلام سے بھی مفتی اعظم کی معیت میں کتابیں پڑھی ہیں۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں علمی  
خدمات کے ساتھ دینی میدان میں بھی آپ نے بڑا کام کیا ہے۔ حسنی پریس جماعت رضا کے مصنفین اور  
ماہر جریدہ "الرضا" آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں ہیں۔ حسنی پریس سے امام احمد رضا کی تصانیف کی  
اشاعت میں آپ کا بڑا حصہ ہے۔ آپ ایک کامیاب مدرس، نامور مصنف، سچے ہرے معقول نگار اور  
باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا وصال ۱۴۱۰ھ تا ۱۹۸۱ء میں ہوا۔ خاتونہ قادریہ رضویہ نور یہ  
بریلی آپ کا مدفن قرار پایا۔ آپ کو بھی حضرت شاہ ابراہیم علیہ السلام کی مہر و کی سے شرف بیعت حاصل  
تھا۔ آپ کی باقیات صالحات میں مولانا سبطین رضا خاں، مولانا حسین رضا خاں، مولانا حبیب رضا

عہ حضرت مولانا حسین رضا خاں صاحب کے منجملہ سامعین سے جانتے معقول و مشغول، کامیاب مدرس، سید منظر اسلام  
باجل، تلمیذ مفتی اعظم ہند بریلی و فتوہ شخصیت کے مالک ہیں۔ ۱۳۰۰ھ تا ۱۳۸۰ھ میں مولانا گوان بریلی میں پیدا  
ہوئے وہ بھی نظامیہ کی مکمل دانا معلوم منظر اسلام بریلی میں کی۔ دورہ حدیث محدثہ غفرلہ ایک تھی مولانا  
سروا احمد سے لاہور پاکستان میں پڑھا۔ اللہ شرفیہ کے استحقاقات اور اہل برہنہ سے انکشافی (بانی مولانا احمد)

خاں اور ایک صاحبزادی (ابلیہ مولانا اختر رضا خاں ازہری) ہیں۔ اس سلسلہ زنجیر میں قطب العالم مولانا  
رضا علیخان بریلوی سے ان تینوں صاحبزادگان تک علم دین اور خدمت دین کا سلسلہ جاری ہے۔ آپ نے  
سنی رضوی اکادمی مارشیس کے جینی تاسیس پر ۱۹۶۰ء تا ۱۹۸۰ء کو ایک بڑا ایمان افروز اور تاریخی پینام  
ارسال فرمایا تھا

## حضرت علامہ مولانا تقدس علی خاں

مولانا تقدس علی خاں اپنے والد ذیشان الحاج شہر  
ولی خاں م ۱۳۹۵ھ میں پیدا ہوئے

گھر بریلی میں پیدا ہوئے۔ استاد من مولانا حسن رضا خاں حسن بریلوی سے تاریخی نام "تقدس علی خاں"  
عطا فرمایا۔ آپ کے پر وادار حسین احمد ترقی علی خاں ابن کاظم علی خاں امام احمد رضا کے ہارور زادہ مولانا رضا علی  
خاں کے سگے بھائی تھے۔ آپ اپنے چاروں بھائیوں تقدس علی خاں، اعجاز ولی خاں، عبد علی خاں، تقدس علی  
خاں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کا شجرہ نسب کاظم علی خاں میں امام احمد رضا سے مل جاتا ہے۔ آپ  
محب و نسب کے اعتبار سے کاظمی اور بیعت کے اعتبار سے رضوی اور اجازت و خلافت کے اعتبار سے  
حامد ہیں۔ آپ امام احمد رضا کے فرزند معنوی اور جبرہ الاسلام مولانا محمد احمد رضا خاں کے ارشد تلمیذ، فرزند

(صغر گذشتہ کا باقی حاشیہ) دریاات پس کہے۔ پڑھنے کے زمانے ہی سے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے۔ چھٹا  
پڑھا احمد کہیں زیادہ پڑھایا۔ مگر سچہ بھی نام خود سے دور شہرت سے فتوہ پڑوں اور دیگر گانوں کے شہور اور عند  
اللہ اجور ہیں۔ باقیات میں میں سامعین سے سالانہ رضا خاں، رضوان رضا خاں، حبیب رضا خاں اور ایک صاحبزادی  
ہیں۔ راقم خطوط کے لئے یہ امت شرف ہے کہ وہ محب موصوت کا ہم عمر، ہم مزاج، ہم پار و ہم نوا اور دور و مدد  
کے علاوہ قاضی مبارک و غیرہ بعض کتابوں میں ہم کس رہے۔ آپ سے موت و وفات کا سلسلہ اس عیسوی  
کے پانچویں عشرے سے اب تک جاری ہے۔ تقریباً یہ کہنا سچ ہو گا

یہ نصف صدی کا قصبہ دو چار گھنٹی کی بات نہیں،

"اور زوال جنود جندہ" کے حدیثی ارشاد کے مطابق اس جہان میں تو اس کا مشہد ہو رہا ہے اور ترقی نہ کر

کی طبع یک گیر حکم گیر ہے، امید ہے کہ دوسرے جہان میں بھی ایسا ہی ہو گا۔  
یہ کیفیت اسے فتح ہو چکے تقدس، ع کے الفت غم میں ہو چکے شیشے میں ساغر میں  
منہجہ بالاسطور عرب گرامی قدر کیے صرف واقعات ہیں ان میں تعلقات کو کوئی دخل نہیں۔



نسبتی اور چاروں سلاسل میں خلیفہ و مجاز ہیں۔ نیز حضرت مغربی رشتی و خادم اور اعز میں سب سے زیادہ قریب تھے۔ آپ کو امام احمد رضا سے ۱۳۳۲ھ سے شرف بہت حاصل ہے۔ آپ نے شرح بنی کا خطبہ باہر دست امام احمد رضا سے پڑھا ہے۔ بہت سے علما خصوصاً محدثین اعظم مولانا سر دارا حیدر نے آپ سے یہی خطبہ پڑھ کر رضوی نسبت تلمذ کا حصول کیا ہے۔ مدرسہ عالیہ رامپور اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں آپ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ آپ کے استاد میں شمس العلماء مولانا خورشید حسین فاروقی خبزی رامپوری صدر المدرسین دارالعلوم منظر اسلام، مولانا نور الحسنین فاروقی مجددی رامپوری، مولانا محمد امجد علی حنینی مصفا خان، صدر الشریعہ مولانا محمد علی اور عتبہ الاسلام مولانا محمد مہدی مصفا خان ہیں۔ آپ نے درسیات کے علاوہ رد المحتار کا مفت دیکھی پڑھایا اور فتویٰ نویسی کی مشق بھی کر لی۔ ۱۳۴۵ھ میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی سے فراغت کے بعد اسی دارالعلوم کے نائب مہتمم رہے اور اسی سے اپنی تدریس کا آغاز کیا اور آپ کا یہ سال تدریس تاریخی "تدریس تقدس علی" قرار پایا۔ اگرچہ آپ نائب مہتمم تھے مگر دارالعلوم، عرس قادری وغیرہ کا سامان اہتمام آپ سے متعلق تھا۔ اور نائب صاحب کے لقب سے آپ مشہور ہوئے۔ آپ جس عقل میں ہوتے جان عقل ہوتے۔ اسلام و اسلام میں نئے نئے معنی پیدا کرنا، ملی مقبوت کے ساتھ، مذاق و مزاج کا رنگ پیدا کرنا آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ آپ پوری زندگی تدریس، مجلس، مسلکی قومی میدان میں سرگرم عمل رہے۔ عرس قادری رضوی، یوم رضا، ملی اور مسلکی اجتماع کی مسند صدارت کو زینت بنھتے رہے۔ ۵ مئی ۱۹۵۲ء سے جامعہ راشدیہ پیر جوگہ ضلع خیر پور سندھ کے شیخ الجامعہ کے منصب پر تاحیات فائز رہے۔ آپ کی تدریس زندگی سا شمار شب و روز میں رواں دواں نظر آتی ہے۔ آپ مثنوی کا فخر نس مراد آباد کی دونوں تقریب ۱۳۴۹ھ، ۲۰ مئی، ۱۹۴۹ء میں شریک رہے اور تحریک پاکستان کے ہر اہل دستے میں آپ کی خدمات نمایاں رہیں۔ ۱۴۱۱ھ میں دارالعلوم کے مسلک کی اشاعت اور رضوی مسجد و مدرسہ خافتہ کی تعمیر آپ کی زندگی کے کارہائے نمایاں ہیں۔ پیر جوگہ میں امام احمد رضا کی یاد میں "مسجد رضا" تعمیر کی اور زندگی بھر اسی مسجد کی خدمت کرتے رہے۔

آپ نے عربی لٹیرین کا پہلا سفر ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۵ء میں بریلی شریف ہندوستان سے کیا۔ راقم الحروف کا یہ زمانہ تعلیم تھا۔ مگر موصوف مذکور کی تعلیم و تربیت سے مالا مال تھا۔ اس سفر میں پیر جوگہ سے

واپسی پر دارالعلوم منظر اسلام میں ایک شاندار جلسہ تہنیت کا انعقاد ہوا۔ اس فقیر نے یہ تاریخی رہائی پیش کی ہے۔

جودیاں نسبت میں سے بھر کر اپنی پھر وطن کو مرے فہم و کرم آئے  
شاد و مسرور ہیں کہ جود اللہ اللہ کتنے انعام خدا جانے وہاں سے پائے  
ہوئی نایابی یہ خوشتر ز سر کیف دوام "مول کو پر نور تجلی سے بت کر گئے" (۱۹۵۱ء)  
آپ نے دوسرا سفر حج زیارت ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء میں کیا۔ یہ فقیر قادری مع اہل و عیال اس مبارک سفر میں حضرت موصوف کی معیت کا شرف حاصل کرتا رہا۔ پھر آپ نے پاکستان سے میسرارج ذریعہ کا سفر کیا۔ اور عمرہ زیارت مدینہ منورہ و قادم اخیر مسلسل بارہ سال تک کرتے رہے۔  
اس راقم الحروف کو ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ شرح جامی کا خطبہ پڑھا کر امام احمد رضا کی نسبت تلمذ سے نوازا اور سلاسل رابر میں خلافت و اجازت سے مالا مال فرمایا۔ ہندوپاک کو اپنے ملی و روحانی فیضان سے نوازتے ہوئے ۲۲ فروری بروز پیر ۱۹۷۸ء خدائے واحد قدوس کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اپنے والد گرامی وقار کے پہلو میں پیر جوگہ ضلع خیر پور سندھ میں آرام فرمایا۔

والہدیہ کم سن و عمر شریعہ عالمی مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں تدریس کی  
حقیر لائزہ و خدمت دینی کے جو فی خوار اندہ رہے حقیقہ حقیقت ہے کہ امام احمد رضا  
رحمہ اللہ نے ہندوستان کے اہل حق و باطل کو جو کمالیہ تعلیم و ترویج دی وہ روبرو ہے کہ ہندوستان میں  
اور جسے خداوند تعالیٰ نے ہندوستان کے اہل حق و باطل کو جو کمالیہ تعلیم و ترویج دی وہ روبرو ہے کہ ہندوستان میں  
فہم و کرم آئے شاد و مسرور ہیں کہ جود اللہ اللہ کتنے انعام خدا جانے وہاں سے پائے  
ہوئی نایابی یہ خوشتر ز سر کیف دوام "مول کو پر نور تجلی سے بت کر گئے" (۱۹۵۱ء)  
آپ نے دوسرا سفر حج زیارت ۱۳۴۸ھ ۱۹۲۹ء میں کیا۔ یہ فقیر قادری مع اہل و عیال اس مبارک سفر میں حضرت موصوف کی معیت کا شرف حاصل کرتا رہا۔ پھر آپ نے پاکستان سے میسرارج ذریعہ کا سفر کیا۔ اور عمرہ زیارت مدینہ منورہ و قادم اخیر مسلسل بارہ سال تک کرتے رہے۔  
اس راقم الحروف کو ۲۰ شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ شرح جامی کا خطبہ پڑھا کر امام احمد رضا کی نسبت تلمذ سے نوازا اور سلاسل رابر میں خلافت و اجازت سے مالا مال فرمایا۔ ہندوپاک کو اپنے ملی و روحانی فیضان سے نوازتے ہوئے ۲۲ فروری بروز پیر ۱۹۷۸ء خدائے واحد قدوس کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اپنے والد گرامی وقار کے پہلو میں پیر جوگہ ضلع خیر پور سندھ میں آرام فرمایا۔



## فاضل جلیل مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خان ضوی بریلوی

آپ وقت کے نامور نقیب راسخ العقیدہ سنی عالم دین اور پاکستان میں رضویت کے علمبردار اور ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ ۲۰ مارچ ۱۹۱۳ء بروز منگل بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے پردادا رئیس الکمار فتح علی خان ابن کاظم علیاں حضرت مولانا رضا علیاں جد امجد امام احمد رضا خاں کے حقیقی بھائی تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ نسب کاظم علیاں میں امام احمد رضا سے مل جاتا ہے۔

حقیقت کی تقریب پر آپ کا نام ”محمد“ رکھا گیا۔ اعجاز ولی خان عرف قرار پایا۔ ۲۵ شعبان ۱۳۳۶ء کو امام احمد رضا فاضل بریلوی نے بسم اللہ شروع کرائی اور ترقی کر کے حافظ عبدالحکیم قادری بریلوی سے چلے۔ مولانا تقدس علیاں شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر جوگٹہ سندھ، بلوچاگر مولانا مختار احمد صلیبی پوری اور مولانا منیر رضا خاں بریلوی سے متوسطات تعلیم حاصل کی۔ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی سے شرح جامی اور مولانا سرمد ولی خان غزومیاں سے جلالین پڑھی۔ آپ نے درسیات کی تکمیل حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی مصنف بہار شریعت سے مدرسہ سعیدیہ دادون علیگڑھ میں کی۔ مفتی اعظم ہند نے ۱۳۵۶ء ۱۹۳۷ء سندھ حدیث عطا فرمائی۔ آپ نے دینی دنیا میں بڑا نام پیدا کیا۔ بریلی شریف، جنگ، جہلم، لاہور میں کتب معقول و منقول کی تدریس میں بڑی شہرت حاصل کی۔ شیخ الحدیث والفکر کی حیثیت سے تو آپ کی ذات مسلم تھی۔ بریلی شریف ہی سے آپ نے فتویٰ نویسی کا آغاز کیا۔ اور پاکستان میں اس منصب جلیل پر آپ مفتی اعظم ہند کے وارث و امین تھے۔ جمیع علماء پاکستان کی تنظیم میں آپ نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ آپ کو حضرت حمزہ اسلام مولانا شاہ محمد رضا خاں بریلوی سے سند حدیث حاصل تھی۔ اور شریف محمد بھی تھا۔ آپ سلاسل اربعہ میں حضرت موصوف سے مافوق و مجاز تھے۔

امام احمد رضا کے خاندان میں آپ کو علم جفر سے قدرے مناسبت تھی۔ اس کا شاہدہ راقم الحروف نے خود کیا ہے۔ آپ نے چند سال پہلے ہی مجھے اپنے وصال کی خبر دی۔ پھر میں نے رمضان سے پہلے اسکی تصدیق چاہی کہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق رحلت آپ کی رمضان میں ہوگی، ہنوز برقرار ہے آپ نے ہر بار ارشاد فرمایا اب قدرے تبدیلی واقع ہو گئی ہے۔ اب یہ سانحہ شمال میں ہوگا۔ چنانچہ آپ کا

وصال ۲۳ شوال ۱۳۹۳ھ ۱۹ نومبر ۱۹۷۴ء لاہور میں ہوا۔ اور اپنی خواہش کے مطابق دینیہ الاولیاء لاہور میانی صاحب میں آسودۂ خواب ہوئے۔

آپ کی اولاد و اجاد میں محدث یوسف نگر پاشا (ولادت ۵ اگست ۱۹۷۵ء) بی ایس سی انجینئرنگ بی اے برطانیہ۔ تحسین فاطمہ ایم ایس سی فرکس گورنمنٹ میڈلسٹ (ولادت مارچ ۱۹۷۳ء) کراچی پاکستان میں تھیں۔ راقم الحروف کے لئے ہوتے امریکی تعلعات مرزا پاک کی تختی پر کندہ ہیں۔

اعظم کیا دنیا سے وہ عالی نسب کی ہر سخن جس کا تھا پیغام طرب

سال رحلت کا ہے تاریخ قریب کی تھیں یوں شوال سر شہر کی شب

دعوت ہوا جہاں یہ کوئی باکمال کی روحیں کوئی رنگ نہم سے ہر حال

عینی کی فکر و دنیا کا جسور اسول کی یاد انجیر عاقبت اس کا سن و سال

تحدیثِ نعمت کے طور پر لکھ رہا ہوں کہ تاریخی استخراج کے فن میں حضرت نقیب عصر سے اس نے استفادہ کیا ہے



# محدث اعظم پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سرور احمد قدس سرہ

حضرت شیخ الحدیث ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں قصبہ دیال گڑھ تحصیل بٹالہ ضلع  
گجروا سپور پنجاب میں پیدا ہوئے۔ والد گرامی کا نام چودھری میران بخش تھا  
والدہ نے سرور محمد کھکھک رکھا۔ والد نے سرور احمد نام رکھا۔ اور اپنے خود اپنا  
نام "محمد سرور احمد" تحریر فرمایا۔

ابتدائی تعلیم قصبہ دیال گڑھ میں پائی۔ اسلامیہ ہائی اسکول بٹالہ سے میٹرک  
کا امتحان پاس کیا۔ ایف اے کی تیاری کے لئے ۱۹۲۶ء میں لاہور تشریف لائے  
ع "کوشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جاست" کا وقت آگیا۔

متحدہ ہندوستان کے صوبہ پنجاب کا مرکز علم و فن لاہور کی مرکزی انجمن  
حزب الاحناف کا عظیم الشان جلسہ بیرون مہلی دروازہ اپنے زیر شامیانہ ملک  
ملت اور دنیا کی مہلت کے تمام شہرہ آفاق علم و مشائخ کا دلکش نظارہ پیش کر رہا تھا  
کو علم عمل کا تاج محل حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے دوران خطاب یہ اعلان فرمایا۔

لے راقم الحروف نے حضرت کی ماہرہ تصنیف "اسلامی قانون وراثت" پر اپنی منظوم تقریر کا مقطع  
ہے "سرور محمد چہ قربان ہیں ہوجاؤں نہ خوشتر یہ تمنا ہے ہمدی ہمدی حیرت ہے"  
جب خدمت میں پیش کیا تو حضرت نے دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ "میسری ماں نے مجھے  
"سرور محمد" ہی کہہ کر رکھا۔"

"حضرات! امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں  
بریلوی کے شاہزادے (عاجز اوسے) حضرت فیض ورجت منقذی امام  
مرجع الفواہم والاعوام حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں نملال  
گکاری سے تشریف لارہے ہیں۔"

اس اعلان کو ہزاروں کے اجتماع میں ایک اسٹوڈنٹ سراپا گوش  
سرور احمد نامی بھی سُن رہا تھا۔ اور یہ فیصلہ کہ بغیر نہ رہ سکا اور اس کا یہ فیصلہ  
درست تھا کہ جس شخصیت کا تعارف اپنے وقت کا صدر الافاضل فضیلت و  
کرامت کے خوبصورت الفاظ سے کر رہا ہو وہ شخصیت خود کتنی بلند مرتبت اور  
امام شریعت و طریقت ہوگی۔ اور یہ اندازہ بالکل صحیح ثابت ہوا چنانچہ قدرت  
نے حضرت حجتہ الاسلام کی صورت میں سرور احمد کو ایک ایسا سرور فراہم کر دیا  
جسکی تعلیم و تربیت نے ایک انگریزی پڑھنے والے اسٹوڈنٹ کو عالم، فاضل،  
شیخ الحدیث اور محدث اعظم پاکستان بنا دیا۔

"داد اور قابلیت شرط نیست، بلکہ شرط قابلیت داد وادست"

## سرور احمد حجتہ الاسلام کی بارگاہ میں

امام احمد رضا خاں قدس سرہ کا شاہزادہ حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں لاہور میں  
جلوہ فرما تھا۔ عوام کی بات نہیں، خواص کے دیدہ و دل بھی فرس رہے تھے۔ اب  
بیرون دہلی دروازہ لاہور کا جلسہ جلوہ گاہ اہل نظر تھا۔ حضرت موصوف کا حسن خدا داد  
نگاہوں کو خیرہ کر رہا تھا "لاہور میں دولہا بنا حامد رضا عابد رضا" کی چاروں طرف  
دھوم تھی کہ یہی سرور احمد کشان کشان حضرت حجتہ الاسلام کی بارگاہ تک رسا ہوا۔  
زیارت و دست برداری کی سعادت میسر آئی۔ فیضانِ نظر اپنا کام کر گیا اب لاہور کے بھی  
ایف اے کا طالب علم اسیر حجتہ الاسلام ہو کر مرکز ایمان آگے بڑھی شریف کی جانب رواں دواں تھا۔



## تعلیم و تربیت

شہر بریلی محسود و انجمن خاتواہ عالیہ رضویہ کی گلی میں ایک طالب علم صرف و نحو کی ابتدائی کتاب ہاتھ میں لئے سرکاری لائبریری کی روشنی میں کھڑا محو مطالعہ تھا۔ تحصیل علم کے یہ انداز بڑے دلکش تھے۔ رات کے سناٹے کا عالم اس طالب علم کے درختاں مستقبل کو آواز دے رہا تھا۔ کاتے میں مرقیٰ رحمائی و ہادی رحمائی حضرت عجبۃ الاسلام کی نگاہ حق آگاہ علم و عمل کے اس رسالہ عالیہ پر جا پڑی۔ آپ کی شفقت بے نہایت نے آواز دی "تقدس میاں!" مولانا تقدس علیاں فرزند نسبیتی حضرت عجبۃ الاسلام (سردار احمد کو مطالعہ کیلئے ان کے کمرے میں روشنی فراہم کی جائے۔

واقعات بتا رہے ہیں کہ چراغ کی روشنی میں یہی طالب علم اپنا دیدہ و دل فروزاں کرتا۔ حضرت موصوف کے زیر سایہ تعلیم و تربیت کے منازل بڑی تیزی سے طے کر رہا تھا۔ اب اس کے طعام و قیام کا انتظام بھی رضوی دولت گدہ سے متعلق تھا۔ سنا کہ لوگ یہ گمان کرنے لگے کہ یہ طالب علم نازان رضا کا ایک فرسہ۔

دیکھنے والوں کا یہ بیان ہے کہ یہی طالب علم مسجد میں ہوتا تو مابہ و زامہ خاتواہ میں ہوتا تو نفاذی الشیخ اور درس گاہ میں ہوتا تو تحصیل علم میں شاغل اور سراپا اب تعلیم نظر آتا۔

صرف و نحو کی خشک گرد پلپ وادیوں سے گذرتا، جب اس کو تفقہ فی الدین کی منزل نظر آئی تو اس نے اپنے آپ کو وقت کے سب سے بڑے بقیہ حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ الحاج مصطفیٰ رضا خاں کے حضور پایا۔ اہل بیت المصل کے ابواب روشن تھے اور فقہ کی اس بنیادی منزل میں مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ جلیلا استاد میر آگیا۔

یہ واقعہ ہے کہ حضرت عجبۃ الاسلام کی تربیت اور حضرت مفتی اعظم کی تدریس نے مولانا احمد کو ایک ایسے بحر العلوم (حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے ساحل تک پہنچا دیا جو خیر آبادی علوم کا گنجینہ اور رضوی معارف کا خزانہ تھا۔

## بریلی سے اجمیر

یہ قادری فیضان کہتے یا جشتی نسبت کو اب مولانا کی منزل دار الخیر اجمیر خواجہ خواجگاں کی چوکٹ اور حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت و خدمت میں علوم و فنون کی تکمیل تھی۔ چنانچہ رضوی خاتواہ کا یہ پروردہ جامعہ معینیہ خٹمانیہ اجمیر مقدس میں اپنے علم و عرفان کی پیاس مسلسل آٹھ سال تک بجھاتا رہا۔ اور اپنے استاد کے حضور مقول اور منقول علوم کی منزلیں طے کرتا یہاں تک کہ پروان چڑھا کہ یہ شجرہ علمی سدا بہار ہو گیا۔

اجمیر مقدس کے قیام میں حافظ ملت مولانا حافظ عبدالعزیز محدث مبارکپوری باقی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور حضرت مولانا غلام یزدانی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی و حضرت صدر الصدور مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ علماء جو آپ کے شریک درس تھے۔ وہ سب کے سب اپنے علم و فضل میں مشاہیر روزگار رہے۔

حضرت شیخ الحدیث نے ان ماہ و سال میں کتب درسیہ کے ساتھ ساتھ امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خاں قادری فاضل بریلوی کی تصنیفات کا بڑا گہرا مطالعہ فرمایا۔ خود ہی ارشاد فرمایا کہ امام اہل سنت تدریس سرور کے رسائل و کتب نے میرے لئے وجدان و یقین کی تمام راہیں کشادہ کر دیں۔ کتاب سنت



اجماع امت کے تمام نعوس کو آئینہ کر دیا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کسی مسئلے کے ماخذ کی تلاش میں راہیں گزر جاتیں۔ چنانچہ حضرت صدر الشریعہ کی عالم بنانے والی کتاب ”بہار شریعت“ کے کسی مسئلے پر کسی نے اعتراض کیا۔ اور آپ نے اس کے ماخذ کی تلاش میں فتح القدر کی تمام جلدیں دیکھ ڈالیں۔

یہ نوروزان کا معمول تھا کہ عصر و مغرب کے درمیان حضرت صدر الشریعہ کے ساتھ چل قدمی میں بھی کوئی نہ کوئی کتاب آپ کے ہاتھ میں ضرور ہوتی۔ اور کہیں بھی کوئی موقع پیش آجاتا تو علم کے حصول میں کوئی منٹ ضائع نہیں فرماتے چنانچہ فاضل خیر آبادی کی شرح مرقاة المفہمیں اتفاقات میں اپنے پڑھی۔

حضرت شیخ الحدیث کی زندگی میں اپنے اکابر سے بے پناہ شفقت و اسانڈ کا جذبہ احترام بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اپنے استاد و اہل فی الہل حضرت صدر الشریعہ کا نام لیتے تو ادب و احترام کا پیکر نظر آتے۔ اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا کا نام نامی تو ان کا ولسیفہ تھا ان سے یا اٹھنے ملازمہ اور تلامذہ کے تلامذہ سے متعلق مساجد مدارس میں ہر جگہ آپ کو نسبت رضا نمایاں نظر آئے گی۔ چنانچہ برصغیر ہندوپاک کے علاوہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، مالدیپس میں مسجد رضا سنی رضوی سوسائٹی، خانقاہ قادریہ رضویہ، سنی رضوی اکیڈمی، سنی رضوی عید گاہ، قادری رضوی مرکزی مسجد اور جامعہ رضویہ آپ ہی کی اور آپ کے ارشد تلامذہ کی یادگار ہیں۔

یہ سب کچھ نتیجہ ہے الحب فی اللہ والبنی فی اللہ کا کہ اس رنگ میں حضرت موصوف اپنی مثال آپ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زندگی سلف صالحین کی طرح احقاق حق و البطل باطل کے جذبے سے بھرپور نظر آتی ہے۔ کیا عجاہل کہ خلاف سنت کوئی عمل ان کے سامنے آئے۔ اور وہ اصلاح نہ کریں۔ دفع مغفوت کے مقابلے میں جلب منفعت نام کی کوئی چیز ان کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔ اس راہ

میں جو مصائب و آلام سامنے آتے صبر و شکر کے ساتھ سہتے اور ہر حال میں مسلک اہلسنت کی ترویج و احیا فرماتے۔ اسلاف کے مسلک اور علمی برتری کی خلاف کوئی نغظ منغا گوارہ نہیں فرماتے۔ جامعہ معینیہ عثمانیہ جبر مقدس کا ایک فقرہ خود راقم الحروف سے بیان فرمایا۔

”جامعہ میں ایک فاضل مدرس جامع معقول و منقول تھے۔ ایک دن درس میں الامام البریلوی کی تفہیم فی الدین کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فقہ میں ماہر تھے۔ اس جملہ میں فقہ کی قید اعتراضی تھی۔ اشارت فاضل بریلوی قدس سرہ کی علوم معقول پر مہارت کا انکار تھا۔“ حضرت شیخ الحدیث یہ سن کر تڑپ اٹھے اور دوسرے ہی دن حضرت کی معرکہ الآرا اور امکان کذب ہار کا تعالے کے رو پر بنفرو کتاب ”سبحن السبوح“ کا ایک ورق کھول کر فاضل مدرس کے سامنے درس میں بیٹھ گئے۔ اور اس پر اظہار خیال چاہا۔ مدرس مذکور فاضل تھے۔ دو چار بار دیکھتے ہی کہا میں پہلے مطالعہ کروں پھر کتاب کے باب میں کچھ سکوں گا۔ چنانچہ دوسرا اور تیسرا دن بھی آگیا۔ اور یہ کہہ کر فاضل مذکور نے کتاب اور مصنف قدس سرہ کی انفرادی حیثیت کا برا لا قرار کر دیا کہ ”سبحن السبوح“ اپنے موضوع میں لا جواب ہے۔ قاضی اور ائمہ الدین جیسی کتب معقول کے علمی مباحث کا خلاصہ اس میں موجود ہے۔ اور اس کا مصنف یقیناً علوم معقول (منطق و فلسفہ) پر استحضار رکھتا ہے۔

شیخ الحدیث نے درس نظامی کی تکمیل میں بڑی محنت شاقہ فرمائی۔ اپنی کہانیوں کے بل پوری پوری رات کتب درسیہ کا مطالعہ فرماتے۔ اپنے استاد گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ عصر و مغرب کے درمیان بھی حصول علم کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ الامام البریلوی کی تصنیفات اور تصنیفات عالیہ تو آپ کا جزو ایمان و یقین تھیں۔ حضرت بحر



العلوم اور فاضل خیر آبادی کی کتابوں کو بڑی وقعت دیتے۔ ردو بابیہ اور دافنیہ میں ان بزرگوں کی عبارتیں جہوم جہوم کر پڑھتے پڑھاتے اور دانتیں دیتے۔

آپ کے مشائخ حدیث میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ دہلوی، حضرت سید آل رسول مارہروی اور علی حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدرت اسرار جم کے اسماء نمایاں ہیں۔ اس طرح علوم منطق و فلسفہ میں آپ کا سلسلہ ندریں امام حق مولینا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتا ہے۔

ان فضائل و محاسن کے علاوہ آپ کو سلسلہ عالیہ حبشیہ میں حضرت شاہ محمد سراج الحق حبشی گرو و واپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت و ملاقات کا شرف بھی حاصل تھا۔ مزید برآں سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں آپ اپنے مربی طاہری دہلوی حضرت عتبہ الاسلام شاہ محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مازدن و مجاز تھے۔ فاضل علماء کی ایک بڑی تعداد آپ کے گیسوئے طریقت کی امیر ہے۔ آپ کے خلفاء و تلامذہ کے ذریعے اس سلسلے کے مریدین پاکستان کے علاوہ برطانیہ افریقہ مارشس اور سری لنکا میں بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ الحدیث کی ذات میں ان سلاسل کا طرہ امتیاز "اتقان و البطل بال" کا بے پناہ جذبہ موجود تھا۔ بے دینوں کا وہ بڑی قوت سے فرماتے۔ اپنے تلامذہ اور مسترشیدین کو اس کا حکم دیتے۔ اور ایسے موقع پر الامام البریلوی کے یہ اشعار جہوم جہوم کر پڑھتے۔

دشمن احمد پر شدت کیجئے  
شکر ٹھہرے ہمیں تعظیم رسول  
محدول کی کیا معرفت کیجئے  
اس بے ذہب پر نفعت کیجئے

یہ حضرت محدث اعظم پاکستان کے اس شرف کا جواب ہی نہیں کہ اپنے اپنے ان دونوں شیوخ کی نماز جنازہ اکابر علماء کی موجودگی میں پڑھائی۔

## اجمیر سے بریلی

آئندہ وقت آ ہی گیا کہ صدر الشریعہ کا طیند جلیل مفتی اعظم ہند کا چاند اور حجت الاسلام کا میرا بی ارادت و عقیدت کی آخری قسار کاہ بریلی واپس ہوا۔ او یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام میں ہدایہ اخیرین سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام جہاں آپ کو مطالعہ کے لئے لائبریری فراہم کی گئی تھی۔ اب آپ کو وہاں ہر کو جاک میں علم و دانش کی روشنی پھیلانے کے لئے مقرر کیا جا چکا تھا۔ بریلی کی صبح کیجئے یا علم و فضل کے سورج کا طلوع، کہ اس نئے گہوارے اعظم کی آمد سے منظر اسلام میں غیر معمولی چہل پہل تھی۔ ہدایہ اخیرین شروع ہونے والا تھا۔ طلباء متن شرح پھر ہاشیہ کی عبارتوں کو یاد کئے سوال و جواب سے آراستہ اپنے استاد گرامی کے سامنے حاضر تھے۔

حضرت سیدی و استاذی شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ نے یہ واقعہ خود راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ طلباء اس سے پہلے کہ مسائل فقہ میں کچھ کہتے، شرح و متن میں البتہ اعتراض کرتے اپنے فقہ اور اصول فقہ سے متعلق چند سوالات ارشاد فرماتے۔ ہدایہ اخیرین کے طلبہ دم بخود لا جواب تھے۔ فقرہ فانی کا سارا نشہ ہرن تھا۔ اور انہیں یہ شور ہو چلا تھا کہ آج نظر اے نے بحر علم کے ساحل کو پالیا ہے۔

ادھر پر لطف چڑھا تھی اور ادھر حضرت شیخ الحدیث کا مرکز آرزو مرجع خواص و عوام حضرت حجت الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں اس علمی منظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ فرط مسرت سے آپ کی پانچویں کھلی تھیں۔ اپنے صاحبزادے حبیبانی میاں سے بار بار ارشاد فرما رہے تھے، دیکھو اکل کی بات ہے۔ مولانا نے اسی مدرسہ میں میزان شروع کی تھی۔ اور آج خود علم کے میزبان و کھانی کھانے رہے ہیں۔ ادھر مسلسل دانتیں تھیں اور ادھر شیخ الحدیث کی تقریر



ہایہ اخیر میں نفع اور موضوع فقہ پر سیر حاصل گفتگو فرما رہے تھے۔

تدریس کا یہ اتنا حسین آغاز تھا کہ منظر اسلام بریلی کے درو دیوار آباد اور طلباء شاد تھے۔ فیضانِ رضا کا دریا موج پر تھا۔ پھر اسی فیضان نے جب حضرت موصوف کو جامعہ رضویہ منظر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ بریلی شریف میں شیخ الحدیث کی مسند پر فائز کیا تو برائے افغانستان تک کے طلباء آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ہر طرف قال اللہ وقال الرسول کا غلغلہ بلند تھا۔ منظر اسلام میں دورہ حدیث کا یہ مبارک دور برصغیر کی تقسیم تک رہا۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت شیخ الحدیث نے مفتی اعظم ہند کے اشارے کے مطابق لاہور پنجاب کو اپنا مستقر بنالیا۔ اور اس طرح پاکستان شیخ الحدیث کی ذات میں محدث اعظم پاکستان بن ستر آگیا۔

## بریلی سے لاہور

خالق کائنات کو یہ منظور تھا کہ لاہور کی زر خیز زمین خدامِ دین و ملت علمائے اہل سنت سے آباد ہو۔ چنانچہ محدث اعظم پاکستان نے جنگ بازار کے گول میں نماز جمعہ کا آغاز فرمایا۔ مخلوق خدا دور دور سے آپ کا وعظ سننے کے لئے ٹوٹ پڑی۔ آپ کی گفتار نے ہزاروں باگدوار افراد پیدا کئے۔ اور مذہب حق اہلسنت و جماعت کی وہ حمایت فرمائی، کہ نہ صرف لاہور بلکہ پاکستان کا ہر شہر دین جہاد کا مرکز بن گیا۔ مساجد و مدارس و خانقاہ قیصل وقال محمد سے گونجنے لگے۔ نظامی درس، غیر آبادی حکومت اور رضوی مسلک اہل سنت کی نشر و اشاعت کے لئے جامعہ رضویہ منظر اسلام کی بنیاد رکھی۔ دورہ حدیث شریف آپ نے خود پڑھا نا شروع کر دیا۔ آپ کے علم و فضل کی آواز اس قدر بلند ہوئی کہ نہ صرف طلباء بلکہ علمائے آپ کے چاروں طرف ڈیرے ڈال دیئے۔ تا آنکہ جامعہ رضویہ کے فارغ

التحصیل علماء نہ صرف پاک ہند بلکہ سری لنکا، ایشیاس، جنوبی افریقہ اور برطانیہ خدمت دین کے لئے پھیل گئے۔ اور جہاں جہاں پہنچے فتح و نصرت نے اُن کے قدم چوم لئے۔

## معمولات

سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عامل اہل سنت و جماعت کا حامی اور پاکستان کا محدث اعظم، یہی اوصاف آپ کے معمولات کا بھی عنوان ہیں بصورتِ سیرت میں کوئی بات خلاف شرع پاتے تو سخت برہم ہوتے مسئلہ شریعت سے آگاہ فرماتے، تو ہر کراتے اور آئندہ شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتے۔

## وظیفہ شب و روز

طلوع صبح سے پہلے بیدار ہونا، ضروریات سے فارغ ہو کر ذکر و مناجات کرنا۔ شاہی مسجد میں نماز پنجگانہ کی جماعت میں تکبیر اٹھنے سے پہلے حاضر ہونا، درس و تدریس کی مسلسل مصروفیات کے باوجود اشاعتِ مسلک اہل سنت کے لئے جلسوں میں شرکت بھی فرماتے۔ خدام و مریدین کی درخواست رد نہیں فرماتے۔ سب کی سننے اور سب کو سناتے، گراہنے معمولات میں فرق نہیں آنے دیتے جو کام جس وقت اور جس مقام کے لئے متعین ہوتا اسی وقت اور اسی مقام میں اُسے ادا فرماتے۔ نماز جمعہ کے لئے اگر چہ کراچی یا کٹر عرس قادری رضوی میں شرکت کرتے ہی کیوں نہ واپس آنا پڑے، لاہور بھی آتے۔ ان شب و روز کی مصروفیات کے باوجود تدریس کے اوقات میں بروقت تشریف فرما ہوتے حدیث پڑھاتے ہوئے کوئی صاحبِ کیوں نہ آجائیں توجہ نہیں فرماتے۔ ان اوقات میں دست بوسی اور گفتگو سخت ناپسند فرماتے۔ تعصیدہ بردہ اور امام اہل سنت



الحق حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے اشعار جو وقت  
بہاں بھی میسر آجاتا اکثر اپنے مکائدہ اور نعت خواں سے سنتے اور شاد شاد ہوتے۔ بایں  
ہر عصر و مغرب کے درمیان استفادہ اور خطوط کے جوابات عطا فرماتے۔ مہانوں سے  
ملاقات، آنے والوں کی پذیرائی، بعد عشاء اہم معاملات پر غور۔ خدام دین، خدام رضا  
کو دینی مشورے، مسجد و مدرسہ کے تعمیراتی منصوبے۔ یہاں تک کہ چاروشب ہر  
کس و نا کس پہن جاتی، طلبہ دن کے تھکے ہرے مطالعہ کو کرتے کرتے سو جاتے مگر  
جامعہ رضویہ منظر اسلام کی چار دیواری میں دین کا درد پہلو میں اور ملت اسلامیہ اہل سنت  
و جماعت کا غم و داغ میں لئے ایک شیخ الحدیث کی ذات ہوتی جو بیدار نظر آتی۔

فختر یہ کہ آپ کے لیل و نہار خدمت دین اور خدمت خلق سے ہمیشہ روشن  
رہتے۔ اور آپ کی خلوت و جلوت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ نظر آتی۔  
یہ مشاہدہ تو برسوں کا ہے کہ کھانے پینے لینے دینے میں سنت کے مطابق  
ہمیشہ الاثنین پیش نظر ہوتا۔ چائے پینے میں یہ اہتمام ہوتا کہ دلہنے ہاتھ سے فرش  
پر رکھی ہوئی پرچہ اٹھا کر چائے نوش فرماتے۔ اسی طرح مسجد کی حاضری میں جھٹے  
سے بایاں پاؤں پہلے اور وایاں بعد میں نکالتے۔ اور مسجد میں وایاں پاؤں پہلے  
اور بایاں بعد میں داخل فرماتے۔ اسی طرح مسجد سے نکلنے پر بے بایاں پاؤں پہلے  
اور وایاں بعد میں نکالتے اسی طرح کہ بایاں پاؤں جوتہ پر رکھتے اور وایاں پہلے  
جوتے میں داخل فرماتے پھر بایاں۔

حدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے شب و روز کا یہ ادائیں جتنی جنہیں سنت  
اور سنت پر عمل کی کمرانست کا صدور ہر وقت نظر آتا تھا۔

## حج و زیارت کیلئے دوبارہ حاضری

حرمین مطہرین میں پہلی حاضری کا شرف حضرت شیخ الحدیث بڑا شریفی سے

مفتی اعظم ہند کے ساتھ ۱۹۴۵ء میں حاصل کر چکے تھے۔ اور قبول حضرت ہامی سے  
مشرف گرجہ شہد بے چارہ جانی ۴ خدایا ایں کرم بار و گوگوں  
دس سال ۱۹۵۵ء تک حج و زیارت کی دوبارہ حاضری کے لئے بے چین رہے کہ  
دینی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاوا ۱۹۵۶ء میں آگیا۔

اس سفر وسیلہ غفر کیلئے کئی دنواستیں لاکپور سے دی گئیں۔ جو  
نامنظور ہوئیں۔ اور اقامت الحروف کا نام قرعہ اندازی میں نکل آیا۔ اللہ تعالیٰ بنام  
من و یوانہ زندہ بچے اس سفر حج و زیارت میں کراچی سے مکہ مدینہ جاتے آتے  
حضرت کی معیت و خدمت کا شرف حاصل رہا۔

داد اور اتقا بابت شرطیت بڑ بکھ شرفا بابت وادوست

انداز سفر یہ رہا کہ اس کی پہلی منزل (قبل حج) مدینہ رہا۔ اور آخری منزل (بعد حج)  
بھی مدینہ رہا۔ آپ کا کل قیام مدینہ میں ۵۴ یرم رہا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم  
میں ششٹی صبح العقیدہ افراد کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرماتے رہے۔ گنبد خضریٰ  
کی چٹاؤں میں قیام کا شرف حاصل رہا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خدائے کبریٰ  
کا مطالعہ فرماتے۔ اور نگاہیں گنبد خضریٰ پر ہوتیں۔ کعبہ کے ہلالہ جی تم پہ  
کر وڑوں و درود اور مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کا تذکرہ صبح و شام  
پیش کرتے۔

حرمین مطہرین میں اپنے مسلک حق اہل سنت و جماعت پر جس استقامت  
اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جس محبت و ارادت کا مظاہرہ فرمایا، وہ  
آپ کی سیرت کا بڑا درخشاں باب ہے۔ جو آپ کی مستقل سوانح میں زیب عنوان ہوگا۔  
اس دور میں استقامت علی الشریعت کی یہ بڑی روشن مثال ہے کہ  
آپ نے نوٹو سے مستثنیٰ پاسپورٹ پر حج و زیارت کا سفر کیا۔



## تلامذہ

- عالم الغیب والشہادۃ نے آپ کے درس میں بڑی برکت عطا فرمائی تھی۔
- معلوم و منقول کے علاوہ حدیث میں آپ کے تلامذہ کی تعداد بڑھ کر چک ہند و پاک میں سیکڑوں سے متجاوز ہے۔ چند مشاہیر تلامذہ کے نام یہ ہیں۔
- علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ایم این کے شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔
- مولانا دقار الدین ناظم تعلیمات نائب شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔
- مولانا غلام رسول لاہپور شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاہپور۔
- مولانا مفتی محمد شریف الحق ابجدی مفتی دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور۔
- مولانا تحسین رضا خان صاحب سابق صدر المدرسین مدرسہ مظہر اسلام بریلی شریف۔
- مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ لاہور۔
- مولانا الحاج البرادہ محمد صادق، مدیر ماہنامہ رضا کے مصطفیٰ کوہ افرام۔
- مولانا الحاج محمد صابر قادری نسیم بستوی، مدیر ماہنامہ فیض الرسول برائوں شریف، بستی ہند۔
- مولانا مفتی نجیب الاسلام اعظمی ہند۔
- مولانا عبد الرشید شیخ الحدیث جنگ۔
- مولانا ابراہیم حسنات محمد اشرف چشتی سیالوی شیخ الحدیث سیال شریف۔
- مولانا حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ، وان پھران۔
- مولانا سید جلال الدین شاہ بھکی شریف۔
- مولانا غایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناظر اہلسنت سائیکہ ہل۔
- مولانا ابوالمعالی محمد عین الدین شافعی، ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ لاہپور۔
- مولانا ابوالشامہ عبدالقادر شہید لاہپوری قدس سرہ لاہپور۔
- مولانا سید زاید علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، جامعہ نور یہ رضویہ لاہپور۔

- مولانا مفتی محمد امین ہتم جامعہ امینیہ لاہپور۔
- مولانا ابراہیم محمد مختار احمد لاہپوری۔
- مولانا حافظ احسان الحق صدر مدرس جامعہ امینیہ لاہپور۔
- مولانا مفتی محمد حسین سکھری جامعہ خوشیہ رضویہ سکھری۔
- مولانا سید حسین الدین شاہ ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ فیض العلوم راولپنڈی۔
- مولانا فیض احمد اویسی شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ بہاول پور۔
- مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سکھری ضلع اعظم گڑھ۔
- راقم الحروف محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی جنوبی افریقیہ۔

## نائب الحاج حضرت کی رحلت

مختصر یہ کہ آفتاب علم و فضل سا اٹھ سال تک اپنی کونوں سے بے شمار عوام و خواص طلباء و علما وقت اسلامیہ اہلسنت کو اپنے فیضان سے تابدار کرتا ہوا یکم شعبان ۱۴۸۳ھ ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء کی درمیانی رات کو کراچی میں غروب ہو گیا۔ آپ کا جدید مبارک شاہین ایکسپریس کے ذریعے کراچی سے لائل پور لایا گیا۔ انٹیشن سے جامعہ رضویہ تک علامہ مشائخ عوام کے بے پناہ ہجوم نے ایمان افروز نظارہ بھی دیکھا کہ آپ کے جنازہ پر فوری کچھوار پڑ رہی تھی۔ اور ابر کا نام و نشان نہ تھا۔ نماز جنازہ مولانا ابوالشامہ محمد عبدالقادر احمد آبادی شہید اہلسنت قدس سرہ نے آپ کی وصیت کے مطابق پڑھائی۔ نماز جنازہ میں تین لاکھ فرزندان توحید و رسالت کی شرکت علماء مشائخ کے سفر آخرت کی آخری تقریب میں فقید المثال ہے۔ آپ کا فرار آپ ہی کی بنائی چوٹی سنی رضوی جامع مسجد لائل پور میں زیارت گاہ خاص اذعام ہے۔

○ علامہ عبدالحکیم قادری مولانا، تذکرہ اکابر اہلسنت ص ۱۵۲، ۱۵۳۔

○ علامہ عبدالحکیم مولانا، اہل سنت مولانا ص ۱۵۶، ۱۵۷۔



مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہ العزیز نے خود اپنے  
اعظم خلف اور تلمیذ جلیل کی تاریخ وصال اپنے اشعار میں ارشاد فرمائی ہے  
مرگیا فیضانِ مہکِ موت سے ۛ ہائے وہ فیضِ بہار تھا جانا رہا  
”یاجعیا اغفر لا“ تاریخ ہے ۛ کس برس وہ رہا جانا رہا  
دیو کا سر کاٹ کر نوری گہو ۛ چاند روشن علم کا جانا رہا

## باقیات صالحات

آپ کی باقیات صالحات میں تین صاحبزادے اپنے والد گرامی وقار کے  
مسند کے امین اور حامی دینِ مبین ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الفضل کی رعایت سے  
قیوں کے نام سے جبہ ذیل ہیں۔

صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر نوری سجادہ نشین

صاحبزادہ غازی فضل احمد رضا

صاحبزادہ حاجی فضل کریم دامت برکاتہم العالیہ

مندرجہ بالا سطور صاف بتا رہے ہیں کہ محدثِ نادار پاکستان کی تابندہ  
زندگی کا مرقع ابھی نامکمل اور ناقص الحروف کی سعیِ ناتمام ہے۔

یہ کچھ دوا رہا بابِ میکہ سے یہ جامِ کیا تم برونہ عاود  
وہ میر کیا ہو سکے گا جو نشہ کامِ شیخ الحدیث آیا



## حضرت حجة الاسلام کے سلاسلِ طریقت

آپ کے مرشد گرامی وقار حضرت نور العارفین مولانا سید ابوالحسن احمد نوری  
(م ۱۳۲۲ھ ۱۹۰۶ء) اور مرشد گرامی ہی کے حکم سے آپ کے والد ماجد امام احمد رضا  
قادری برکاتی نے آپ کو تمام سلاسلِ عالیہ اوقامِ علوم عقلیہ نقلیہ جملہ وظائف اور دواشغال  
میں مازون و مجاز فرمایا۔

امام احمد رضا نے اس کا ذکر سندِ مستند جانشینی میں ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ  
۱۹۱۵ء کو اپنے مرشد سراپا فضل و کمال سید آل رسول (م ۱۲۹۹ھ ۱۸۷۹ء) کے روز  
عرس سراپا قدس اس طرح کیا۔

”بلاشبک میں اپنے عزیز تربیٹے محمد معروف بھولوی حادِ رضا خاں

کو تمام سلاسل اور تمام علوم اور سارے اذکار و دواشغال اور اورواد و

اعمال اور ہر اس چیز کی جسکی مجھے اپنے برگزیدہ شاخِ کرامتِ اجازت پہنچی

اجازت دے چکا تھا اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق شیخ

طریقت نور اکابرین خلافتِ الواصلین سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری

میاں صاحب قدس سرہ النوری کے حکم سے تھا۔“ اے اردو ترجمہ مختصراً

طریقت و معرفت کے جن تیرہ سلاسل میں آپ کو اجازت و خلافت حاصل

تھی وہ یہ ہیں۔ ① قادیہ برکاتیہ جدیدہ ② قادیہ اکبریہ قدیمہ ③ قادریہ

اہلبیہ ④ قادریہ رزاقیہ ⑤ قادریہ منوریہ ⑥ شتیہ نظامیہ قدیمہ ⑦ چشتیہ

جدیدہ ⑧ سہروردیہ قدیم ⑨ سہروردیہ جدیدہ ⑩ نقشبندیہ علانیہ صدیقیہ

⑪ نقشبندیہ علانیہ علویہ ⑫ بدلیہ ⑬ علویہ منامیہ

لے سندِ مستند جانشینی، مرتبہ حیاتِ محمد خاں غوری



ان میں افضل سلاسل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ جدیدہ مندرجہ ذیل ہے :-

## حضرت حجتہ الاسلام کا شجرہ طریقت

### شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
۱۳ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ

مولائے کائنات ۱۴ رمضان ۱۱۰۰ھ	سیدنا امام حسین ۱۱ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ	سیدنا امام زین العابدین ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۰۰ھ
سیدنا امام موسیٰ کاظم ۵ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ	سیدنا امام جعفر ۱۰ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ	سیدنا امام باقر ۱۱ ربیع الثانی ۱۱۸۲ھ
سیدنا امام علی رضا ۱۲ رمضان ۱۲۱۰ھ	سیدنا شیخ معروف کربفی ۱۰ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ	سیدنا شیخ سرفراز ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۱۰ھ
سیدنا عبدالواحد عجمی ۲۰ رمضان ۱۲۸۱ھ	سیدنا ابوبکر شبلی ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ	سیدنا محمد بغدادی ۲۱ ربیع الثانی ۱۲۸۱ھ
سیدنا ابوالفرح طبرسی ۲۱ رمضان ۱۳۰۰ھ	سیدنا ابوالحسن علی ہمدانی ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا ابوسعید خدری ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ
سیدنا شوکت اعظم حیدرانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ		
سیدنا عبدالرزاق ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا ابوالصالح نصر ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا ابوالدین ابوالنصر ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ
سیدنا سید علی ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا سید موسیٰ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا سید حسن ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ
سیدنا سید احمد حبیبی ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا سید ابوالدین ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا سید ابراہیم ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ
سیدنا شیخ جمال الاولیاء ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا قاضی فیاض الدین ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا محمد سعید کرباوی ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ

سیدنا سید محمد ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا سید احمد ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا فضل اللہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ
سیدنا شاہ حمزہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا شاہ آل محمد ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا شاہ برکت اللہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ
سیدنا شاہ آل احمد ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا شاہ آل رسول ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا ابوالحسن احمد نوری ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ
سیدنا عظیم علی ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا محمد رضا ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ	سیدنا محمد اسحاق ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ

سلسلہ حقیقہ نظامیہ قدیمیہ کے مشائخ کرام مندرجہ ذیل ہیں

## سلسلہ حقیقہ نظامیہ قدیمیہ

بزر	اساتذہ گرامی	وصال	مدفن
۱	سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت ابوالحسن علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱ رمضان ۱۱۸۲ھ	نجف اشرف
۳	خواجہ حسن بصری	۳ محرم ۱۱۰۰ھ	بصرہ
۴	خواجہ عبدالواحد بن زید	۲۴ صفر ۱۱۸۲ھ	بصرہ
۵	خواجہ فضیل بن عیاض	۲۶ جمادی الاولیٰ ۱۱۸۲ھ	بصرہ
۶	خواجہ خلیفہ مرعشی	۲۳ شوال ۱۲۵۲ھ	مرعش شام
۷	خواجہ ہبیرہ بصری	۴ شوال ۱۲۵۲ھ	بصرہ
۸	خواجہ مشاء علی دینوری	۳ محرم ۱۲۹۹ھ	دینور عراق
۹	خواجہ ابوالحسن شامی حشتی	۲۲ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ	حک شام
۱۰	خواجہ ابوالحسن ابدال حشتی	۱۰ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ	حشت
۱۱	خواجہ محمد بن احمد حشتی	ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ	حشت
۱۲	خواجہ ناصر الدین ابویوسف بن محمد	۳ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ	حشت



۱۳	سلطان اہند خواجہ معین الدین چشتی	۶ رجب ۶۳۳ھ	احمد شریف
۱۴	حضرت قلب الدین بختیار کاکی	۱۲ ربیع الاول ۶۳۳ھ	دہلی
۱۵	حضرت فرید الدین گنج شکر	۵ محرم ۶۶۲ھ	دہلی
۱۶	حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی	۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ	دہلی
۱۷	حضرت فیصل الدین چراغ دہلی	۸ رمضان ۷۵۷ھ	
۱۸	حضرت سید جمال بخاری مجدد جہانیاں	۷۵۸ھ	
۱۹	میر سید راجو قتال	۷۵۵ھ	لکھنؤ
۲۰	مخدوم سراج سارنگ	۳ صفر ۷۵۷ھ	
۲۱	حضرت شاہ بینا	۷۵۲ھ	خیر آباد
۲۲	شیخ سعد بن خیر آبادی	۱۶ محرم ۷۳۳ھ	سرقا پور
۲۳	شاہ صفی	۷۶۶ھ	سکندہ
۲۴	شاہ حسین	۳۰ رمضان ۸۰۷ھ	بلگرام
۲۵	میر عبد الواحد	۸ صفر ۸۱۵ھ	مادہرہ شریف
۲۶	شاہ عبد الجلیل	۲۰ رجب ۸۱۷ھ	
۲۷	شاہ اویس	۱۰ محرم ۸۱۲ھ	
۲۸	شاہ برکت اللہ	۱۶ رمضان ۸۱۶ھ	
۲۹	آل محمد	۱۳ رمضان ۸۱۸ھ	
۳۰	سید شاہ ہمزہ	۷ ربیع الاول ۸۳۵ھ	
۳۱	سید آل احمد اچھے میاں	۸ رزی الحجہ ۸۹۷ھ	
۳۲	سید شاہ آل رسول	۱۱ رجب ۸۳۲ھ	
۳۳	شاہ ابو الحسین احمد نوری	۲۵ صفر ۸۳۴ھ	بریلی شریف
۳۴	شاہ ام احمد ضیاء قادری برکاتی	۱۷ جمادی الاول ۸۴۱ھ	
۳۵	مولانا شاہ محمد حامد ضیاء خاں		

حضرت حجۃ الاسلام کا شجرہ سہروردیہ مندرجہ ذیل ہے۔

## سلسلہ سہروردیہ

۱	سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ طیبہ
۲	حضرت موسیٰ علی کم اللہ تعالیٰ وجہہ	۲۱ رمضان ۱۲ھ	نجف اشرف
۳	خواجہ حسن بصری	۴ محرم ۱۱۱ھ	بصرہ
۴	شیخ حبیب غمی	۱۵۶ھ	
۵	شیخ داؤد طائی	۱۶۳ھ	
۶	خواجہ معروف کرخی	۲ محرم ۲۰۰ھ	بغداد شریف
۷	خواجہ سری سقطی	۱۳ رمضان ۲۵۲ھ	
۸	خواجہ جنید بغدادی	۲۷ رجب ۲۹۹ھ	دینور
۹	خواجہ ممشاد علوی دینوری	۴ محرم ۲۹۹ھ	
۱۰	خواجہ ابوالاحد اسود دینوری		
۱۱	خواجہ محمد المعروف بعمریہ		
۱۲	خواجہ دہریہ الدین ابو حفص		
۱۳	شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی		
۱۴	شیخ شہاب الدین سہروردی	۶۳۲ھ	بغداد
۱۵	شیخ بہار الدین زکریا ملتانی	۶۳۱ھ	ملتان
۱۶	شیخ صدر الدین		
۱۷	شیخ رکن الدین	۷۹۶ھ	
۱۸	مخدوم جہانیاں	۷۵۸ھ	
۱۹	سید راجو		



۲۰	شیخ سازنگ	۸۵۵ھ	گدگنو
۲۱	حضرت خدام شاہ مینا	۸۵۴ھ	م
۲۲	شیخ سعد بطن خیر آبادی	۸۸۲ھ	خیر آباد
۲۳	شاہ صفی	۹۲۳ھ	سائی پور
۲۴	شاہ حسین	۹۶۶ھ	سکندر آباد
۲۵	میر عبد الواحد	۱۰۱۶ھ	بگلام
۲۶	شاہ عبدالعلیل	۱۰۵۷ھ	مارہرو
۲۷	شاہ اویس	۱۰۹۷ھ	م
۲۸	شاہ برکت اللہ	۱۱۴۴ھ	م
۲۹	شاہ آل محمد	۱۱۶۴ھ	م
۳۰	سید شاہ تہزو	۱۱۹۸ھ	م
۳۱	شاہ آل احمد اچھے میاں	۱۲۲۵ھ	م
۳۲	سید شاہ آل رسول	۱۲۹۶ھ	م
۳۳	شاہ ابوالحسن احمد زوری	۱۳۲۳ھ	م
۳۴	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۱۳۴۰ھ	بریلی
۳۵	شاہ محمد احمد رضا قادری بریلوی	۱۳۶۴ھ	م

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سلسلہ نقشبندیہ ابوالعلائیہ علویہ مہدیہ کے مشائخ کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

### سلسلہ عالیہ نقشبندیہ علویہ

۱	حضرت نور الدین علی بن علی علیہ السلام	۱۲ ربیع الاول ۸۵۵ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۱ رمضان ۸۵۵ھ	نجف اشرف
۳	حضرت امام حسین و	۱۰ محرم ۸۵۵ھ	کربلا
۴	حضرت امام زین العابدین	۸ محرم ۸۵۵ھ	مدینہ منورہ
۵	حضرت امام محمد باقر	۷ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ	م
۶	حضرت امام جعفر صادق	۵ رجب المرجب ۱۲۸۰ھ	م
۷	حضرت بایزید بطلامی	۱۵ ارشد شعبان ۲۶۱ھ	بطلام
۸	خواجہ ابوالحسن خرقانی	۱۰ محرم ۳۲۵ھ	خرقان نزد شہر قزوین
۹	شیخ ابوالقاسم کزگانی	۲۵۰ھ	کزگان
۱۰	شیخ ابوعلی فارسی طوسی	۳ ربیع الاول ۴۷۷ھ	طوس
۱۱	شیخ ابو یوسف بہانی	۲۷ رجب ۵۳۵ھ	ہزو
۱۲	خواجہ عبدالخالق غجدوانی	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	غجدوان نزد شہر بخارا
۱۳	خواجہ محمد عارف ریوگری	یکم شوال ۶۱۵ھ	موضع ریوگر نزد بخارا
۱۴	خواجہ محمود انجیر فغوی	۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ	راہبکی
۱۵	خواجہ عزیز خان علی رافضی	۲۷ رمضان ۷۴۱ھ	خوارزم
۱۶	خواجہ محمد بابا سناسی	۱۰ جمادی الاولیٰ ۷۵۵ھ	سناس
۱۷	خواجہ سید امیر کلاں	۸ جمادی الاولیٰ ۷۶۴ھ	موضع سوادشاہ بخارا
۱۸	حضرت خواجہ بہار الدین نقشبند	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	بخارا
۱۹	حضرت خواجہ یعقوب چرخچی	۵ صفر ۸۵۱ھ	موضع لغتو مشاہات



۲۰	حضرت خواجہ عہد اللہ امداد	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	سمرقند
۲۱	خواجہ عہد الحق		
۲۲	خواجہ بھٹی		
۲۳	حضرت شیخ ابوالاعلام سید عبداللہ		آگرہ
۲۴	سید محمد کالبدی	۶ شعبان ۱۰۷۱ھ	کاپلی
۲۵	میر سید احمد کالبدی	۱۰ صفر ۱۱۸۴ھ	کاپلی
۲۶	میر سید شاہ فضل اللہ	۳ ذیقعد ۱۱۱۱ھ	کاپلی
۲۷	حضرت شاہ برکت اللہ	۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ	مارہرہ
۲۸	حضرت شاہ آل محمد	۶ رمضان ۱۱۶۴ھ	مارہرہ
۲۹	سید شاہ منہرہ	۱۳ رمضان ۱۱۸۹ھ	مارہرہ
۳۰	سید آل احمد اچھے میاں	۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ	مارہرہ
۳۱	سید شاہ آل رسول	۱۸ رزی الحج ۱۲۶۶ھ	مارہرہ
۳۲	سید شاہ ابوالحسن احمد نوری	۱۱ رجب ۱۳۲۲ھ	مارہرہ
۳۳	شاہ امام احمد رضا قادری برکاتی	۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ	برنی
۳۴	شاہ محمد حامد رضا	۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ	د

سلسلہ نقشبندیہ علانیہ مدقیمیہ کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔

### سلسلہ نقشبندیہ علانیہ مدقیمیہ

۱	سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت ابو بکر صدیق	۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ	مدینہ منورہ
۳	حضرت سلیمان فارسی	۱۰ رجب ۲۳ھ ۳۴ھ	دین
۴	حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر	۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۱۱ھ ۱۰۹ھ	مدینہ منورہ

۵	حضرت امام جعفر صادق	۵ رجب ۴۸ھ	مدینہ منورہ
۶	حضرت خواجہ بایزید بسطامی	۵ اشعبان ۲۶۱ھ	بسطام

بقیہ ترتیب سلسلہ مندرجہ بالا کے مطابق ہے۔  
رضوان اللہ تعالیٰ علیکم وعلیٰٰکم اجمعین

مندرجہ بالا سلسلہ میں آخری سلسلہ بیعت، علویہ مناسیہ، رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے کیونکہ حضرت حقیر الاسلام نے اپنے شیخ برائیت حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری اور اپنے والد امام احمد رضا قادری برکاتی کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان دونوں نے اپنے مرشد سید آل رسول احمدی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور انہوں نے صرف اس سلسلے میں شاہ عبدالعزیز دہلوی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور انہوں نے اپنے چچ خواجہ میں امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جنکا ہاتھ اللہ کا ہاتھ اور جنکی بیعت اللہ کی بیعت ہے۔ یعنی ہم سب کے آقا ہم سب کے مولے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر۔ تو بھگت تعالیٰ یہ سخی شاہ محمد حامد رضا سے جلیل الشان آقا کمال مسیح مسلم کی اعلیٰ سند باغی کی طرح چار واسطوں سے پہنچتی ہے۔







حضرت حجۃ الاسلام جامعہ السلاسل بزرگ تھے۔ انھوں نے بڑا ہر راست اپنے مرشد برحق نور المعارفین شاہ ابوالحسن احمد نوری اور اپنے والد زیشان امام احمد رضا خاں قادری برکاتی سے استفادہ کیا تھا۔ آپکو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نور ربیہ رضویہ میں اجازت مطلقہ و خلافت کا طرہ حاصل تھی۔ آپ اُن تمام السلاسل و اسناد کے حامل تھے جن کا بیان ”النور والہدای“ اسانید الحدیث و سلاسل الاولیاء اور ”الاجازۃ المستنیرۃ لعلماء و کبر و المدینہ“ میں موجود ہے۔ اسکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

قرآن مجید۔ کتب احادیث صحاح، سنن، مسانید۔ جوامع۔ معاجم۔ اجزاء۔ شروح کتب اصول حدیث۔ کتب اسما و الرجال۔ فقہ۔ تفسیر۔ قرأت۔ تجوید۔ کلام۔ اصول فقہ۔ سیر۔ تواریخ۔ ادب۔ نحو۔ صرف۔ لغت۔ معانی۔ بیان۔ بیح۔ منطق۔ حکمت۔ ہندسہ۔ ہیئت۔ زریجات اور مقاصد و آلات کی بقیہ کتابیں۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل تمام اذکار و اشغال اور اعمال کی بھی آپکو اجازت حاصل تھی۔ وہ یہ

۱۔ عربی کا رس حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری کا مصنف ہے۔۔۔ سلاسل طریقت و اسناد احادیث صحاح ”مسلسل بالاولیۃ“ حصن جمیعین، دلائل الخیرات، حزب البحر، اذکار و اشغال و اعمال وغیرہ پر نہایت مفید ہے۔ عموماً خلفاء و سلسلہ کو رہا جاتا تھا۔ غیر قادری سب بارگاہ رضوی تم الموقوف کو حضرت مفتی اعظم ہند نور الدین قادری کی بارگاہ سے ۱۹۶۴ء میں عطا ہوا۔

۲۔ عربی کا رس لکھی سلاسل و اسناد علوم و فنون اذکار و اشغال و اعمال وغیرہ پر مشتمل خاصان فعل کے لئے امام احمد رضا کے فیضان کا شاہکار ہے۔ پھر اس پر حضرت حجۃ الاسلام کی تہنید امام احمد رضا کے حالات و واقعات پر عربی تحریر کا بڑا نادر نمونہ ہے۔



ہیں۔ قرآن عظیم کے خواص۔ اسما و الہیہ۔ دلائل الخیرات۔ حصن جمیعین۔ قصر شہین۔ اسما و الہیۃ۔ حزب البحر۔ حزب البر۔ حزب النعم۔ سلسلہ شاذلیہ کے تمام اعزاب۔ ایک لاکھ چارویں لاکھ عز۔ عزرا لیسرین عزریانی۔ دعا و انشائی۔ دعا و حیدری۔ دعا و عزرائیلی۔ دعا و شریانی۔ قصیدہ عمریہ جسکا شہرہ آقا قصیدہ غوثیہ ہے۔ مسلوۃ غوثیہ (مسلوۃ الاسرار) قصیدہ بردہ۔ دعا و بفتح۔ تنجیہ عاشقان۔ نیم بختیار۔ ارسال و تلوات۔

## حدیث ”مسلسل بالاولیۃ“ کی سند

یہ حدیث حجۃ الاسلام کو اپنے مرشد گرامی کی طرف سے تین سندوں کیساتھ حاصل ہوئی ہے۔ پہلی سید شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی طرف سے، دوسری شاہ عبدالعزیز دہلوی کی طرف سے اور تیسری مولانا صوفی احمد حسن مراد آبادی کی طرف سے ہے۔

## شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی سند

حجۃ الاسلام	شیخ ابوالرضا ابن اسماعیل دہلوی نواسہ
۱۔ شاہ ابوالحسن احمد نوری امام احمد رضا	حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۲۔ سید شاہ آل رسول	۸۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۳۔ سید آل احمد اچھے میاں	۹۔ شیخ عبدالوہاب بن فتح اللہ بروچی
۴۔ سید شاہ حمزہ بن سید آل محمد بگڑامی	۱۰۔ شیخ محمد بن صالح المینی
۵۔ سید شہیل محمد اترولی	۱۱۔ شیخ وجہ الدین عبدالرحمن بن ابراہیم طری
۶۔ سید مبارک نواز الدین بگڑامی	۱۲۔ شیخ شمس الدین سخاوی

۱۔ اگر برادری ”ہو قول حدیث سعتہ منہ“ لا اور وہ پہلی مدیث ہے جو میں نے اُن سے سنی ہے پر متفق ہوا اس کو ”مسلسل بالاولیۃ“ کہتے ہیں۔



۱۳ شیخ الشہاب ابو الفضل احمد بن علی	۲۰ ابو صالح احمد بن عبد الملک ثمودی
العسقلانی علامہ ابن حجر	۲۱ ابو طاهر محمد بن محمد شمس الزدادی
۱۴ ابو الفضل عبد الرحیم بن حسین العراقي	۲۲ ابو حامد احمد بن محمد بن یحییٰ بن بلال البزار
۱۵ شیخ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد التمدیری	۲۳ عبد الرحمن بن بشیر بن الحکم
۱۶ ابو الفتح محمد بن محمد بن ابراہیم المیدونی	۲۴ سفیان بن عیینہ
۱۷ ابو الفرج عبد اللطیف بن عبد النعم السخاوی	۲۵ سفیان بن عمر بن دینار
۱۸ حافظ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی	۲۶ ابو قابوس مولیٰ عبد اللہ بن عمرو بن لعاص
۱۹ ابو سعید تلمیذ بن ابی صالح احمد بن عبد	۲۷ عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمرو
الملك نیشاپوری	رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال التراحمون  
یرحمہم الرحمن وتبرک وتعالی ارحموا من فی الارض  
یرحمکم من فی السماء

انہوں نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم  
کھانے والوں پر رب رحمان تبارک و تعالیٰ رحم فرماتا ہے تم ان پر رحم کرو جو زمین پر  
ہیں تو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان پر ہے۔

### ہشام عیسیٰ بن عمیر بن زید دہلوی کی سند

- حجتہ الاسلام ○ شاہ ابوالحسن احمد نوری امام احمد رضا ○ سید شاہ آل رسول
- شاہ عبد العزیز دہلوی ○ شاہ ولی اللہ دہلوی ○ سید عمر ○ شیخ عبد اللہ
- بن سالم البصری ○ شیخ یحییٰ بن محمد شادوی ○ شیخ سعید بن ابراہیم الجوزی
- المفتی قدورہ ○ شیخ محقق سعید بن محمد المقرئ ○ شیخ محمد نجی الوہرانی
- شیخ سید ابراہیم التازی ○ شیخ ابو الفتح محمد بن ابوبکر بن الحسن

المراغی ○ شیخ زین الدین عبد الرحیم بن الحسن العراقي ○ ابو الفتح محمد بن محمد بن  
ابراہیم البکری المیدونی۔

اس کے بعد سند اور متن وہی ہے جس کا ذکر سند شیخ عبد الحق محدث دہلوی  
میں ہوا۔

### مولانا کھوئی احمد حسن مراد آبادی کی سند

- حجتہ الاسلام ○ شاہ ابوالحسن احمد نوری ○ مولانا احمد حسن صوفی مراد آبادی
- شیخ احمد بن محمد الدیلمی ○ شیخ محمد بن عبد العزیز ○ شیخ ابو یحییٰ بن
- عموس الرشیدی ○ شیخ الاسلام اشرف زکریا بن محمد الانصاری۔

اس کے بعد شیخ الشہاب ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم تک سند اور متن وہی ہے جس کا پہلے ذکر ہوا۔

اس سند کو حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری نے عالی قرار دیا اور تحریر فرمایا کہ میرے  
اور شیخ حافظ زین الدین عراقی کے درمیان اس میں صرف چھ واسطے ہیں۔ اور پہلی سند  
میں بارہ اور دوسری میں گیارہ ہیں۔

### احمد بن محمد بن ابی الاضافہ (ضیافت الاسودین)

اس حدیث کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر راوی بیان کرتا ہے کہ میرے شیخ نے یہ  
حدیث روایت کرتے ہوئے پانی اور کھجور کی ضیافت سے بھی نوازا۔ پانی اور کھجور کو اہل  
عرب اسودین کہتے ہیں۔ اس حدیث میں ضیافت کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ جس  
نے ایک مومن کی ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم کی ضیافت کی۔ جس نے دو کی  
ضیافت کی اس نے گویا حضرت آدم و حوا کی ضیافت کی۔ جس نے تین مسلمانوں کی ضیافت  
کی اس نے گویا حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کی ضیافت کی۔ چار کی صورت میں



قدرات، انجیل، زبور اور قرآن پڑھنے کا ثواب حاصل کیا۔ اور پانچ کی صورت میں گویا پیداؤش عالم سے قیامت تک پانچوں نمازیں باجماعت ادا کیں۔ اور چھ کی حالت میں گویا اولادِ اسماعیل سے ساٹھ غلام آزاد کئے۔ سات کی صورت میں اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کئے گئے اور آٹھ میں جنت کے آٹھوں دروازے اس پر کھول دیئے گئے۔ نو کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کیلئے تمام گنہگاروں کے عدد کے برابر نیکیاں تحریر فرماتا ہے۔ اور جس نے دس مومنوں کی صیافت کی اللہ تعالیٰ اس شخص کو نماز پڑھنے والے روزہ رکھنے والے اور قیامت تک حج کرنے والے کے ثواب کے برابر ثواب عطا فرماتا ہے۔

شیخ شمس الدین بن الجوزی نے اس حدیث کو غریب قرار دیا مگر اس کی سند میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز۔ شاہ ولی اللہ جیسے محدثین کا پایا جاتا اس حدیث کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔  
اس حدیث کی سند بھی حجتہ الاسلام کو دونوں طریقوں سے (شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی سے) حاصل ہے۔

## الحديث المسلسل بالمصنفه

اس حدیث میں ہر راوی اپنے مروی عنہ (جس سے وہ روایت کر رہا ہے) سے مصنفہ کرتا ہے۔ اور یہ مبارک سلسلہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے کہ انہوں نے ریشم سے زیادہ نرم ہاتھ والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مصنفہ کا شرف حاصل کیا۔

اس روشنی حدیث کی سند بھی حجتہ الاسلام کو دونوں طریقوں سے (طریق شیخ عبدالحق محدث دہلوی، طریق شیخ شاہ عبدالعزیز دہلوی) حاصل ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو اپنے مرشد برحق حضرت ابو الحسین احمد لوری مدہروی سے "مصنفہ جلیہ، مصنفہ

خضریہ، مصنفہ معمریہ اور مصنفہ مناسیہ کے اسناد کی اجازت بھی حاصل ہے۔ یہ اجازت آپ کو اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا فاضل بریلوی سے بھی حاصل ہے۔

## سند فقہ حنفی

حجتہ الاسلام کی یہ سند عالی آپ کے والد ماجد امام احمد رضا کے ذریعے ۲۸ واسطوں سے امام اعظم ابو حنیفہ تک پہنچا امام اعظم سے حضرت امام حماد بن سیامان، امام ابراہیم نخعی، حضرت مقدمہ حضرت اسود، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطوں سے حضرت سید المرسلین شارع شرع مہدیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

اس سند کی خوبی یہ ہے کہ اس میں تمام اساتذہ و مشائخ حنفی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۵

## سلاسل علوم

سلسلہ تلمذ خیر آبادی حجتہ الاسلام۔ امام احمد رضا مولانا عبدالحق علی مدہروی۔ مولانا محمد فضل حق خیر آبادی  
سلسلہ تلمذ دہلوی و بریلوی حجتہ الاسلام۔ امام احمد رضا۔ سید آل رسول۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔

حجتہ الاسلام امام احمد رضا۔ مولانا مفتی علی خاں بریلوی۔ مولانا رضا علی خاں بریلوی۔ مولانا نعیم الرحمن محمد آبادی۔ فاضل محمد سندی۔ ابو العیاش محمد عبدالحق لکھنوی  
حجتہ الاسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ سید احمد بن زین و ملائکی۔ شیخ عثمان دہلوی  
حجتہ الاسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ عبد الرحمن بن عبد اللہ سراج کی۔ جمال بن عبد اللہ بنی بکر  
حجتہ الاسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ حسین بن صالح جمال اللیل۔ عابد سندی المدنی۔  
حجتہ الاسلام امام احمد رضا فاضل بریلوی۔ سید شاہ ابو الحسین احمد لوری۔ شاہ موصی علی حسین مراد آبادی

لے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو "الاجازات، المقتبہ، علماء برکۃ والودعیہ"

۲۔ اس سند کی بڑی خوبی یہ ہے کہ حجتہ الاسلام سے امام بخاری تک صرف بارہ واسطوں میں (صحابہ ائمہ حضرت)



## مرشد گرامی

نورالعارفین ابوالحسن احمد نوری حضرت میاں صاحب آبی رلاوت  
باسعادت مارہرہ مقدسہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ نور حسن کے گھر ۹ مار  
شوال ۱۳۵۵ھ ۲۶ دسمبر ۱۸۳۹ء کو ہوئی۔ آپ صرف دہائی سال کے تھے کہ  
والد ماجد نے رحلت فرمائی۔ اور آپ جب گیارہ سال کے ہوئے تو والد ماجد نے  
بھی انتقال فرمایا۔ اس طرح آپ کی پوری پوری کفالت و تربیت جدہ کریمہ  
اور حضرت جد کریم خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی نے کی۔ آپ ہی کی  
نگرانی میں آپ نے تعلیم و تربیت عبادت و ریاضت کے تمام مراحل طے کئے  
اپنے جد کریم ہی کے دست اقدس پر ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۷ھ فروری ۱۸۵۱ء  
بعیت کر کے تمام سلاسل طریقت حبلہ اذکار و اشغال اور اوراد و معمول خانہ  
برکات کی اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے لے

امام احمد رضا ان کے خلیفہ اعظم تھے لے ان کے اساتذہ میں آپ  
کا شمار ہوتا ہے لے آپ خانوادہ اکام احمد رضا کے شیخ تھے۔ آپ ہی کے  
گیسو کے طریقت کے اسیر حضرت حسن رضا خاں، مولانا محمد رضا خاں، مولانا  
شاہ محمد رضا خاں، مولانا حسین رضا خاں، مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں وغیرہم برادران

لے مولانا غلام شبیر قادری نوری بدایونی تذکرہ نوری ص ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶

لے ۱۵۹

لے مولانا غلام الدین فاضل بہاری میات ائیں حضرت ص ۳۵

وصا ہر دوکان اہل خاندان امام احمد رضا تھے۔  
آپ کے خلفاء میں حضرت حجت الاسلام مولانا محمد رضا خاں، مولانا علامہ محمد  
حسین رضا خاں اور خاتم الخلفاء مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں کا نام نامی نمایاں نظر  
آتا ہے۔

آپ اپنے جد کریم حضرت سید شاہ آل رسول احمدی برکاتی کے وصال  
۱۲۹۶ھ پر سلسلہ قادریہ برکاتیہ احمدیہ کے وارث و امین اور سجادہ نشین ہوئے۔  
امام احمد رضا نے ۱۲۹۷ھ میں مسند نشینی کے موقع پر آپ کی خدمت میں ایک  
شاہکار منقبت پیش کی تھی۔ جس کا پہلا شعر ہی  
"ابرتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسن، ز سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسن" لے  
آپ کے بلند و بالا مقامات کو ظاہر کرتا ہے۔

آپ پورے اکتالیس سال اپنے جد ماجد کی صحبت و خدمت میں گزار کر  
مزید ۲۸ سال ۱۳۲۴ھ تک تادم اخیر اپنے آباء و کرام کے مسلک الہدیت کے  
مطابق اپنے مریدین خلفاء کی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت میں مشغول رہے۔  
آپ نے ۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ / ۳۱ اگست ۱۹۰۶ء کو وصال فرمایا۔ خاتم اکابر ہند  
(۱۳۳۴ھ) تارخ وصال ہے۔ آپ کا مزار مارہرہ مقدسہ بڑی سرکاری زیارت  
گاہ خاص دعاء ہے۔

فدوم زمن حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب سجادہ برکاتیہ احمدیہ نوریہ  
مارہرہ مظہرہ میں اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ مہدی حسن کے گھر ۱۲۸۷ھ ۱۸۷۰ء  
کو پیدا ہوئے۔

آپ حضرت ابوالحسن احمد نوری کے حقیقی چچا زاد بھائی و خلیفہ اعظم اور سجادہ  
نشین تھے۔ آپ اپنے جد ماجد سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ  
لے صدائق بخشش حصہ دوم



تھے۔ آپ کو اپنے والد ماجد سے بھی خلافت و اجازت تھی۔ آپ کے دور میں مارہرہ مقدسہ کا عرس سراپا قدس الجیر مقدس کے بعد عظیم ترین عرس میں شمار کیا جاتا رہا۔ ایسا کہ بعض امور میں حضرت سید شاہ آل محمد و حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہما العزیز کے عہد کی یاد تازہ ہوتی رہتی رہی۔

آپ ہرگز خدمت کردار و خدمت شہادہ کے مظہر تھے۔ آپ اپنے مریدین و تلمیذین کی پشت پر ہاتھ رکھ کر وقت رخصت فرماتے۔

”تیرے پشت پر تین۔ اللہ محمدی الدین“

آپ کا وصال ۸ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ ۱۸ نومبر ۱۹۴۲ء کو مارہرہ مقدسہ میں ہوا۔ ”مقتدر“ ۹ مارہرہ تاریخ ہے (۱۳۶۱ھ)

## شرف بیعت

امام احمد رضا کا پورا خاندان مارہرہ مقدسہ سے نسبت بیعت رکھتا تھا۔ وہ خود اپنے والد خاتم اجل الفقہار حضرت مولانا مفتی علی خاں کے ساتھ تاجدار مارہرہ حضرت سید آل رسول سے ۱۲۹۴ھ ۸۷۷ھ میں بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔ حضرت سید آل رسول نے اپنے وصال ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۹ء سے قبل امام احمد رضا کو اپنے ابن الابن (پوتے) حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں کے سپرد فرما دیا۔ حضرت نوری میاں کو امام احمد رضا پر کس درجہ اعتماد تھا، اس کا اندازہ فتاویٰ رضویہ میں حضرت کے استفتاء سے کیا جاسکتا ہے۔ نیز امام احمد رضا کو اپنے مرکز عقیدت نوری میاں سے کتنی محبت تھی اس پر آپ کے قصائد و

لے مولانا غلام اشرف قادری نوری دایوبی تذکرہ نوری ص ۱۰۰-۱۹۰

لے اسن العلماء حضرت حسن میاں مارہروی دست برد کا تیم کار قلم الحروف سے بھی میں ارشاد

لے حیات علی حضرت ص ۳۵ مولانا کفر الدین فاضل بہری۔

منقبتیں شاہد ہیں۔

ان قرآن اور امام احمد رضا کی اپنے مشائخ کرام سے روحانی وابستگی سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے صاحبزادہ اکبر حضرت حجت الاسلام کو حضرت نور العارفین شاہ ابوالحسن احمد نوری صاحب تاجدارہ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ سے بچپن ہی میں بیعت کہ شرف حاصل ہو چکا تھا۔ جیسا کہ آپ کے صاحبزادہ اصغر حضرت مفتی اعظم ہند کو یہ شرف صرف چھ ماہ کی عمر میں حاصل ہوا۔

## اجازت و خلافت

یہ امام احمد رضا کی تعلیم و تربیت کا شاندار نتیجہ تھا کہ حجت الاسلام چودھوی صدی کے شروع ہی میں علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہو گئے۔ اور علمی مہجوروں میں آپ کو فاضل نوجوان کہہ کر پکارا جانے لگا۔ چودھویں صدی کی ہر اہم ہونے والی تحریک کی بیخ کنی میں آپ اپنے والد ماجد امام احمد رضا کے ساتھ ساتھ رہے۔ پھر حضرت شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں کی سرپرستی انہیں ہر طرح حاصل رہی۔ انہیں کے حکم سے امام احمد رضا نے اپنے عزیز تر صاحبزادے حجت الاسلام کے تمام سلسلہ عالیہ علوم و فنون، افکار و اشغال اور اوراد و اعمال کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اس کا ذکر سند جانشینی میں اس طرح کیا۔

وقد كنت اجزت ولدي الاعز محمد بن المعروف بالمعروف

حامد رضا خان سلمه الرحمن عن طوارق الجنان ولو اني

الشیطان وجعله خیر خلف سلفه الصالحین ووقعه مدح

همزة لحداية الدين ونكاية المفسدين وانه ولي ذالك

وخیر ما لك والحمد لله رب العالمین بجمع السلاسل

لے سال غنیش ص ۱۰۹ اور اللہ است تعینات رضا برلی شریف۔



والعلوم والادب کا دوا لا شغال والاورد والاھمال وسائر  
ماوصلت الی اجازت من مشائخ الاجلاء والی الاھل  
وكان ذالک باصر شیعہ نور الکاملین خلاصۃ الاصلین  
سیدنا السید الشاہ ابی الحسن احمد النوری میاں  
صاحب المارھروی قدس سرہ النوری۔

ترجمہ: بلاتک میں اپنے بیٹے محمد معروف بمولوی حامد رضا خان کو دلائل اللہ تعالیٰ اُسے  
اچانک حادثوں شیطان کے کوچوں سے محفوظ رکھے۔ اور مولائے کریم اُسے سلف  
صالحین کا بہترین جانشین بنائے اور تمام عمر اُسے حمایت دین و رد مفسدین کی  
توفیق عطا فرمائے۔ بلاشبہ وہی مولانا تعالیٰ اس کا مددگار اور بہتر مالک ہے۔  
پروردگار عالم ہی کیلئے حمد ہے تمام سلسلوں اور تمام علوم اور سارے اذکار و  
اشغال اور اورد و اعمال کی اور ہر اس چیز کی جسکی مجھے اپنے برگزیدہ مشائخ کرام  
سے اجازت پہنچی۔ اجازت دے چکا تھا۔ اور میرا اجازت دینا اس کے مرشد برحق  
و شیخ طریقت نور الکاملین خلاصۃ الاصلین سیدنا شاہ ابوالحسن احمد النوری میاں  
صاحب قدس سرہ النوری کے حکم سے تھا۔ لے

اس نعمت جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت حجتہ الاسلام نے بھی اپنے  
مرید و خلیفہ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جو دھپوری (منشی اعظم میڈ آباد  
سندھ پاکستان) ۱۳۹۰ھ۔ ۱۹۷۰ء کے خلافت نامے میں تحریر فرمایا۔

”ابا بعدنی گوید فقیر نامہ امر بگربیان مکر جزا محمد المذکور بجا رضا  
عفا اللہ عنہ ما جلی کہ حضور پر نور دریائے رحمت آقا کے نعمت قدوۃ  
الواصلین سراج السالکین نور الدارین حضرت سیدنا مولانا سید شاہ  
ابوالحسن احمد النوری میاں صاحب قبلہ و کعبہ افاض اللہ علیہما من

نہ سندھ شیعہ میں ۴۔ غایت محمدان نوری۔

شایب فیض النوری و نیز اشادت سراپا اشادت حضور محمد صحت  
سیدی و والدی و اسنادی و ملاذی امام الہدیت مجدد المائۃ الحاضرہ  
مؤید الملتہ الطاہرہ سیدنا و مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ  
و کعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بالرضا السردی۔ این ماہل سراپا ظلم چہل  
را ماہزون و مجاز ساخت۔ لے

حضرت ابوالحسن شاہ احمد نوری قدس سرہ النورانی کا وصال ۱۳۳۴ھ  
۱۹۱۶ء میں ہوا۔ حضرت حجتہ الاسلام نے حج و زیارت کا شرف اپنے والد گرامی وقار  
کے ساتھ ۱۳۳۳ھ۔ ۱۹۱۵ء حاصل کیا۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ اندازہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضرت  
شاہ ابوالحسن احمد نوری نے حجتہ الاسلام کو تمام سلاسل اور علوم و اذکار و غیبیہ  
سے مازون و مجاز فرمایا۔ پھر امام احمد رضا نے بھی انھیں کے مرشد گرامی کے حکم سے  
اپنے عزیز تربیٹے کو اجازت و خلافت دیدی۔

یہ یقینی طور پر تو نہیں کہا جاسکتا کہ حجتہ الاسلام کو اجازت و خلافت  
کب حاصل ہوئی، ہاں قرآن بتا رہے ہیں کہ ان نعمتوں (اجازت و خلافت) کا حصول  
چودہویں صدی کے دوسرے عشرے میں ہوا۔

## چار پار

حضرت حجتہ الاسلام کا حق خدا داد پھر اس پر علم و فضل سونے پر سہاگہ تھا۔  
آپ کا حلقہ ارادت ہندوستان کے ہر صوبے میں تھا۔ لاہور سے کلکتہ تک  
جو دھپور سے مظفر پور نیپال کی سرحد تک آپ کے مریدین خلفاء ہر ہر مقام پر پہنچے  
جاتے تھے۔ آپ کا سلسلہ طریقت (قادی رضوی نوری) ہر جگہ میں ہر جگہ

لے نقل خلافت نامہ مولانا سید ریاض الحسن شاہ صاحب جو دھپوری مرحوم



پھیلا ہوا تھا۔

جو پچھلے جہاں امام احمد رضا کے صرف گیارہ مرید تھے، وہاں جوق در جوق لوگ آتے رہے۔ عامر کھول دیا جاتا۔ ہاتھوں میں لیتے اور بیک وقت سیکڑوں افراد حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ اور یہ تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو جاتی۔ اس انداز نبیوت کا مظاہرہ صرف جو مصبور یا اودے پر رہی میں نہیں ہوتا بلکہ آپ جہاں جہاں تشریف لے جاتے، ارادت و محبت کا بچا نظر آ رہا دیکھنے میں آتا۔

ان سطور میں آپ کے مریدین اور خلفاء کا جائزہ مقصود نہیں، ہاں راقم انخرواف کی نظر میں اس وقت وہ چار نفوس قدسیہ ہیں جو حضرت حجتہ الاسلام کی خلوت و جلوت میں شریک و رفیق اور سب سے زیادہ قریب رہے ہیں۔ ان میں سب سے پہلا نام فتنی فدا یار خاں رضوی مرحوم و مقصود نائب مستم جامعہ رضویہ منظر اسلام کا آتا ہے۔ آپ اسم با مسمیٰ تھے۔ ہر طرح اپنے شیخ (یار) پر اور شیخ کے صاحبزادگان پر فدا تھے۔ حضرت حجتہ الاسلام کے ندیم خاص اور خادم ہما تھے۔ پھر منظر اسلام کی زمindari مزید برآں تھی۔ پوری زندگی اپنے شیخ کی کے آثار کی جا رب کشتی اور صاحبزادگان کی خدمت میں گزار دی۔

دوسرا نام بلا اختلاف حضرت مولانا نقیہ علیخان رضوی مہتمم جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا آتا ہے۔ حضرت حجتہ الاسلام کے سفر و حضر میں ساتھ معاملات میں امین، دینی اور دنیوی ذمہ داریوں میں شریک و مبین رہے۔ آپ فرزند نسبتی تھے۔ گزر زندگی بھر حق فرزند کی ادا کرتے رہے۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام کے انتظام و انصرام میں اور سلسلہ حامد یہ رضویہ کی ترویج و اشاعت میں آپ حضرت حجتہ الاسلام کے مازون و مجاز اور خلیفہ برحق تھے۔

تیسرا نام حضرت ابو المعانی مولانا مفتی ابراہیم صدیقی تھری مدیر شہیر

ماہنامہ یادگار رضا بریلی کا سامنے آتا ہے۔

آپ سر پا حامدی اور سلسلہ حامد یہ رضویہ میں مازون و مجاز نیز حضرت حجتہ الاسلام کے معتمد و مستند تھے۔ آپ عربی اور اردو کے ادیب اور صاحب طرز مفتی تھے۔ آپ کی شخصیت میں علم و فضل کا وقار عظیم ہو کر چلتا پھرتا نظر آیا۔ آپ گفتگو فرماتے تو منہ سے سچوں بھرتے۔ اپنے اپنی پوری زندگی عالمانہ شان اور شریفانہ آن و بان میں خموشی کے ساتھ گزار دی۔

”خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را“

چوتھا اور آخری نام جو ہمارے لئے سراپا احترام ہے، وہ ادیب حبیب مترجم نبیل مصنف بے عدیل، محقق بے مثیل حضرت علامہ شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی فاضل مشرتبات سابق سربراہ شعبہ فارسی جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی کا ہے۔ آپ حضرت حجتہ الاسلام کے نہ صرف ہم نشین بلکہ مزاج میں وکیل تھے۔ حضرت موصوف جامعہ رضویہ کے تنظیلی معاملات میں آپ سے مشورت فرماتے۔ اور آپ کی رائے کی بڑی قدر و منزلت فرماتے۔ آپ کے دور میں اللہ آباد بورڈ کے امتحانات فتنی کامل کو جامعہ میں بڑا فروغ حاصل ہوا۔ طلباء میں فارسی کا عام مذاق پیدا ہوا۔ آپ اٹھارہ ادیب اور شاعر ہیں۔ اس کا مشاہدہ آپ کی تصنیف ہو یا تالیف، تحقیق ہو یا تدقیق، تدوین ہو یا ترتیب، مقدمہ نگاری ہو یا شعروشاعری، ہر جگہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ اس عمر میں آپ کی محنت کی علامت اور تحقیق و جستجو کا نشان ہیں۔ آپ کی ذات قوم کا بہترین سرمایہ اور اہل مسلم کی عزت و آبرو ہے۔ آپ حضرت حجتہ الاسلام کے مذکورہ القید چار یار میں تھیں یا ایک صاحب اسرار بقید حیات ہیں۔ رب کریم آپ کو عمر خضر عطا فرمائے۔ اور آپ کی علمی تحقیقی فیضان کو شمس تالیال کی طرح جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہول دن بچاں ہزار



## بیاض پاک حجۃ الاسلام

۱۰ ————— ۱۲

حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی کی پوری زندگی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے کیل و نہار کی عکاسی تھی۔ علم و فن ہو یا تصنیف و تالیف، معروضیات خافیا ہی ہوں یا آداب سحر گاہی۔ ہر جگہ آپ کو حامد رضا کی صورت میں احمد رضا کی سیرت نظر آئے گی۔ وقت کا یہ بڑا عظیم المیہ ہے کہ حجۃ الاسلام کے یہ روشن نقوش بھواہستہ آہستہ مدھم پڑتے چلے جا رہے ہیں۔

جن لوگوں نے آپ کے شب و روز کو دیکھا ہے وہ گواہی دیں گے کہ آپ کے افواہ و اثواق میں نعت گوئی کا بھی بڑا حصہ رہا ہے۔ آپ ہی کی سرپرستی میں نعتیہ مشاعرہ جس کا آغاز عرس تادی رضوی کی دوسری شب میں ہوا۔ اور بریلی کا ہر ہر علاقہ اس سے گونج اٹھا۔ پورے شہر میں ادبی انجمنیں قائم ہوئیں۔ اور ایک بار پھر بریلی مرکز اہل سنت کے علاوہ مرکز نعت بھی قرار پایا۔

نعتیہ مشاعروں میں مقامی شعراء شیدا، حیرت، شمس الحسن شمس، راقم، ضمیر، امید، برت اور بیرونی شعراء میں روش صدیقی، تفتیق صدیقی، جوہوری، ضیاء قادری، جانی بدایونی وغیرہم نظر آنے لگے۔

عرس قادری رضوی بریلی کا نعتیہ مشاعرہ نہ صرف شرعی بلکہ ادبی حیثیت سے بھی معیاری سمجھا جاتا تھا۔ اس مشاعرہ میں نعتیہ کلام کا پڑھ لینا بھی شعر اور شاعری کیلئے استاد کا درجہ رکھتا تھا۔ اور یہ سب کچھ حضرت

حجۃ الاسلام کی خصوصی توجہ کا نتیجہ تھا۔ آپ نے اپنے والد گرامی وقار امام احمد رضا کی روش کے مطابق بہت سی نعتیں کہیں۔ جن میں کچھ ماہنامہ یا دیگر اخبار بریلی میں چھپیں اور کچھ محفل کی نذر ہو گئیں۔

مذکورہ جمیل کی ترتیب میں راقم الحروف مرتب نے ”بیاض پاک حجۃ الاسلام (۱۴۱۰ھ) کے تاریخی عنوان کے ذیل میں منتشر نعتوں کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے۔ اور ان میں کم از کم ایک نعت اور ایک پوری منقبت ”ذریۃ النجا“ (۱۴۱۰ھ) غیر مطبوعہ کو پہلی بار شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

## محمد باری

کون میں کون ہے تو ہی تو، تو ہی تو ہے یا من ہو  
تو ہی تو ہے تو ہر سو، یا من کیسے الا ہو

لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو لا الہ الا ہو یا من کیسے الا ہو  
ذرتے میں نور ہے گل میں بو، کوئل کو کہے کو کو کو  
پی کہاں پہنچا کہے ہر سو، اللہ اللہ اللہ

لا الہ الا ہو ————— یا من کیسے الا ہو

کثرت میں ہے کیسی وحدت، وحدت میں پھر کیسی کثرت  
چشم مست میں تیری رنگت، پھولوں میں تیری خوشبو

لا الہ الا ہو ————— یا من کیسے الا ہو

طر بنا ہے ذرہ ذرہ، نور بنا ہے قطرہ قطرہ  
تیرا ثنا گربت کا بندہ، سجدہ بتوں کا تیری سو

لا الہ الا ہو ————— یا من کیسے الا ہو



روح میں تو ہے پس تو، میری آب و گل میں تو  
اصل میں تو ہے گل میں تو حق حق ہو ہوا ہو

لا الہ الا هو ..... یا من لیس الا هو

لا معبود الا اللہ لا مشہود الا اللہ  
لا موجود الا ک لا مقصود الا ک

لا الہ الا هو ..... یا من لیس الا هو

روح و دل سر اور غفلت، انہی میں بھی ہے تو ہی  
قلب صنوبر نیل و مری، جاری ساری سب میں تو

لا الہ الا هو ..... یا من لیس الا هو

حسبی ربی جل اللہ مافی قلبی عنہ اللہ  
نور محمد صلی اللہ، اللہ اللہ اللہ

لا الہ الا هو ..... یا من لیس الا هو

اول تو ہے آخر تو، باطن تو ہے ظاہر تو  
قادر قادر قادر تو، اللہ اللہ اللہ

لا الہ الا هو ..... یا من لیس الا هو

تو میرا قسا میں تیرا بندہ، بندہ بھی کیسا گھونا بندہ  
روث معاصی سے اگندہ، کر اپنے کرم سے غفور

لا الہ الا هو ..... یا من لیس الا هو

تحریر ہے آب زر سے ورق ہے دلیں کھام مائے سق  
انت المادی انت الحق، لبث المادی الا هو

لا الہ الا هو ..... یا من لیس الا هو

## نظم توحید

دل میرا گد گداتی رہی آرزو آنکھ پھر پھر کے کرتی رہی جستجو  
عرش تافرش دھونڈا میں تھکوا نکلا اقرب ز جبل و دریدر گلو  
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

طاہران چین کی چبک و صد نف بلبل کا ہے لاشریک لا  
قمر یوں کا ترانہ ہے لا غیب ز مسر و طوطی کا ہوکا ہوکا  
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

بلبلوں کو چین میں رہی جستجو پیا کہتا پھرا پی کہاں سوسو  
پر نہ چٹکا کہیں غنچہ آرزو ہاں ملا تو ملا میرے دل ہی میں تو  
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

شاہان چین نے اب آب جو آب گل سے نہا کر کے تازہ و خوشو  
حلقہ ذکر گل کے کیا رو برو اور لگانے لگے دم بدم ضرب ہو  
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

رہ کے پردوں میں تو جلوہ آرا ہوا بس کے آنکھوں میں کھمک پڑ گیا  
آنکھ کا پردہ پردہ ہوا آنکھ کا بند آنکھیں ہوئیں تو نظر آیا تو  
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

کعبہ کعبہ ہے کعبہ دل میرا کعبہ پیغمبر کا دل جلوہ گاہ خدا  
ایک دل پر ہزاروں ہی کعبے خدا کعبہ جان و دل کعبے کی آبرو  
اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ

طور سینا پر تو جلوہ آرا رہا صاف موسیٰ سے فرما دیا کن تورا  
ادنیٰ انا اللہ شجر بول اٹھا تیرے جلووں کی نیز نکلیاں سوسو



اللہ اللہ اللہ اللہ  
 محکوم دور بھارتی رہی جستجو  
 فوضو نہ تائیں پھر اکو بکو چار سو  
 اللہ اللہ اللہ اللہ  
 کون تھا جس نے سبحانی فرمادیا  
 یائریہ اور بطلان میں کرن سقا  
 اللہ اللہ اللہ اللہ  
 یا الہی دکھا ہم کو وہ دن بھی تو  
 با ادب شوق سے بیٹھ کے قبلہ رو  
 اللہ اللہ اللہ اللہ  
 میں نے مانا کہ عابد گہنگار ہے  
 میرے مولیٰ مگر تو تو عفار ہے  
 اللہ اللہ اللہ اللہ

محمد مصطفیٰ نور خدا نام خدا تم ہو  
 شکیب دل قرار جاں محمد مصطفیٰ تم ہو  
 غریبوں درد مندوں کی دعا تم ہو دعا تم ہو  
 حبیب کبریا تم ہو امام الانبیاء تم ہو  
 ہمارے لجاو ماوا ہمارا آسرا تم ہو  
 غریبوں کی مدد بے لک کر بس رومی فدائے تم ہو  
 نہ کوئی ماہ و نہ سال نہ کوئی مہر میں تم سا  
 میں تھے انبیاء کے یوں تو محبوب ہیں لیکن  
 حنیفوں میں تم ہیں تم یوں ہیں تم میں تم ہو  
 تمہارے حسن رنگیں کی جھلک ہے حنیفوں میں  
 نہیں میں چمکے کی فلک سے جھلک کسی کی

وہ لاثانی ہو تم آقا نہیں ثانی کوئی جس کا  
 ہو الاول ہو الآخر ہو النظار ہو الباطن  
 نہ ہو سکے ہیں دواؤں نہ ہو سکے ہیں دواؤں  
 خدا کہتے نہیں مٹی جدا کہتے نہیں مٹی  
 انامین حامد و عابد رضا مٹی کے جھکوں سے  
 بحمد اللہ رضا عابد ہیں اور عابد رضا تم ہو

گناہ گاروں کا روزِ محشر شفیع خیر الانام ہوگا  
 دلہن شفاعت بنے گی دوا ہانی علیہ السلام ہوگا  
 کبھی تو چمکے گا نجم قسمت بلال ماہ تما ہوگا  
 کبھی تو ذرے پہ بہر ہوگی وہ ہر ادھر خوشخام ہوگا  
 پڑا ہوں میں اُنکی رگنڈ میں پڑے ہی ہنسنے کا ہوگا  
 دل و جگر فریش رہے نہیں گئے ویدہ مشق غلام ہوگا  
 وہی ہے شافع وہی شافع اسی شفاعت سے کام ہوگا  
 ہماری بگڑی بنے گی اس دن ہمارا الہام ہوگا  
 انہیں کا منہ سب تکیں گے اسدن جو وہ کرے وہ کام ہوگا  
 دہائی سب اُنکی دیتے ہو گئے انہیں کا ہر لب پہ نام ہوگا  
 انا لکھا کہہ کے عادیوں کو وہ لیں گے آغوشِ رحمت  
 عزیز اکو تا جیسے ماں کو انہیں ہر ایک یوں غلام ہوگا  
 ادھر وہ گرتوں کو تمام لیں گے ادھر یہاں کو جام ہوگا  
 صراط و نیزان و حوض کوثر ہیں وہ عالی مقام ہوگا  
 کہیں وہ جلتے ہو گئے کہیں وہ رتے ہنسائے ہو گئے



وہ پائے نازک پہ وہ ناز اور عید ہر ایک مقام ہوگا  
 ہوئی جو محرم کو بازیابی تو خوف و صیاح رنج یہ ہوگی  
 خمیدہ سر آبدیدار نکھیں لرزنا ہندی غلام ہوگا  
 حضور مرشد کھڑا ہوں گا کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا  
 بنگاہ و لطف و کرم اٹھنے کی تو جھک کے میرا سلا ہوگا  
 خدا کی مرضی ہے انکی مرضی ہے انکی مرضی خدا کی مرضی  
 انہیں کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہیں کی مرضی پہ کام ہوگا  
 بعد خدا ہے ادھر نئی ہے، جدھر نئی ہے ادھر خدا ہے  
 خدا کی بھر سب ادھر سچ کی جدھر وہ عالی مقام ہوگا  
 اسی تمنائیں دم اڑا ہے، یہی سہارا ہے زندگی کا  
 بلا تو محسوس کیے سر نہ نہیں تو جینا حسرت ہوگا  
 حضور روئے ہوا جو حاضر تو اپنی سچ و سچ یہ ہوگی حائد  
 خمیدہ سر آنکھ بند لب پر مرے درد و دوسلا ہوگا

چاند سے اُن کے چہرے پہ گیسو مے مشک فام دو  
 دن ہے کھلا ہوا مگر وقتِ محشر ہے ستام دو  
 روئے صبح اک سحر زلف دو تاپے شام دو  
 پسول سے گال صبح دم مہر ہیں لالہ فام دو  
 عارضی نور بار سے بکھری ہوئی ہٹی جو زلف  
 ایک اندھیری رات میں نکلے مہرہ تمام دو  
 اُن کی جبین نور پر زلف سیاہ بکھر گئی  
 جمع ہیں ایک وقت میں خندیں صبا و شام دو

خیر سے دن خدا وہ لائے دونوں حرم ہمیں دکھائے  
 زمزم و ہیر فاطمہ کے نہیں چل کے مہام دو  
 ذاتِ حسن حسین ہے عین شہید مصطفیٰ  
 ذات ہے اک نبی کی ذات ہیں اُسی کے نام دو  
 پانی کے پلا کے میکشوار، جسکو پگی پگی ہی دو  
 قطرہ دو قطرہ ہی سہی، کچھ تو برائے نام دو  
 ہاتھ سے چار بار کے جسکو طیس گے چار جام  
 دستِ حسن حسین سے اور لیں گے جام دو  
 ایک بنگاہ ناز پر سیکڑوں مہام مے نشد  
 گردش چشم مست سے ہم نے پئے ہیں جام دو  
 وسطِ مستی پہ سر، رکھئے انگوٹھے کا اگر  
 نامِ اللہ ہے لکھا اور اَلٹ ہے ام دو  
 ہاتھ کو کان پر رکھو یا با ادب سمیٹ لو  
 کمال ہو ایک آج ہو ایک آخر حرفِ لام دو  
 نام خدا ہے ہاتھ میں، نام نبی ہے ذات میں  
 مہرِ غلامی ہے پڑی، نکلے ہوئے ہیں نام دو  
 نام حبیب کی ادا جگتے ہوتے ہو ادا  
 نامِ محمدی بنے جسم کو یہ نظم دو  
 نامِ خدا مرقعہ، نامِ خدا رنجِ حبیب  
 بیخیا العن ہے ۵ دہن زلف دو تاپے لام دو  
 وحشی ہے ایک دل مرا، زلف سیاہ فام کا  
 بندش عشقِ سخت تر صید ہے ایک دام دو



تلووں سے اُن کے چار چاند لگ گئے ہر واہ کو  
ہیں یہ انھیں کی تابشیں، ہیں یہ انھیں کے نام دو  
گاہ دو آفتاب ہیں گاہ وہ ماہتاب ہیں  
جمع ہیں اُن کے گالوں میں ہر و مہ تمام دو  
باز کی زبانت مات ہے موت کو بھی ممت ہے  
موت کو بھی ہے ایک دن موت پر افزان عام دو  
اب تو دیکھئے نے بلا گنبد سہر دے دکھا  
حادثہ مصطفیٰ ترے، ہند ہیں ہیں غلام دو

شاہ گل ہے مست ناز حبّہ نو بہار میں  
ناز دادا کے پھول ہیں پھولے گلے کے ہار میں  
آئیں گھٹائیں مجھ کو کر عشق کے کو بہار میں  
بارش غم ہے اشکیار گریہ بے قرار میں  
عشق نے چھوڑی پھلجڑی دل کی لگی بھڑک اٹھی  
آتش گل کے پھول سے آگ لگی بہار میں  
آنکھوں سے لگ گئی بھڑی بھر میں موج آگئی  
سیل سرنشک ابل پڑا نالہ قلب زار میں  
شوق کی چہرہ دستیاب دل کی اڑائیں دھجیاں  
دھشت عشق کا سماں دامن تار تار میں  
بھلی سی اک تڑپ گئی خرمین ہوش اڑ گیا  
برق شرارہ بار تھی جلوہ نور یار میں  
تابش رخ سے چار چاند لگ گئے ہر واہ کو

حُسنِ انزل ہے جلوہ ریز آئینہ عذار میں  
کعبہ ابرود کیسے سجھائے جہیں میں مضرب  
دل کی تڑپ کو چہن کیا تاب کہاں قرار میں  
شاہ گل ہے مصطفیٰ طیبہ حُسن ہے جاں فدا  
گلشن قدس ہے کھلا صحن حرم یار میں  
سوسن و یاسمن، سمن، سنبل و لالہ نستر  
سارہرا بھرا چمن بھولا اسی بہار میں  
باغ جناں ہلکا مٹھا، قصر جناں مہک اٹھا  
سیکڑوں ہیں چمن کھلے پھول کی اک بہار میں  
سارے بہار دل کی دہن ہے مرے پھول کا چمن  
گلشن ناز کی چمن طیبہ کے خار خار میں  
تم ہو حبیب کبریا پیاری تمہاری ہر ادا  
تم سا کوئی حسیں بھی ہے گلشن روزگار میں  
سکلی نہ کوئی آرزو دل کی ہی دل میں رہ گئی  
حسرتیں ہیں ہزار دہن قلب کے ایک فرار میں  
خارِ مدینہ دیکھ کر دھشت دل ہے زور پر  
دستِ جنوں الجھ گیا دامن دل کے تار میں  
ماہ تری رکاب میں، نور ہے آفتاب میں  
بو ہے تری گلاب میں رنگ ترا انار میں  
غنجہ دل مہک اٹھا موج نسیم طیبہ سے  
روح شمیم تھی بسی گیسوئے شک بار میں  
شوق کی ناشکیبیاں سوز کی دل گدازیاں



وصل کی نامرادیاں عاشق و لوف گار میں  
گردش چشم ناز سے حامد میگسار مست  
رنگ سحر و کیف سے چشم خسار دار میں

## ذکر مر التجا

مادمن سے بجائے آل رسول من عن ہوں رضائے آل رسول  
حق میں مجھ کو گمائے آل رسول مجھ کو حق سے ملنے آل رسول  
میری آنکھوں میں آئے آل رسول میرے دل میں سجائے آل رسول  
تو ہی جانے فدائے آل رسول قدر سمو سمائے آل رسول  
سات افلاک نے پھر کر سی عرش رفعت سرے آل رسول  
چاند نا چاند کا دینے کے لئے حق نمائے آل رسول  
ہے ارادہ ترا ارادہ حق حق کی مرضی رضائے آل رسول  
بعد جسے نہ ہوگا فقر کبھی وہ غنا ہے خنائے آل رسول  
صبغة اللہ کی چڑھی اپنی حق کی رنگت دجائے آل رسول  
اسکی نیز نیگیوں میں ہوں یک رنگ رنگ وحدت جمائے آل رسول  
ہو خودی دور اور خدا باقی ہو خدا ہی خدائے آل رسول  
موت سے پہلے مجھ کو موت آئے میری ہستی مٹائے آل رسول  
ہوں مٹوں میں کہ مجھ میں مٹ جائے مجھ کو مجھ سے گمائے آل رسول  
جیتے جی جی میں میں گزر جاؤں سہول میری اٹھائے آل رسول  
بیڑی کٹ جائے ہر شخص کی قید سے یوں چھڑائے آل رسول  
یہ خودی بھی فدائے دعوئی ہے کرے یہ خود خدائے آل رسول

صورت شیخ کا تصور ہو ہوں میں محو قلم آل رسول  
سرتاپا یم فدا سرو پائیت وہ چہ نور و ضیائے آل رسول  
دل و جانم فدا سرت گردم لئے حق نمائے آل رسول  
بھڑکے قطر کے سینے میں قندم نعم میں ہم کو سمائے آل رسول  
مستحق حق ہر نسا ہر دہا بن حق کے جلوسے دکھائے آل رسول  
دل میں حق حق زبان پر حق حق ہو دید حق کی کرائے آل رسول  
حق کا دیوانہ ہادی حق سے حق کی دھو میں چلے آل رسول  
خانی ہو جاؤں شیخ میں اپنے ہو ہو جو داوائے آل رسول  
خانی فی اللہ باقی باللہ ہوں تو ہی تو ہے خدائے آل رسول  
یہ تقرب لے تو فیصل سے ہوں حبیب فدائے آل رسول  
ہاتھ پاؤں ہو آنکھ کان ہو وہ عقل بھی ہو فدائے آل رسول  
میرے اعضا بنے مرا مولے مجھ پر پیار آئے آل رسول  
اُس کے دیکھوں سنوں چلوں کچلوں مولیٰ سے بندہ پائے آل رسول  
میری ہستی حجاب ہے میرا تو ہی پردہ اٹھائے آل رسول  
قرب حاصل ہو پھر فرائض کا صوفی کا مسل بنائے آل رسول  
ملک لاہوت الی المناہوت ہوئے رحمت نہ پائے آل رسول  
سیر فی اللہ اور من اللہ ہو درجے سب کرائے آل رسول  
پھر ان اللہ فنا کے مطلق سے پورا سا لک بنائے آل رسول  
قید ناہوت سے رہائی ہو پھیرے میرے بڑھائے آل رسول

شاخ لاہوت پر بسیرا ہو  
ہو سیر طائر ہمائے آل رسول



یا الہی برائے آل رسول      دل میں بھر دے دلائے آل رسول  
 سو کئے دھانوں پہی برس پائے      ابر جو دو سنائے آل رسول  
 سر سے قرآن تجھ پہ آنکھوں سے      آنکھیں سر سے فدائے آل رسول  
 سخن نعلیں رگڑا آنکھوں کا      طوطیاں خاک پائے آل رسول  
 میری بگڑی بنی ہے تیرے ہاتھ      تو ہی بگڑی بنائے آل رسول  
 تجھ سے جسکو ملائے پیارے      تجھ سے جو پائے آل رسول  
 تیرا ہر حشر کا کیا خوف      میں ہوں زیرِ لوائے آل رسول  
 بادشاہ ہیں گدا ترے در کے      ہوں گدا گدا گدائے آل رسول  
 تاج والوں کا تاج عزت ہے      کہنے نعلین پائے آل رسول  
 ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم مارہرو      دل کی کلیاں کھلائے آل رسول  
 جھینسی جھینسی سی مست خوشبو سے      دل کی کلیاں بسائے آل رسول  
 طیبہ میں ہیں بسی کلیاں      مہر کی لنگوں قبائے آل رسول  
 بولے شمس کو خضر ہی تو ہے      راستہ پر لگائے آل رسول  
 سہرگنبد پٹار کے جابے ٹھوں      شوق کے پر لگائے آل رسول  
 خاک میری اڑے جو بعد فنا      مدنی ہو ہوائے آل رسول  
 اب تو گدیہ گروں کی چاندی ہے      ہیں کھرے سکتائے آل رسول  
 غم سے آسن جہانے در پہ گدا  
 کوئی چپا لہلائے آل رسول

پار بیڑا لگائے آل رسول      ڈوبے بھرے ترائے آل رسول  
 جو ہیں اپنے پرائے آل رسول      سب کو اپنا بنائے آل رسول  
 ٹٹو کر دے پند ڈال غیروں کی      ہم ہیں قدیوں میں سے آل رسول  
 تیرا ہاڑ ہے بٹ رہا جگ میں      تو ہی دے یاد لائے آل رسول  
 جھوٹی چیلائے ہے ترا مشگتا      بھڑے دانا برائے آل رسول  
 دیدے چکار کر کوئی مٹھا      سب در کو رنوائے آل رسول  
 در سے اپنے نہ کرے در در      در سے در کی رنوائے آل رسول  
 دور دوری کا دور کو دورا ہو      دور پہرہ نہ آئے آل رسول  
 نگھرے در بدر جھٹکتے ہیں      دے ٹھکانا برائے آل رسول  
 تنگیاں ساری دور ہو جائیں      نئے شربت پلائے آل رسول  
 ہیں رضا غوث کے قدم قدم      ہیں قدم ان کے پائے آل رسول  
 جس نے پایہ تہارا پایا ہے      کہ پٹھانوں نے پائے آل رسول  
 اپنی قدموں کے نیچے ہے جنت      اور قدم ہیں یہ پائے آل رسول  
 ان کی سیرت ہے سیرت نبوی      ان کی صورت لگائے آل رسول  
 ان کے جلوں میں اُنکے جلو ہیں      ہر واسے ادا لے آل رسول  
 اتے دیکھیں جو علی حضرت کو      آنکھیں کھدین آئے آل رسول  
 ہے بریلی میں آج مارہرہ      علی حضرت ہے جائے آل رسول  
 قادریوں کا ہے لگا میلہ      ہے تماشا ضیائے آل رسول  
 قادی سند پہ نوری پتلا ہے      اچھا سحر ارضائے آل رسول  
 چتر رحمت کا شانیاں ہے      سر پہ ہے یار دلائے آل رسول



ہیں پیروں سے کئے ہوئے سایہ پہنے قدسی جامے آل رسول  
 ہیں گستاخ و پرمختیں چھائیں پائے گل ہائے آل رسول  
 غوث کا ہاتھ ہے مرئیوں پر بر زمین کا لہار آل رسول  
 برکاتی برکات کا دولہا شاہ احمد رضاؒ آل رسول  
 برکاتی پیار کا سہرا تیرے سر پہ رضائے آل رسول  
 قادیانیت و لہن پنی - نوشہ شاہ احمد رضاؒ آل رسول  
 نور کا حمل جوڑا شاہان نور سی جامہ عباؒ آل رسول  
 نور کی چہرے پر بچا ور ہے صدقہ ہم سب گائے آل رسول  
 بیل میری بھی اب منہ سے چڑھ جائے  
 صدقہ حامد رضاؒ آل رسول

### نتم رسالت

(۱) بزرگ حضرت محمد اسلام (دوسرے مہاجرین)  
 پر عظیم ترین رحمتیں پہنچیں جو محبوب خدا سبحان اللہ ایک بار دنیا و دار سے سوار کیا سبحان اللہ  
 میرا ان کو بے برکتی و نذرانہ کہ ان جہاں پر میں سفر کیا ملک نے کہا اللہ تعالیٰ نے مرگنے کا سبحان اللہ  
 طالب کا یہ مطلب کہ عظیم و عطا ہے عطا کی طرف سے برکتیں بلکہ کل بھی لئے پروردگار سبحان اللہ  
 ہے عظیم کہ ان کو دیکھ کر ہر آدمی کی شب ہے راز ہواں و نور حجاب نور میں تھے خود پہنے کہا سبحان اللہ  
 جب تکمل کی آخری صفات تک پہنچا ہوا تھا کہ ان کا حق ہے کہا یا اللہ اللہ حضرت نے کہا سبحان اللہ  
 مجھے جاؤ انسان ہی کیا یہ راز میں جس وقت کہ  
 نالائق کا یہ بھی کہنا حق تعالیٰ نے کہا سبحان اللہ

امام اہل سنت محمد و دین و ولایت علی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری  
 قاضی بن بڑیلوئی قدس سرہ کی بابرنگ کا کھڑکائی ہوئی

### نذرانہ عقیدت

اے رضا مرتبہ کتنا ہوا بالا تیرا  
 نام اعلیٰ ہے ترا حضرت اصلی تیرا  
 کوئی کیا جانے بڑا کتنا ہے رتبہ تیرا  
 سارے تہجد یاد اور اتنا خاص تیرا  
 کتنا اونچا کیا اللہ نے رتبہ تیرا  
 تیرے چھوٹے کیا بڑا اچھا تیرا  
 نسبت آل رسول بھی عجب نسبت ہے  
 عمر کا تیرا ہوا سن اوہ ہم ہمارے  
 اس صدی کا توجہ و توجہ ملنے کا امام  
 تجھ کو اللہ نے ہر فضل عطا فرمایا  
 تجھ پر ہے اک تن بے سایہ کا ایسا  
 اس زمانے میں کوئی تجھ سا نہ دیکھا نہ سنا  
 ہر جگہ منظر اسلام نظر آتا ہے  
 آج تک بھی ترے شاگرد کتنا گروں  
 مسلک حق کی ضمانت ہے تیرا نام رضا  
 تیری ہر بات کی آئینہ حق و باطل  
 ہند تو ہند عرب میں ہوا شہر تیرا  
 کام ادنیٰ ہے ترے لئے شہر والا تیرا  
 اصفیا چونا چاہیں وہ ہے تیرا تیرا  
 سرور باطل کا اٹھنا کر اتنا تیرا تیرا  
 غوث اعظم کو کیا آقا مولاؐ تیرا  
 پھر سہلا کیا کوئی بدعا کر گیا تیرا  
 غوث تک نے کیا تجھ کو یہ وسیلہ تیرا  
 اتنی مدت میں ہوا مسلم کا پرچا تیرا  
 اہل حق چلتے ہیں جس آواز سے رستہ تیرا  
 کون سا عالم کہ جس میں نہیں تیرا  
 پسلیتا جاتا کہ ہر سمت ابل تیرا  
 غوث اعظم کی کرامت تھی سدا تیرا  
 تیرا گھر کوچہ و بازار محلہ تیرا  
 قصر باطل میں بند ہوتا ہے نعرہ تیرا  
 شان تحقیق ادا کر گیا خاص تیرا  
 تیرے ہر کام میں ہے رنگ نوا تیرا



فاضل ایسا کہ دیا رب نے تجھے فضل کثیر  
 ہر وہی تیرا شریعت کی دلیل روشن  
 عالم ایسا کہ ہر عالم ہوا شیدا تیرا  
 ایک قانون کمال کی فتاویٰ تیرا  
 تیری تحریر پر انگشت بندل تعارب  
 تیری تقریر کی قادی تیرا  
 ترجمہ وہ کیا ترکان کا کثر الایمان  
 حشر تک جاری یہ فیضان دیگا تیرا  
 تو نے عنوان یہ ایمان کا دنیا کو دیا  
 عشق سرکار و دو عالم تھا وظیفہ تیرا  
 میں رہا کار دل تیرا سفر ہو کہ حضر  
 نام ہر بار میں بیتا رہا آقا تیرا  
 کلام تیری تجدید کا اللہ اللہ  
 مسلک اہل سنن بن گیا رستہ تیرا  
 تھے ایمان دیا تو نے جماعت دیدی  
 اہلسنت پر یہ احسان یہ آقا تیرا  
 مصطفیٰ کا ترے خاتم ترے شام کا غلام  
 خوشتر بندہ و دربار ہے تیرا تیرا

معروضہ

فیتر قادری سب بارگاہ رضوی محمدیہ اہم خوشتر صدیقی  
 غفر اللہ لہ  
 خاتون قادریہ رضویہ ڈیرہ جنوبی افریقہ



کہ حضرت خیر المومنین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیغمبر کو دیکھا کہ وہ اپنے پیغمبر کو دیکھا

کہ حضرت خیر المومنین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ  
 نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیغمبر کو دیکھا کہ وہ اپنے پیغمبر کو دیکھا



